اللہ کا نشان

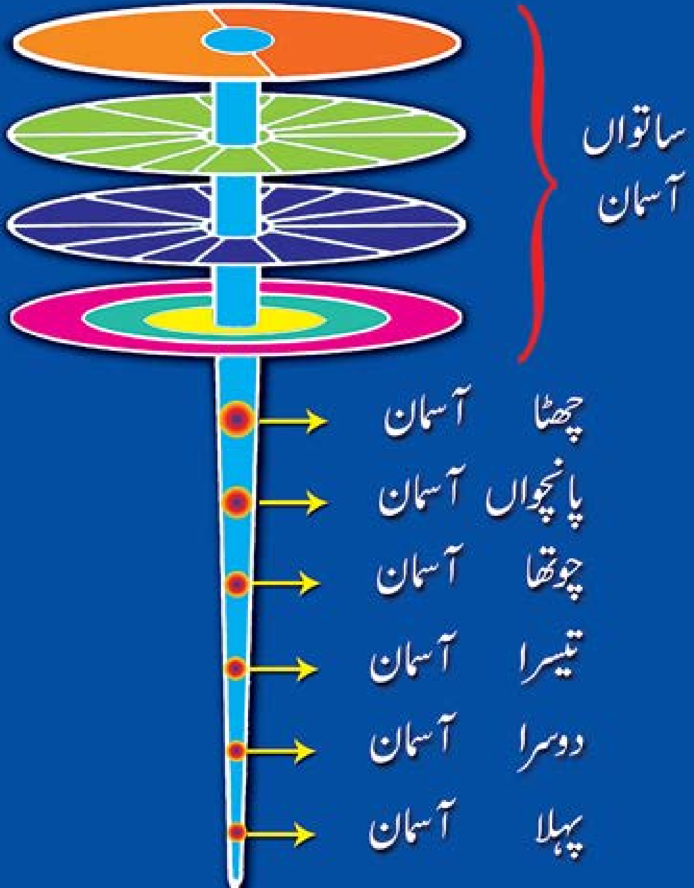

تلگو اصل : یوگیشور

ترجمہ : چاندنی

www.khudaislamicspiritualsociety.org

اللہ کا نشان

اصل تلگو

یوگیشور

ترجمہ

شیخ ریحانا بنت امیر اعلی

(خدا اسلامک سپر چیول سوسائٹی میمبر)

نلگونڑا ضلع

(Regd.No.459/2011)

Published By

خدا اسلامِک سپر چیول سوسائٹی

انمتپر ضلع

ترائیت شک-۳۸

اوّل پرنٹ: ۲۰۱۷

تعداد:1000

قیمت:85

خدا اسلامک سپرچیول سوسائٹی روحانی کتابیں

١) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی آیات (ترجمہ شیخ ریحانا)

٢) قرآن میں چھپے ہوئے موتیاں (مصنف شیخ ریحانا)

٣) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جواہرات (ترجمہ شیخ ریحانا)

٤) آخری اللہ کی گرنتھ میں ارتھ اور اپارتھ (مصنف شمیرا)

٥) زکاۃ (مصنف نظمہ)

٦) جہالت میں دہشت گردی کے بیج (ترجمہ شیخ ریحانا)

٧) پنرجنم کا راز (ترجمہ شیخ ریحانا)

٨) موت کا راز (ترجمہ شیخ ریحانا)

٩) نبیاں کون ہے؟ (ترجمہ شیخ ریحانا)

١٠) اعمال نامہ (ترجمہ شیخ ریحانا)

١١) قبر (ترجمہ شیخ ریحانا)

١٢) جنت اور دوزخ (ترجمہ شیخ ریحانا)

١٣) اللہ کا علم قبضہ ہوا (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۴) تین کتب دو مرشد ایک استاد (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۵) کیا جہاد کا مطلب جنگ ہے؟ (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۶) الٰہی کتاب میں سچ و باطل فرق کرنے کی علم (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۷) بھاوم اور بھاشا (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۸) پرتما اور وگرح (ترجمہ شیخ ریحانا)

۱۹) تین الٰہی کتابیں اور تین اول جملے (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۰) موت کے بعد زندگی (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۱) اللہ کا نشان (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۲) فرقان (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۳) آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی ہیرے (ترجمہ شیخ ریحانا)

۲۴) ماں - باپ (ترجمہ شیخ ریحانا)

خدا اسلامک سپر چیول سوسائیٹی

(Regd.No.459/2011)

﴿ خاص مقاصد ﴾

۱) قرآن پاک کی دین (دھرموں) کی حفاضت کرنا اور تبلیغ کرنا

۲) قرآن پاک کی علم الہی کو شکست نہ ہوتے ہوئے ہندو اور عیسائیت سے سمنوے کرنا

۳) قرآن پاک کے حضرت محمدؐ کے عزت میں کمی نہ ہوتے ہوئے دیکھنا

۴) قرآن پاک کی آیتوں کی معنی یا مفہوم کو اللہ کے طریعے میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا

۵) قرآن پاک کی مقدص پن کو اسلام میں کوئی اور کتابوں کے برابر موازنہ کئے بغیر دیکھنا۔

۶) قرآن پاک میں نبی کو ہو یا اللہ کو ہو روک تھام کرنے والے اور سمجھ میں نہ آنے والے آیات کا اس طرح جواب دینا کہ کوئی بھی اس کا سامنا نہ کر سکے۔

۷) قرآن پاک کی الہی آیتوں کے بعد ہی حدیثوں کی جملوں کی اہمیت ہے کہہ کر مسلمانوں کو بتانا

۸) قرآن پاک کی دین اللہ کا ہے اور علم نبی کا ہے اور عمل انسانوں کا ہے۔ لہذا، یہ بتانا کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے قابل عمل ہے۔

۹) قرآن پاک کی دین ہر ایک انسان کے لئے ہے اور حدیث کے جملے صرف مسلمانوں کے لئے ہی ہے کہہ کر بتانا

۱۰) مسلمان پہلے قرآن پاک میں اللہ کے دین یا دھرموں کو جاننا چاہئے، بعد میں حدیث کے روایتوں کو جاننا چاہئے کہہ کر بتانا۔

۱۱) قرآن پاک میں اللہ کے فرشتہ کی کلام کو حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے، اور نبی کے وفات کے بعد ۱۲۱، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۶۸ سالوں کے بعد آئے ہوئے حدیثاں مسلم علماؤں نے فرمایا، اس لئے اسلام میں پہلا مقام قرآن پاک کا ہے کہہ کر بتانا۔

۱۲) قرآن پاک میں اللہ کی دین کو یا اللہ کے دھرموں کو جاننے سے آخرت پائیں گے جو دائمی ہے اور حدیثوں کی روایتوں کو جاننے سے جنت پائیں گے کہہ کر بتانا۔

کتب ملنے کے پتے

شیخ شفیع

چنئے، تمل ناڈو(Cell:09445554354)

شیخ ابراہیم

کرنول ٹون، آندھراپرادیش(Cell : 7095008369)

یم علّی پیر

مڑک شرا، انمتپر ضلع(Cell : 8978058081)

سید شالم باشا(طارا)

پکم، چتور ضلع(Cell : 8978058081)

شیخ امیر علی

نلگونڑا ضلع، تیلانگانا(Cell : 8187051078)

﴿ فہرستِ الفاظ ﴾

اس کتاب میں اللہ کے آیتوں کا اصلی معنی اللہ کے طریقے میں یا روحانی طریقے سے یعنی جس مقصد سے اللہ نے وہ آیات بتایا اسی مقصد کو بیان کیا گیا۔ آج انسان اپنی زندگی میں اتنا مصروف (busy) ہو گیا کہ اسے اپنے بارے میں ،اپنی پیدائش کے بارے میں اور اپنی موت کے بارے میں خیال کرنے کا فرست تک نہیں ہے۔ بعض لوگ جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں جیسے بڑوں نے سکھایا ویسے نماز ،دعا تو طلب کرتے ہے مگر وہ نماز اور دعا کی اصلی معنی سمجھ کر عمل نہیں کرتے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بارے میں اور وہ اللہ جس نے ہمیں پیدا کیا اس کے بارے میں جاننے کی کوشش دل سے کرتے ہیں اور ان کو بہت سے اس طرح کے خیال بھی آئے ہوئے ہوں گے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور مجھے کہاں جانا ہے؟ میری پیدائش کا کیا مقصد ہے؟ انسان کیون یہ سکھ دکھ پا رہا ہے؟ اللہ کون ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ وہ کیسے اس پورے کائنات کو operate کر رہا ہے ؟ اس کے بارے میں کیسے معلوم کریں؟ سب کہتے ہیں کہ اللہ آسمان پر ہے تو پھر آسمان کے طرف دیکھیں تو وہ کیوں نہیں دکھ رہا ہے؟ لیکن اللہ اپنے بارے میں قرآن میں کیا فرمایا یہ بات بہت سے لوگوں کو نہیں معلوم۔ ان اللہ کے بندوں کو جو سچ میں اللہ کے بارے میں جان کر اللہ کی قربت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو اللہ کی حقیقت اللہ کہاں ہے؟ اور کیسا ہے؟ کس طرح اس کا نظام ہے اس چھوٹی گرنتھ سے حاصل ہوگی۔ اس کتاب کو پڑھنے والے ہر ایک اللہ کے بندہ سے گزارش ہے کہ اس کتاب کی ہر لفظ کو اپنے جسم کے اندر ہی غور کرتے ہوئے پڑھیں۔ اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہم سب کو صحیح طریقے سے علم سمجھ میں آنے کی طاقت ہمارے عقل کو عطا فرمائے (آمین)۔

زبان ایک ایسی ٹول (tool) ہے جس سے انسان اپنے خیال یا ارادے ظاہر کرتا ہے۔ آج تو دنیا میں کئی زبان پیدا ہو گئے۔ اگر ہم ابتداء کائنات میں جا کر دیکھیں تو تب یہ سب نہیں تھے انسان زبان نہ بننے سے پہلے اشاروں سے اپنے خیال ظاہر کرتا تھا۔ پھر اس نے آسانی سے اپنے خیال ظاہر کرنے کے لئے زبان بنالی۔ لیکن آج یہ زبان ہی انسانوں کو ایک دوسرے سے الگ کر رہی ہے۔ وہ کیسے؟۔ وہ اس طرح ہے کہ آج اگر انسان کے سامنے ایک لفظ آیا تو وہ صرف اس لفظ کا زبان دیکھ رہا ہے مگر لفظ کے پیچھے اس کی اصلی معنی کو نہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ لفظ کیوں بنایا گیا؟ اس لفظ کی اصلی معنی کیا ہے؟ جس مقصد سے وہ لفظ بنائی گئی کیا اسی مقصد سے وہ ہم سمجھ کر لئے یا نہیں؟ اتنی گہرائی سے انسان نہیں سوچ رہا ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ میں نے نبیوں کو ان کے قوموں کے زبان میں ہی بھیجا تا کہ وہ آسانی سے اللہ کی پیغام کا مقصد سمجھ سکے۔ اس طرح کئی نبیوں نے مختلف زبانوں میں اللہ کے باتیں بتایں۔ لیکن آج مسلمان صرف عربی زبان یا اردو زبان ہی دیکھ رہے ہیں۔ ایسا ہی ہندو تلگو یا ہندی یا سنسکرت زبان ہی دیکھ رہے ہیں۔ عیسائی بھی ذیادہ تر انگلش زبان ہی دیکھ رہے ہیں مگر دوسرے زبانوں میں اللہ کے باتوں کے طرف مُڑ کر نہیں دیکھ رہے ہیں۔ پانی کو انگلیش زبان میں واٹر (water)، تلگو زبان میں نیرو (neeru)، تمل زبان میں تنّی (tanni) کہتے ہیں اس طرح کتنے بھی مختلف زبانوں میں کہیں لفظ بدل رہے ہیں مگر پانی کے دھرم یعنی پانی کے صفات یا خاصیت نہیں بدل رہا ہے۔ یعنی اس پانی کو ایک ہندو سے مسلمان لیکر پیئے یا ایک مسلمان سے ہندو لیکر پیئے یا ایک عیسائی سے ہندو لیکر پیئے پانی یکساں ہوتا ہے مگر ایک ہی قسم کا پانی کسی کو میٹھا یا کسی کو کڑوا نہیں رہتا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (ہندو یا عسائی) پانی کو نیرو یا واٹر کہہ رہا ہے تو میں اس سے وہ پانی نہیں لوں گا۔ اس طرح پیش آنے سے خود کا ہی نقصان ہو گا نا! اور نقصان ہونے والا کام انسان اپنی زندگی میں کبھی بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی طرح اللہ نے بھی اپنی دین کو سمجھانے کے لئے الگ الگ زبانوں میں بعض

الفاظ استمال کیا (جیسے قرآن میں فرمایا کہ میں ہر نبی کو اپنے زبان میں بولنے والے کر کے بھیجا تا کہ لوگوں کو دین اچھے طریقے سے سمجھ میں آئے)۔زبان الگ ہونے پر بھی (اس الفاظ کے پیچھے اللہ کا) کہنے کا مقصد ایک ہی ہے۔مثلاً **جنت ودوزخ** کو ہندوسورگ **ونرک** کہتے ہیں تو عیسائی heaven and hell کہتے ہیں۔اسی طرح **قبر** کو ہندو**سمادھی** کہتے ہیں تو عیسائی grave کہتے ہیں۔کتنے بھی زبانوں میں کہیں قبر ہو یا سمادھی ہو یا grave کا **کام** ایک ہی ہے وہ ہے ڈھانکنا یعنی (لاش کو) ڈھانکنے کی ایک جگہ کو پکڑ کر تینوں تین قسم سے کہہ رہے ہیں۔کام کو پکڑ کے نام دیا جاتا ہے۔اس لئے اس کتاب میں زبان کو دیکھے بغیر اور کونسے زبان میں الفاظ اور کونسے زبان میں الفاظ استمال کئے گئے دیکھے بغیر،الفاظوں میں چھپی ہوئی راز کو اور وہ الفظ کہنے کے پیچھے اللہ کا مقصد کیا ہے تفصیل کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

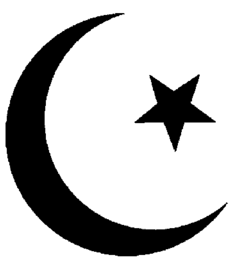

وہ روحانی الفاظ جو ہندو اور اسلام میں یکساں ہے

روحانی الفاظ جو اس کتاب میں استمال کیئے گئے:

گرنتھ (granth)	کتاب
اوّل اللہ کی گرنتھ	پہلی اللہ کی کتاب یا پہلی کتابِ الٰہی (تورات یا بھگوت گیتا)
درمیانی اللہ کی گرنتھ	دوسری اللہ کی کتاب (انجیل یا بائبل)
آخری اللہ کی گرنتھ	آخری اللہ کی کتاب (قرآن)
نماز	اللہ میں شامل ہونے کے لئے جو علم چاہیئے اس اللہ کی علم کو سیکھنا
زکاۃ	جو لوگ علم میں غریب ہے ان لوگوں کو ہم نے نماز میں جو اللہ کی علم سیکھا اس علم کو ان کو بھی بتا کر اللہ کے طرف لے آنا یعنی علم میں جو غریب ہے ان کو بھی علم میں مال دار بنانا۔
روزہ	وہ اللہ جو ہمارے اندر روح کے صورت میں ہے ان سے ہمیشہ دوستی کرنا یا مل کر رہنا
ساکار (saakaar)	زمین پر انسان کی شکل میں آنے والے کو ساکار کہتے ہیں۔ اسی کو خدا یا بھگوان بھی کہتے ہیں۔

نراکار(niraakaar)	بلاشکل والا اللہ جو دنیا میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔
ندرشن (نشان یا غیبی)	یعنی دکھنے والی چیز ہی معلوم ہوئے بغیر چھپ کر رہنے کو ندرشن یا نشان کہتے ہیں۔
درشن	دیدار یا علم کی آنکھوں کو دکھنے والی چیز
پرمارتھ(paramarth)	جو معنی یا مطلب ہم سمجھ رہے ہیں اس معنی سے الگ مطلب ہے یا پرے ہیں۔
شردھا	اللہ کے بارے میں اور اللہ کے علم کے بارے میں جاننے کی شوق یا چاہت یا محبت

اللہ	پرماتما
شیطان	مایا
علمِ الٰہی یا اللہ کا علم	برحم ودیا شاستر
قبر	سمادی
علمی طریقے سے	شاستر بدھ
دوبارہ پیدائش	پنرجنم
روح	آتما
نفس	جیواتما
جسم	شریرم

قیامت	پرلے
جنت	سورگ
قدرت	پرکرتی (prakruti)
جاندار قدرت	چرپرکرتی (chara prakruti)
بے جان قدرت	اچرپرکرتی (achara prakruti)
پانچ انا صر	پنچ بھوت (panch bhoot)
آخرت، نجات	موکش (moksh)
قبر یا سمادی	ابتدا سے سب پر یکساں لاگو ہونے والی۔ اسی کو اردو زبان میں قبر کہتے ہیں۔
پرلے	جو پیدا ہوا وہ یقیناً ناش ہوگا، پرلے کو اردو زبان میں قیامت کہتے ہیں۔
پیدائش	جنم

اللہ کا نشان

اللہ کی علامت کو'اللہ کا نشان' کہہ سکتے ہیں۔ جب نشان کا معنیٰ 'علامت' کے ہے تو اللہ کا نشان یعنی اللہ کی طاقت کے برابر کا یا اللہ کی اہمیت کے برابر کا نشان ہے کہہ سکتے ہیں۔ اب کوئی بھی اس طرح کا سوال کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ جو نظر نہیں آتا اور نہ اس کی کوئی مثال ہے ویسے اللہ کا کوئی نشان کیسے ہو سکتا ہے؟ ۔اس سوال پر ہمارا جواب ایسا ہے کہ اللہ کو تلگو زبان میں' **دیوڑو**(devudu)' کہتے ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ تلاش کئے جانے والا یعنی جسے ڈھونڈ نا پڑتا ہے مگر وہ دِکھنے والا نہیں ہے۔ اللہ یعنی رہنے والا ہی ہے مگر ملنے والا نہیں ہے۔ اللہ یعنی بنا فعل والا ہے مگر افعال (کام) کرنے والوں کو افعال نہ کرنے والا اللہ معلوم نہیں ہوگا۔ اللہ وہ ہے جسے کوئی بھی کسی بھی طرح سے غور کرنے پر بھی معلوم نہ ہونے والا۔ اسی لئے نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ فلان اللہ ہے اور نہ اس کا کوئی نشان دکھا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس طرح پوچھنے میں انصاف ہے کہ اللہ کی علامت یا اللہ کا نشان کہلانے والی چیز بھی ایک موجود ہے کیا؟ ۔عقلی طور پر پوچھا گیا اس سوال کا انسانوں کے طرف سے تو جواب نہیں ہے مگر اس سوال پر اللہ نے ہی اپنی بات میں کہا کہ اس کا ایک نشان ہے یا وہ ایک نشان رکھتا ہے۔ جب اللہ اپنے نشان کے بارے میں وہ خود بتاتا ہے تب ہی انسان معلوم کر سکتے ہیں مگر خود انسان نہ اللہ کے بارے میں بتا سکتا ہے نہ اللہ کے نشان کے بارے میں۔

جس اللہ کے بارے میں انسان خود بتا نہیں سکتا اسے خود اللہ کو ہی بتانا پڑے گا۔ آخری اللہ کی کتاب قرآن میں سورح 3 کی آیت 7 کے مطابق **'اللہ کا علم سوائے اللہ کے کوئی انسان**

نہیں جانتا'، اوّل اللہ کی کتاب میں راج ودیاراج گُہ یاباب کی شلوک ۲ کے مطابق '**اللہ کا علم تمام رازوں میں سے بڑا راز ہے**'، اسی طرح درمیانی اللہ کی کتاب میں یوحنا خوشخبری پہلا باب اور جملہ نمبر ۵ کے مطابق '**نور تاریکی میں چمکتا ہے لیکن تاریکی اس نور کو پہچان نہ سکی**'۔ اللہ کا علم ہو، اللہ کا نشان ہو کوئی انسان نہیں جانتا۔ اللہ کے علم کے بارے میں اور اللہ کے نشان کے بارے میں خود اللہ ہی انسان کو بتانا ہوگا۔ تین اللہ کی کتابوں کی قسم یا اللہ کے کتاب گواہ ہیں کہ یقیناً انسان کو اللہ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ جب اللہ بتائے گا تب ہی اللہ کے تعلیم کے ذریعے انسان کو معلوم کرنا ہوگا۔ تو یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ اللہ کب بتائے گا؟ اور کیسے بتائے گا؟۔ اسی لئے خود اللہ آ کر کہنے پر بھی انسان اللہ نے جو علم کہا اس پر یقین نہیں کر پا رہا ہے۔ جب خود اللہ آ کر علم کہتا ہے تب انسان اُسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے لیکن کہنے والے پر یقین (ایمان) نہ ہونے کی وجہ سے اللہ کہنے پر بھی انسان یہ سمجھ نہیں پا رہا ہے کہ کہنے والا اللہ ہے اور جو علم بتایا جا رہا ہے وہ اصلی علم ہے۔

انسان اللہ کی علم کو تب ہی جان سکتا ہے جب اللہ خود کہے گا کہ میرا علم مجھے ہی معلوم ہے پھر وہ خود اپنا علم بیان کرے گا۔ اسی طرح اُس نشان کے بارے میں بھی جان سکتے ہیں جو اللہ سے متعلق ہے۔ یہاں بعض لوگوں میں ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ! جب اللہ خود اپنا علم بتائے گا تب وہ لوگ جو عقل مند اور عقیدت مند ہوتے ہیں اس علم کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن وہ اللہ کی نشان کو جو اللہ نے نہیں بتایا اسے اس کے علم کے ذریعے کیسے معلوم کر سکتے ہیں؟ اس طرح پوچھنے کو موقع ہے۔ اس کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ جب ایک گھر کے بارے میں بیان کیا تو

عقل منداس گھر کے شکل کو بنا سکتے ہیں۔گھر کے فلاں طرف دروازہ ہے،اس کے اتنے دور پر کھڑکی ہے اوراس کھڑکی کے بائیں طرف باورچی خانہ ہے اوراس کے دائیں طرف آرام گاہ ہے اوراس کے پیچھے غسل خانہ ہے اس طرح جب ایک گھر کا تفصیل بیان کیے تو اس گھر کا اندازہ لگا کر تصویر بنا کر دِکھا سکتے ہیں۔اسی طرح جب اللہ اپنے آپ کے بارے میں خود کہتا ہے تب اللہ پر شردھا(shraddha) اور عقل رکھنے والا انسان اللہ کے نشان کو بنا لے سکتا ہے۔اللہ کا علم ایک مذہب سے متعلق نہیں ہے۔اللہ کا علم انسانی قوم کے لئے ہے اسی لئے اللہ کا نشان بھی تمام انسانی قوم سے متعلق ہوتی ہے مگر ایک مذہب سے متعلق نہیں ہوتا۔

موجودہ زمانہ میں زمین پر ۱۲ مذاہب ہیں۔ہم سب یہ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہر ایک مذہب ایک نشان ہو یا اس سے ذیادہ دو یا تین نشانیاں رکھتی ہیں۔صلیب کا نشان دیکھتے ہی وہ عیسائیت ہے کہہ سکتے ہیں۔ایسا ہی دو کھڑے ہو یا آڈھے ہو یا 'اوم' کا رنشان دیکھتے ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کا نشان ہے۔ایسا ہی چاند یا تارے کو دیکھیں یا مکہ کی کعبہ گھر کے تصویر کو دیکھیں تو یہ اسلام مذہب کا نشان ہے کہہ کر لوگ کہتے ہیں۔لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے نشان کو کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں ہے۔کیوں کہ اللہ کا نشان اُس علم کے مطابق تیار ہوئی رہتی ہے جسے اللہ نے فرمایا ہو۔اسی لئے اس نشان کا تعلق مذہب سے نہیں رہتا۔اللہ کا نشان اللہ کے گرنتھوں (کتابوں) سے جڑی ہوئی ہے مگر مذاہبوں سے نہیں۔جس طرح تعریفِ گھر کے مطابق گھر کا شکل بناتے ہے اسی طرح اللہ کے علم کے مطابق اللہ کا نشان بنا سکتے ہے۔یہاں بعض لوگ ایک سوال پوچھ سکتے ہیں۔وہ یہ ہے کہ! اللہ نے اپنے علم کے بارے میں تو کہا تھا مگر اپنے نشان کے بارے میں تو کہیں بھی نہیں کہا نا! تو پھر آپ کیوں یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے علم کو

یا علمِ الٰہی کا ایک نشان ہے؟۔اس کا جواب اس طرح ہے کہ ہر چیز کا ایک ظاہراورایک باطن ضرور ہوتا ہے۔اگر ہم ایک انسان کولیکر دیکھیں تو ظاہراور باطن اس طرح دوقسم سے ہے۔بالکل اسی طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کا علم بھی ظاہراور باطن صورتوں میں موجود ہے۔یہ بات سچ ہے کہ اللہ باطن ہے،نظر آنے والانہیں ہے۔تو اللہ باطن ہی نہیں بلکہ ظاہر سے بھی ہیں۔ظاہر سے رہنے والے کو اللہ نہیں کہنا چاہیئے۔دِکھنے والے ظاہر اللہ کو'خدا(بھگوان)' کہنا چاہیئے مگر'اللہ' نہیں کہنا چاہیئے۔اللہ تو ایک ہی ہے لیکن اسے ظاہر سے خدااور باطن سے اللہ کہنا چاہیئے۔جب وہ ظاہر کی طرح ہوتا ہے تب اسے اللہ نہیں کہنا چاہیئے یا نہیں بلانا چاہیئے ایسا ہی باطن والے کو خدا نہیں کہنا چاہیئے۔بہت سے لوگوں کو اللہ کے ظاہر اور باطن کے بارے میں نہیں معلوم ہے۔بعض کہتے ہیں کہ اللہ ظاہر نہیں ہے یعنی وہ ظاہری شکل میں نہیں رہتا یعنی ظاہری شکل میں زمین پر نہیں آتا۔انہیں وہاں تک ہی معلوم ہے۔اسی لئے وہ وہیں تک ہی بات کرتے ہیں۔

اللہ کے بارے میں جاننے کی طاقت انسان کو اللہ ہی دینا پڑے گا۔ورنہ خود انسان اللہ کے بارے میں نہیں جان سکتا۔اللہ اپنے علم کو تعلیمات کے شکل میں اور گرنتھوں کے شکل میں انسانوں کو دینے پر بھی وہ سمجھ میں آنے کے لئے انسان کو چاہیئے اللہ کی اجازت۔اللہ انسان کے نیت کے مطابق اوراس کے طریقے کے مطابق اگر اللہ کو راضی ہے تو اس کو علم سمجھ میں آئے جیسا کر کے نیک راہ پر بھیجتا ہے،اگر اللہ کو وہ راضی نہیں ہوا تو اسے اپنا علم سمجھ میں نہ آئے جیسا کر کے غلت راہ پر بھی بھیجتا ہے۔یہی بات کو''آخری اللہ کی گرنتھ قرآن'' میں بہت مرتبہ کہا تھا۔اوراوّل اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا میں بھی کہا تھا۔یہ بات اللہ نے ہی کہا تھا

کہ اپنے پسندیدہ بندوں کو راہِ علم میں اور ناپسندیدہ لوگوں کو راہِ جہالت میں بھیجے گا۔اسی لئے بعض لوگ کو اللہ کا علم مکمل طور پر سمجھ میں آتا ہے۔بعض کو نامکمل ٹھہر گیا۔نامکمل علم والوں کو اللہ کی مکملیت نہیں معلوم ہوتا ہے۔اسی لئے جو انہیں معلوم ہے صرف وہی علم ہے اور جو نہیں معلوم وہ تمام جہالت سمجھنا ہو رہا ہے۔اس طرح چند مذاہب والوں کو صرف اللہ کی علمِ ظاہر ہی معلوم ہیں اور چند مذاہب والوں کو صرف اللہ کی علمِ باطن ہی معلوم ہیں، ظاہر سے بالکل واقف نہیں ہوتے ۔لیکن مکمل علم والوں کو اللہ کے ظاہر اور باطن دونوں معلوم ہے۔مکمل علم والے زمین پر کم ہونے کی وجہ سے ،اگر موجود بھی ہے تو ان کی بات کوئی بھی نہ سننے کے وجہ سے زمین پر ذیادہ تر لا علم (جہالت) باقی ہے کہہ سکتے ہیں۔

یہ فیصلہ کر کے نہیں بتا سکتے کہ اللہ 'نرا کار' ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ وہ صرف 'سا کار' ہی ہے ایسا بھی نہیں کہنا چاہے۔اللہ نرا کار اور سا کار دونوں قسموں سے ہیں۔اللہ کسی کے عقل کو نہیں ملنے والا ہے یعنی کوئی یہ فیصلہ کر کے نہیں بتا سکتے ہے کہ وہ ایسا دکھتا ہے۔اسی لئے اللہ کب ،کیسا ہوتا ہے یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔اسی لئے اللہ صاف طور پر سا کار روپ میں ہمارے سامنے ہے تو بھی ہم انہیں نہیں پہچان سکتے۔اللہ کی علم کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ ظاہر اور باطن ہیں مگر کوئی انسان اللہ کو ظاہر سے ہو یا باطن سے ہو پتا نہیں کر سکتا۔زمین پر اب تک کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے یہ کہا ہو کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے۔اب تک کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ ایک طرف اللہ کے علم سے اللہ کو معلوم کر سکتے ہیں کہنے پر بھی جب انسان زندہ ہوتا ہے تب وہ کام ناممکن ہے ۔اللہ کے علم کے ذریعے اللہ کو زندگی کے آخر میں یعنی موت میں جان سکتے ہے۔زندہ رہتے ہوئے کوئی نہیں جان سکتا۔اگر انسان مکمل علم جان لیں تو وہ اللہ کو معلوم کر سکتا

ہے۔ وہی اُس کے لئے آخری موت ہوتی ہے۔

وہ اللہ جو ساکار اور نراکار ہیں کسی کو معلوم ہونے والا نہیں ہیں۔ اور یہ اللہ کا فیصلہ ہیں۔ وہ اللہ جو ساکار اور نراکاروں میں سمجھ میں نہیں آتا اور وہ اللہ جو غیب اور نا قابلِ وضاحت ہیں اس اللہ کو اس کی کہی ہوئی علم کے مطابق ایک نشان جیسا فیصلہ کر لے سکتے ہیں۔ اس طرح علم سے بھری ہوئی اللہ کا نشان مذاہب اور انسانوں کے علم سے پرے ہوتا ہے۔ **اللہ کا نشان اللہ کے علم سے جڑی ہوئی ہے**۔ اسی لئے اللہ کے نشان کو کھول کر دیکھیں گے تو اس میں صرف اللہ کا علم ہی نکلے گا۔ اللہ کی نشان کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھ بھگوت گیتا، بائبل اور قرآن میں رہنے کے باوجود وہ بات کسی مذہب والے کو بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اوّل اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا میں اکشر پر برحم یوگ کی شلوک 28 میں اللہ کی نشان کے بارے میں کہا گیا تھا پھر بھی وہ ہندوؤں کو کسی کو سمجھ میں نہیں آیا۔ اسی طرح درمیان اللہ کی کتاب بائبل یوحّنا خوشخبری میں باب 14 کی جملہ 6 میں (6-14-4) '**میں ہی راہ ہوں، حق ہوں، زندگی ہوں۔ سوائے میرے ذریعے کے کوئی باپ کے پاس آ نہیں سکتا**'' اس طرح اللہ کی نشان کے بارے میں کہنے کے باوجود بائبل پر چلنے والے عیسائیوں کو وہاں پر کہی ہوئی اللہ کی نشان سمجھ میں نہیں آیا۔ اب اگر آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں آ کر دیکھیں گے تو سورح 5 کی آیت 2 میں اور سورح 22 کی آیت 32 میں اللہ کی نشان کے بارے میں کہا تھا۔ **(۵-۲) '' اے ایمان والوں! اللہ کے نشانیوں کی، ادب والے مہینہ کی بے حرمتی نہ کرو**''۔ ایسا ہی (۲۲-۳۲) '' **اور سنو! اگر اللہ کی نشانیوں کی جو عزت کرے وہ ان کی قلب کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہی**

ہے‘‘۔قرآن میں دوجگہ اللہ کی نشان کے بارے میں کہا گیا پھر بھی وہ مسلمانوں کو سمجھ میں نہیں آیا کہہ سکتے ہیں۔ یہ دونوں آیتوں کی تفسیر میں انہوں نے جولکھا اسے دیکھیں گےتو معلوم ہو جائے گا کہ انہیں سمجھ میں نہیں آیا۔(’’انتم دیو گرنتھ قرآن‘‘ اس گرنتھ سے اکھٹا کیا ہوا تفسیر یہاں شامل کرر ہا ہوں)۔

(۵-۲) کی تفسیر:- عربی زبان میں’’شعائر‘‘ ہے۔یہ ’شعیرۃ‘ کی جمع ہے۔’شعائر‘ کا معنی علامات یا نشانیاں کے ہیں۔ اللہ نے جن چیزوں کی تعظیم وحرمت مقرر کر دیا انہیں اللہ کے نشانیاں کہا جاتا ہے۔بعض علماؤں نے اسے عام رکھا اور بعض کے نزدیک یہاں حج وعمرے کے مناسک مراد ہیں یعنی حج اورعمرے میں کرنے والے کام ۔ایسا ہی جولوگ حج اورعمرا کرنے کی ارادہ سے اللہ کے گھر کے طرف آگے بڑھتے ہیں انہیں روکنا بھی اللہ کے نشانیوں کی بےعزتی کرنے کے نیچے ہی آئے گا۔(اب۲۲-۳۲ آیت کی تفصیل دیکھتے ہیں)’شعائر‘ جس کے معنی نشانیاں یا علامات کے ہے۔ جسے جنگ میں مخصوص بطورعلامت اختیار کرلیا جاتا ہے جس سے آپس میں وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔اس اعتبار سے شعائر اللہ یا اللہ کے نشانیاں وہ ہیں جواعلام سین یعنی اسلام کے نمایاں امتیازی احکام ہیں جن سے ایک مسلمان کا امتیاز اورتشخص قائم ہوتا ہے اور دوسرے اہل مذاہب سے الگ پہچان لیا جاتا ہے۔صفہ،مروہ پہاڑیوں کو بھی اسی لئے اللہ کے نشانیاں کہا گیا ہے کہ مسلمان حج وعمرے میں ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ یہاں حج کے دیگر مناسک خصوصاً قربانی جانوروں کو اللہ کے نشانات کہا گیا ہے۔ان کی تعظیم (عزت کرنے) کا مطلب ان کا استحسان اوراستسمان ہے یعنی عمدہ اورموٹا تازہ جانور

قربان کرنا۔ یہ قربانی کو دل کا تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔تقویٰ تو دل سے جوڑی ہوئی بات ہے، وہ اوپر سے نہیں دکھتی۔ جتنا پاک تقوی ہوتا ہے عبادت بھی اتنا ہی صاف اور عظیم ہوتا ہے۔

اس طرح کئی لوگ اللہ کی نشان کے بارے میں کئی عارائے ظاہر کیئے۔ یہ نہ کہتے ہوئے کہ پکا یہی اللہ کا نشان ہے جس کی جیسی مرضی ہے ویسے بتا دیا۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ایک کہاوت یاد آتا ہے۔ وہ کہتے ہے نا کہ '' جسے' حدٗ و حساب' نہیں ہے اس (شخص) کے لئے دکھنے والی ہر جگہ بستر کی جگہ ہی ہے'' ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ جب تمام علم الٰہی علمی طور پر ہے تو بڑی عظمت والی اللہ کی نشان کو بغیر علمی طریقے کے جس کی جیسی مرضی ہے ویسے وہ کمپار (compare) کر لینا صحیح ہے کیا؟ کیا اللہ اسے قبول فرمائے گا؟ یہ کہنا انصاف ہے کہ اللہ کا نشان دین (دھرم) کے طرف اشارہ کرتی ہے۔

یہ کہنا سراسر جہالت ہے کہ اللہ کی نشان، ایک مذہب کے طرف اشارہ کرتی ہے۔ جب اللہ کا نشان مذاہبوں سے پرے ہے تو اسے ایک مذہب سے باندھنا جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟۔ اتنا ہی نہیں قربانی جانوروں کو اللہ کے نشانیاں سمجھنا اللہ کو اور اللہ کی نشانیوں کو پورا بے عزت کیئے جیسا ہی ہوتا ہے۔ اس طرح کہنا تو اور بھی تعجب ہے کہ اللہ کے نشان کو عزت کرنا مطلب موٹے تازے جانور قربان کرنا اور دُبلے پتلے کمزور جانوروں کو قربانی کرنا اللہ کے نشان کی بے عزتی ہے۔ اگر علم نہیں معلوم ہے تو انہیں خاموش رہنا بہتر ہے مگر اس طرح علم کو ٹیڑھے راہ میں بتانا اللہ کی بے عزتی کیئے جیسا ہوگا۔ اللہ سب دیکھنے والا ہے، وہ سب چیزوں کو اور سب لوگوں کو غور کرتا ہے۔

اللہ کا نشان اللہ کی علم کو بتاتی ہے۔**اللہ کا نشان اللہ کے علم کے برابر ہے۔**اللہ نے اپنے گرنتھ میں اپنے نشان کے بارے میں کہتے ہوئے اپنی نشان کو بےعزت نہ کرنے کے لئے کہا مگر کھلے(openly)طریقے سے یہ نہیں کہا کہ فلانا ہی اپنا نشان ہے۔اللہ نے میرا نشان فلانا ہے کہہ کر نہیں بتایا پھر بھی انسان نے اللہ کے نشان کو کوئی قسم سے کمپار(compare) کر لینا ہوا۔ یہ سوچ بغیر ہی کہ ہم جسے اللہ کا نشان سمجھ رہے ہیں یا ہم نے جس سے کمپار کر لیا کیا وہ سچ میں اللہ کا نشان ہی ہے؟(بنا یہ سوچ ہی)انسان فیصلہ کر لینا انسانی بھول ہوگی۔انسان زرا بھی یہ نہیں سمجھ پایا کہ اللہ نے اپنے نشان کے بارے میں کہا ہے مطلب وہ(ضرور)اللہ کے علم سے جوڑی ہوئی اور اللہ کے اہمیت کے برابر کی ہوتی ہوگی۔اللہ تو تمام انسانوں کے لئے ہے۔اور اس نے وہی تعلیم بتایا جو تمام انسانوں کے لئے ہے۔ایسے اللہ کو ایک مذہب کے تعلق سے کہنا ہی بڑی بھول ہے۔

معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کا نشان للہ کے گرنتھوں میں جو علم موجود ہے اس سے بنی ہے۔اوّل اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا میں اکشر پر برحم یوگ میں آخری تین شلوک ۲۶، ۲۷، ۲۸ میں اللہ کے نشان کے بارے میں کہنا ہوا۔وہاں کہی گئی علم کو ظاہری نشان کی طرح دیکھ لے سکتے ہیں۔۲۶، ۲۷ شلوکوں کی علم ہی اللہ کی نشان کی آ گاز ہے۔**۲۸ شلوک میں جس نے اسے معلوم کیا وہ ''وید، دان، یگن، تپشیاؤں سے بڑھ کر یوگی بن کر نجات پائے گا''۔** اگر تھوڑا غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہاں جسے معلوم کرنے سے نجات حاصل کر سکتے ہیں کہا گیا وہی اللہ کا نشان ہے۔اسی طرح دوسری اللہ کی گرنتھ بائبل میں یوحنّا خوشخبری میں باب ۱۴ کی جملہ

۶ میں (۴-۱۴-۶) **"میں ہی راہ ہوں، حق ہوں، زندگی ہوں، سوائے میرے ذریعے کوئی باپ کے پاس آنہیں آتا"** (۷) **"اگر تم نے واقع مجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اب تم اسے جان گئے ہو اور اسے دیکھ بھی چکے ہو"** یہ دونوں جملوں میں بھی وہ علم ہے جو اللہ کے نشان سے متعلق ہے۔ اللہ کا علم باطن سے ہونے پر بھی اگر وہی علم ظاہر بنا تو اللہ کا نشان بن سکتا ہے۔ اس طرح سے بنی ہوئی اللہ کی نشان علم الٰہی سے جوڑی ہوئی ہے مگر انسانی مذاہبوں سے وہ تعلق نہیں رکھتی۔ وہ اللہ کا نشان جسے بائبل میں زکر کیا اور وہ اللہ کا نشان جسے بھگوت گیتا میں کہا اور وہ اللہ کا نشان جو قران میں کہا گیا تین بھی ایک ہی علم سے جوڑے ہوئے ہونے سے اللہ کی علامت ایک ہی شکل کی نشان کی طرح ہے۔ تین گرنتھوں میں جو علم کہا گیا وہ ایک ہی نشان میں دکھنے کی وجہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسے ہی اللہ کی نشان کی طرح اللہ نے کہا ہے۔

بعض لوگوں کے دلوں میں اب ایک سوال پیدا ہو سکتا ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آخر اللہ کا نشان ایک ہے یا ایک سے ذیادہ؟ یعنی اللہ کا نشان واحد ہے یا جمع؟ کہہ کر پوچھ سکتے ہیں۔ اس سوال پر ہمارا جواب اس طرح ہے۔ اللہ ایک ہی ہے پھر بھی اللہ کو (ہم لوگ) عزت سے جمع میں بھی پکار سکتے ہیں۔ اور اللہ تو ایک ہی ہے لیکن وہ ہر جگہ موجود ہے کہہ سکتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں اللہ کو مئونث یا مذکر بھی بول سکتے ہیں۔ ایسے بولنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کو اس طرح مئونث ہو یا مذکر ہو یا واحد میں ہو یا جمع میں ہو محدود کر کے نہیں بتا سکتے۔ وہ تو یہ سب سے پرے ہیں، لامحدود ہے۔ اسی لئے کوئی بھی یہ طے کر کے نہیں بتا سکتا کہ اللہ فلان ہے یعنی وہ مئونث ہے یا مذکر ہے یا

واحد ہے یا جمع یہ طے نہیں کیا جاسکتا۔اسی لئے اللہ کو ہر قسم سے کہہ سکتے ہیں مطلب وہ مذکر بھی ہے مئونث بھی ہے واحد بھی ہے اور جمع بھی سب کچھ ہے۔

روحانی علم میں آج یہ بات یعنی اللہ کا نشان یا اللہ کی علامت بہت ہی نئے سے دکھ رہی ہے۔لیکن اللہ کے نشان کے بارے میں تو اللہ اپنے گرنتھوں میں قدیم زمانہ سے ہی کہتے آ رہا ہے اس کے باوجود اس کو کسی نے نہیں پہچانا اسی وجہ سے اب ہم یہ بات بتا رہے ہیں تو سب کو نئے سے دکھ رہی ہے۔اسی لئے بہت سے لوگوں کو یہ اللہ کے نشان کے بارے میں بہت سارے شک وشبہ ہیں۔اگر ان کے شک وشبہ سوالات کی صورت میں پوچھیں تو کئی قسم سے دِکھ سکتے ہیں۔اور ان کے قابل جوابات بھی دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: جب تین اللہ کے گرنتھوں میں اللہ کا ساکار نشان موجود ہے تو وہ کونسے مذہب کا ہے کہنا چاہئے؟

جواب: تین االلہ کے گرنتھوں میں بھی ایک ہی اللہ کا علم ہی ہے مگر الگ کچھ نہیں ہے۔کیا کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ اللہ کونسے مذہب والا ہیں؟ نہیں بتا سکتے کیوں کہ اللہ نے اپنے علم میں کہیں بھی کسی بھی مذہب کے بارے میں زکر نہیں کیا۔اللہ نے جو بھی علم بتایا وہ تمام علم انسان سے متعلق ہے مگر مذہب سے نہیں۔جب اللہ اور اللہ کا علم کا تعلق ہی کسی مذہب سے نہیں ہے تو اللہ کا نشان کا تعلق مذہب سے کیسے ہوسکتا ہے مطلب نہیں ہوسکتا۔اللہ اپنا علم تین طریقوں سے زمین پر لوگوں کو بتائے گا اس طرح آخری الٰہی گرنتھ' قرآن' میں سورح ۴۲ کی آیت ۵۱ میں فرمایا۔معلوم ہو رہا ہے کہ اسی طرح اللہ نے براہِ راست کسی سے بات نہ کرتے ہوئے وقت کے حساب سے جیسے ہم لوگ جانتے ہیں ویسے تین جگہ اپنا تعلیم بیان کیا۔وہ تو تمام مخلوق کے لئے ہی تھا۔لیکن اسکو سنا ہوا

انسان اللہ کے علم کو مذہب نام کا رنگ لگا کر، اپنے فائدے کے لئے مذاہب بنالیا۔انسان کی لا علمی (نادانی یا جہالت) کے وجہ سے مذاہب تیار ہوئے تھے۔اللہ نے تین وقتوں میں دی ہوئی تین گرنتھوں پر انسان نے تین مذاہب کو تھوپ دیا۔اسی کے مطابق (آج) کہہ رہے ہیں کہ بھگوت گیتا ہندوؤں کا ہے اور بائبل عیسائیوں کا ہے اور قرآن مسلمانوں کا ہے۔درحقیقت **تین الٰہی گرنتھوں کو تین مذاہب کو بالکل تعلق نہیں ہے**۔اسی لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کا نشان جو تین گرنتھوں میں بتایا گیا مذہبی نہیں ہے۔اللہ نے جو بتایا وہ علمِ باطن ہے۔ علمِ باطن میں ہی ظاہری نشان کو پہچانے جیسا اللہ نے اپنے تعلیمات کو تھوڑا موڑ کر کہا ہے۔اللہ نے کہی ہوئی علم کے مطابق ہم اللہ کا نشان تیار کر لے سکتے ہے۔اللہ کا نشان اللہ کے علم سے بنا ہے اسی لئے اس میں اللہ کا علم اور اللہ کے دھرم ہوتے ہیں۔اتنا ہی لیکن اللہ کا نشان دنیوی چیزوں کا شکل وصورت نہیں ہے۔بعض لوگ اللہ کے نشان کو کوئی قسم سے دنیوی چیزیں یا جانور سمجھنا ہوا۔آخر میں اللہ کو قرابانی کے صورت میں دینے والے جانوروں کو بھی اللہ کا نشان سمجھ رہے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ اس طرح لکھ لئے کہ اللہ کو قربانی کے صورت میں کمزور جانور دینا اللہ کی نشان کی بے عزتی کے برابر ہے اور تازے موٹے طاقتوار جانور قربانی میں دینا اللہ کی نشان کی عزت کرنے کے برابر ہے۔آخر میں اللہ کا نشان اللہ کے علم سے تعلق نہ رکھتے ہوئے انسان کے نظر میں دنیوی تعلقی چیزوں تک، جانوروں تک گیا مطلب بنا بولے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کتنا لاعلم (نادانی) میں پھسے ہوئے ہیں۔یہ کہہ سکتے ہے کہ اللہ نے جو اللہ کا نشان بتایا وہ اللہ کے علم سے جڑی ہوئی ہے اور اللہ کے علم کی ہو بہ ہو نقل ہے۔اسی لئے یہ جان لیں کہ اللہ کا نشان مذہبی نہیں ہے

یعنی مذہب سے اس کا کوئی تعلق یا رشتہ نہیں ہے۔

سوال: 'اوم' نشان دیکھتے ہی ہندو مذہب والے یاد آجاتے ہیں۔ ایسا ہی صلیب نشان کو دیکھتے ہی عیسائی یاد آتے ہیں۔ اللہ کے نشان کو دیکھ کے کسے پہچان سکتے ہے؟

جواب: یہ کہنا انسانوں کو آدت سی ہوگئی کہ 'اوم' ہندوؤں کا ہے اور صلیب عیسائیوں کا۔ یہاں ان دو معاملوں میں بھی انسان کی وہ جہالت خوب نظر آرہی ہے جو اس کی عقل کمی میں ہے۔ دنیوی اعتبار سے ہو یا دینی اعتبار سے کدھر بھی دیکھیں تو 'اوم' کا اکشر (akshar) ہندوؤں کے علم میں ایک خاص نشان کی طرح دکھ رہا ہے۔ 'اوم' آواز تمام منتروں کا پہلا بیجا کشر (beejakshar) ہے۔ اسی لئے ہر منتر کے آگے 'اوم' آواز ہوتا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بھگوت گیتا گرنتھ میں بھی اکشر پر برحم یوگ باب کی ۱۳ اشلوک میں 'اوم' پرنوا کشر (pranavaakshar) کے بارے میں کہنا ہوا۔ اسی لئے روحانیت میں اوم اکشر (akshar) کا خاص مقام ہے۔ یعنی وہ اللہ کے علم کے نزدیک ہونے کی وجہ سے ہندو اسے نشان کی طرح کہے تو بھی کچھ نقصان نہیں ہے۔ اور وہ اللہ کے علم سے جڑی ہوئی ہونے سے اس کو ہندوؤں کا نشان کہے تو بھی وہ جہالت نہیں ہے۔ لیکن بائبل میں صلیب کا زکر آنے کے باوجود اللہ کے علم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اوپر سے عیسیٰ کے موت میں صلیب کا خاص کردار ہے اور عیسیٰ کو مارنے میں وہ ہتھیار کی طرح تھی۔ بعض عیسائی ایسے بھی ہے جو عیسیٰ کو اللہ مانتے ہیں۔ جب تم لوگ عیسیٰ ہی اللہ ہے سمجھتے ہو تو اُس صلیب کی عزت کیوں کر رہے ہو جو عیسیٰ کی موت کی وجہ تھی اور عیسیٰ کی موت میں خاص ہتھیار جیسے استمال کی گئی۔ کیوں عیسائی صلیب کو نشان کے طور پر رکھ لئے؟۔ کرشن نے جو علم بتایا اس میں اوم اکشر موجود ہے لیکن عیسیٰ نے جو علم بتایا اس میں تو صلیب نہیں ہے۔ بائبل میں صلیب کا زکر آنے پر بھی وہ لاعلم کی

طرف سے آیا ہوا ہے مگر علم کے طرف سے نہیں آیا۔ ہندو'اوم' کو اپنا نشان کہنے میں تھوڑا بہت مطلب ہے لیکن عیسائی صلیب کو اپنا نشان کہنے میں کوئی مطلب ہی نہیں ہے۔اب اصل بات پر آ کے، الٰہی گرنتھ میں جو اللہ کا نشان بتایا اگر اسے دیکھیں گے تو اللہ کی نشان ہی یاد آئے گی۔ اتنا ہی لیکن اللہ کا نشان دیکھنے سے کسی مذہب کا خیال نہیں آتا۔ یہ جان لیں کہ اللہ کا نشان، اللہ اور اللہ کے علم کا ہو بہ ہو نقل ہے یعنی اللہ کی علم کی شکل وصورت ہی اللہ کا نشان ہے لیکن وہ کسی لاعلمی چیز کی نشان نہیں ہے۔

سوال:- وہ 'اوم' جو بھگوت گیتا میں بیاپا گیا اس کا شکل ہے۔ ایسا ہی وہ صلیب کا بھی شکل ہے جو بائبل میں زکر کیا گیا۔تو وہ 'اوم' بائبل میں نہیں ہے جو بھگوت گیتا میں کہا تھا۔ایسے ہی بائبل میں کہا گیا صلیب بھگوت گیتا میں نہیں ہے۔کیا وہ اللہ کا نشان کا ظاہری شکل وصورت ہے جو بھگوت گیتا، بائبل اور قرآن ان تینوں گرنتھوں میں علمی صورت میں موجود ہے؟

جواب:- انسان اپنے آنکھ سے تب ہی دیکھ سکتا ہے جب کوئی (چیز) کا ظاہری شکل ہو۔تب ہی اس کو پہچان سکتے ہے۔اس کے پیچھے چھپی ہوئی پورا پیغام یاد تب ہی آتا ہے جب اسے پہچان لیتے ہے۔مثال کے طور پر کپور (camphor) کا ظاہری شکل (یعنی دکھتا ہوا شکل) دیکھتے ہی اس کے پیچھے چھپی ہوئی ہارتی (harati) یاد آسکتی ہے۔ایسا ہی اس علم کا بھی یاد آسکتا ہے جو ہارتی میں بسی ہوئی ہے۔ٹھیک اسی طرح اللہ کی نشان کو ظاہری شکل میں دیکھیں گے تو وہ شکل میں بسی ہوئی تمام علم یاد آسکتا ہے۔

سوال: جسے اللہ کا نشان یہی ہے کہہ کر (پکا) معلوم ہوتا ہے اس کو یہ یاد آسکتا ہے کہ اس (اللہ کے نشان) کے پیچھے کیا ہے مگر وہ شخص جو یہ نہیں جانتا کہ اللہ کا نشان کیا چیز ہے؟ (وہ شخص) اس نشان

کو دیکھنے پر بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا نا! ۔ اسے کچھ بھی علم یاد نہیں آئیگا نا! ۔

جواب: وہ شخص جو اللہ کے نشان کو ایک بار دیکھ کر اس کی تفصیل جان لیا وہ پھر سے دوسری بار دیکھ سکا تو اس سے فائدہ ہوگا۔ جو شخص ایک بار بھی نہیں دیکھتا ہے اسے اس کے پیچھے چھپا ہوا پیغام یاد نہیں آئے گا۔ تو اللہ کا نشان نئے سے دیکھنے والے ہر ایک کو اس کے بارے میں معلوم کرنے کی دل چسپی ضرور پیدا ہوگا۔

سوال: اللہ میں اور اللہ کے نشان میں کیا فرق ہے؟

جواب: اللہ نہیں دکھتا، اللہ کی نشان دکھتی ہے۔

سوال: جب اللہ نہیں دکھتا ہے تو اللہ کی نشان دکھنے پر بھی یہ کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ یہی اللہ کا نشان ہے۔ اللہ نے اپنی نشان کے بارے میں اشارے کے طور پر قرآن گرنتھ میں (5-2)،(22-32) آیات میں ' نشان' کہا تھا لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ اپنا نشان کیسے رہتا ہے۔ تو پھر کس کو اللہ کا نشان سمجھنا چاہئے؟

جواب: ہم لوگ 'راجا' نام سنے تھے اور پرانے فلموں میں بھی دیکھے تھے۔ راجا کا نشان اسے کہتے ہے جو راجا سیطے کیا گیا ہو، راجا کے نشان کے طور پر طے کیا گیا ہو۔ جتنا طاقت (power) راجا کو ہوتا ہے اُتنا ہی راجا کے نشان کو بھی رہتا ہے۔ راجا اپنے امتہ پُر (inner chamber) میں بیٹھ کر راجا کے نشان کو باہر بھیج کر اپنے کام کرواتا رہتا ہے۔ راجا کا دوسرا نام یا دوسرے شکل کو ہی راجا کا نشان یا راجا کی مہر کہتے ہیں۔ راجا کا نشان راجا خود اپنے ہاتھوں سے کیا ہوا دستخت ہوسکتا ہے یا اپنے ہاتھوں میں پہنا ہوا انگوٹی ہوسکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک ملک میں طے کیا گیا راجا کا نشان اور ایک جگہ ہو۔ ایک راجا کے لئے ایک ہی راجا کا نشان ہوتا ہے لیکن دوسرا نہیں

رہتا۔قدیم میں راجا کے نشان کو لے جا کر راجا کے سپاہوں کو دکھاتے تھے اور وہ اسے دیکھ کر راجا کا ہو بہو شکل سمجھ کر راجا کا فرمان یا راجا نے جو حکم بھیجا اسے پورا کیا کرتے تھے۔مثال کے طور پر ایک قیدی کو رہا کرنے کے لئے خود راجا کو آکر یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس (قیدی) کو رہا کرو۔راجا کی مہر کہلانے والا راجا کا نشان لا کر دکھا کے بات بتا دیں تو وہ کام ویسے ہی ہو جاتا ہے جیسے خود راجا نے وہاں پر آ کر کہا ہو۔(خود) راجا نہ ہونے پر بھی راجا کے برابر طاقت رکھنے والی کو راجا کا نشان کہتے ہیں۔نشان کا معنی 'علامت' کے ہے۔نشان یا علامت کو مہر بھی کہہ سکتے ہیں۔مہر کا معنی مقرر کے ہے۔راجا الگ ہے اور راجا کا نشان الگ ہے پھر بھی راجا کی حکومت راجا کے نشان کو بھی رہتی ہے۔جس طرح راجا کی عزت کرتے ہیں اسی طرح راجا کی نشان کا بھی عزت کرتے ہیں۔ٹھیک اسی طرح اللہ اور اللہ کا نشان الگ ہونے پر بھی جو قدرت اللہ (اپنے اندر) رکھتا ہے وہی اللہ کے نشان میں بھی ہوتی ہے۔جس طرح بادشاہ کے فوج بادشاہ کے نشان کو دیکھ کر عزت دیتے ہیں اسی طرح اللہ کے نشان کو دیکھ کر فرشتے،سیارے اور اناصر عزت دیتے ہے۔راجا کا نشان عام لوگوں کو نہ معلوم ہونے پر بھی جس طرح راجا کی حکومت یعنی راجا کے حکمرانی میں کام کرنے والے تمام محافظ جانتے ہیں اسی طرح اللہ کا نشان عام لوگوں کو نہ معلوم ہونے پر بھی اللہ کے حکومت میں یعنی اللہ کے نیچے کام کرنے والے سب جانتے ہیں۔قرآن گرنتھ میں دو جگہ اللہ نے اپنے نشان کے بارے میں زکر کیا مگر وہاں یہ نہیں بتایا کہ فلان طریقہ سے رہنے والا ہی اپنا نشان ہے۔

سوال: اللہ تفصیل سے نہیں بتایا تو پھر یہ کیسے پہچان سکیں گے کہ فلانا ہی اللہ کا نشان ہے؟۔

جواب: جہاں پر وہ نشان ہو جسے راجا کے برابر کا عزت مل رہا ہو تو اسے دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ وہ

راجا کا نشان ہے۔اسی طرح جہاں پر وہ نشان ہو جسے دیکھ کر اناصر، سیارے اور فرشتے اللہ سے برابر کا اہمیت دے رہے ہو اور جس کو وہ تمام عزت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں وہی اللہ کا نشان ہے سمجھ سکتے ہیں۔اللہ کے حکومت میں رہنے والے تمام جانتے ہیں کہ اللہ کا نشان کیا ہے۔ جو لوگ اللہ کی علم رکھتے ہیں ان کو بھی اللہ نے اپنی نشان کے بارے میں بتایا ہوا ہوگا یا جو علم والا ہے وہ فرشتوں کے ذریعے سے ہو یا سیاروں کے ذریعے سے ہو یا اناصروں کے ذریعے سے ہو معلوم کیا ہوا ہوگا۔ اگر ہم لوگوں کو نہیں معلوم ہے تو دوسروں کو بھی نہیں معلوم سمجھنا غلت بات ہے۔ کئی علمی راز جو ہم لوگ نہیں جانتے شاید وہ دوسرے جانتے ہوئے ہونگے۔ جب نہیں معلوم ہے تو جاننا انسان کا فرض بنتا ہے۔اور جو چیز یا بات معلوم ہوئی وہ علمی طریعے سے ہے یا نہیں اس کی جانچ کر کے اگر وہ علمی طریقے سے ہے اور اس کے اندر اللہ نے کہی ہوئی طاقت موجود ہے تو اس کو اللہ کا نشان سمجھنے میں کوئی غلتی نہیں ہے نا!۔

سوال: آخری الٰہی گرنتھ قرآن گرنتھ میں سورح ۲۲ کی آیت ۳۱ میں ایسا ہے۔ **''اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ جو شخص کسی کو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے آسمان سے گر پڑے پھر اس کو پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔''** اس طرح اللہ نے جبرائل کے ذریعے کہلوایا نا! ویسے جب کوئی بھی اللہ کے برابر کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے نا! تو پھر آپ خاص کر ایک نشان دکھاتے ہوئے یہ اللہ کی طاقت کے برابر کا ہے اور مقامِ اللہ کے برابر کا ہے اسی کو اللہ کا نشان یا اللہ کی مہر کہتے ہیں، ایسا کہنا کیا یہ اللہ کی توحید کو شکست

پہنچانا نہیں ہے! ایسی صورت میں اللہ کی سزے کا حق دار بنیں گے نا!۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ نے 31-22 میں کیا کہا، اللہ کا نشان ہے کہنا غلط نہیں ہے کیا؟۔

جواب: ہم کلامِ اللہ کی عزت کرتے ہیں۔ الٰہی گرنتھ کی کسی بھی بات کے خلاف کہنا ہو یا چلنا ہو ہمارے زندگی میں نہ کبھی یہ ہوا اور نہ ہوگا۔ اوپر کے جملے میں کہا ہے کہ کسی (شخص) کو ہو یا کسی چیز کو ہو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرنا چاہیئے اگر کوئی بھی ایسا کیا تو وہ اللہ کی سزے کا حق دار بنے گا ۔ہاں! یہ بات سچ ہے۔ لیکن وہ نشان جو اللہ کے برابر ہے اس کے بارے میں اللہ نے ہی کہا مگر ہم نے جو انسان ہے نہیں کہا نا!۔ اس آیت سے پہلے ہی سورح ۵ کی آیت ۲ میں اپنے نشان کے بارے میں کہنا ہوا۔ بعد میں سورح ۲۲ کی آیت ۳۲ میں یہاں پر خود اللہ نے ہی اپنے نشان کی عزت کرنے کے لئے کہا ہے۔ ۳۲ آیت سے پہلے ۳۱ آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ ایسا پہلے ہی (آگاہ) اس لئے کیا کیوں کہ! اپنے مقرر نشان کو (یعنی اللہ نے مقرر کیا ہوا نشان کو) چھوڑ کر اس کے جگہ پر دوسرے کسی بھی چیز کو یعنی دنیا سے تعلق رکھنے والے چیزوں کو شریک نہ کرے۔ جس طرح راجا کی مہر راجا کے برابر کا اہمیت رکھتی ہے اسی طرح اپنا نشان جو اللہ کی مہر ہے اپنے سے برابر کا اہمیت رکھتا ہے۔ اسی لئے پہلے ہی ۳۱ آیت میں کہنا ہوا کہ عظمت والی نشان کے مقام پر کوئی بھی انسان کسی بھی چیز کو اللہ کا نشان نہیں کہنا چاہیئے۔ اس طرح پہلے ہی آگاہ کر کے بتانے کے باوجود بھی بعض لوگ اللہ کے نشان کا تفسیر دنیوی تعلقی چیزوں سے اور جانوروں سے کیا ہے۔ ایسا کہنا اللہ کے خلاف کہنا ہی ہوا نا! اسی لئے اُس جملے میں یہ بھی کہا کہ ایسا شخص آسمان سے نیچے گرا ہوا ہے۔ ایسے لوگ اللہ پر کتنا بھی یقین سے رہنے پر بھی اونچے مقام سے نیچے (سب سے کم) مقام پر پہنچ گئے جیسا ہی ہے کہہ کر آگاہ کرتے ہوئے

،کہا کہ وہ اس شخص کے برابر ہے جو آسمان سے نیچے گرا ہو۔اللہ نے خود اپنے نشان کا اعلان کر کے ایسا کہا کہ جو شخص اس (نشان) کی عزت کرتا ہے وہی صحیح راہِ ایمان میں ہے۔اور یہ بھی کہا کہ جو شخص اس کی (اللہ کے نشان کی) عزت نہیں کرتا ہے چاہے وہ کتنا بھی بڑا علم والا کیوں نہ ہو وہ نیچے گر گیا۔

سوال: کیا ؟ سچ میں خود اللہ نے اللہ کا نشان اعلان کیا ہے؟

جواب: آخری اللہ کی گرنتھ میں سورح ۵ کی آیت ۲ میں اور سورح ۲۲ کی آیت ۳۲ میں دو دفعہ خود اللہ نے اپنے نشان کے بارے میں بتا کر،اس کی عزت کرنے والا ہی میرا سچا عابد (بھکت) ہے کہنے کے بعد بھی شک و شبہ کیوں؟۔اللہ کے نشان کے بارے میں تو خود اللہ نے کہا ہے، انسانوں نے نہیں۔اللہ کے کہنے کے بعد یہ نہ جانتے ہوئے کہ اللہ کا نشان کیا ہے بعض لوگوں نے خود طے کر لیا کہ یہی اللہ کے نشانیاں ہیں۔اللہ کے نشان کو اللہ نے ہی مقرر کیا،انسانوں نے نہیں۔جنہیں انسانوں نے مقرر کیا وہ اللہ کے نشانیاں نہیں کہلاتے۔اُن (چیزوں) میں اللہ کی طاقت نہیں رہتی جو انسانوں نے مقرر کیا ہو۔وہ نشان دنیوی نہیں ہے جسے اللہ نے مقرر کیا۔وہ اللہ کے علم سے جڑی ہوئی ہوتی ہے اور اللہ کی قدرت کو اپنے اندر رکھتی ہے۔اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ان لوگوں کے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے جو اس کے پناہ میں آتے ہیں۔اسی طرح **اللہ کی قدرت اپنے اندر رکھنے والی اللہ کی نشان بھی گناہوں کو معاف (بے اثر) کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔**

سوال: قرآن گرنتھ میں دو جگہ 'اللہ کے نشانیاں' کہہ کر جمع میں بتایا گیا لیکن آپ تو 'اللہ کا نشان

’کہہ کر واحد میں بول رہے ہیں۔حقیقت میں کونسا سچ ہے؟ آخر اللہ کا نشان جمع ہے یا واحد؟

جواب: راجا کی مہر راجا کے احکام کو اپنے اندر رکھتی ہے۔ایسا ہی اللہ کا نشان اللہ کے دھرم کو اپنے اندر رکھتی ہے۔اللہ کا نشان خاص چار دھرموں سے جڑی ہوئی ہے۔اس طرح خاص چار دھرموں کے ساتھ جم کر(ایک ساتھ) رہنے کی وجہ سے گرنتھ میں اللہ کے نشانیاں کہنا ہوا ۔چار دھرموں کے ساتھ جم کر واحد کی طرح رہنے کی وجہ سے ہم نے ’نشان‘ کہا ہیں۔اللہ کے دھرم کتنے بھی رہے اللہ تو ایک ہی ہے اسی لئے اللہ کو واحد میں ہی کہہ رہے ہیں۔اگر دھرموں کے مطابق بتائیں گے تو اللہ جمع میں دکھے گا۔مثلاً اللہ کو **”اجوپ سنّ وییاتما بھوتانا می شوروپ سن، پرکروتم سوام دہ شٹھا یا سم بھوا آتما مایا“** کہہ کر یہ سمسکرت(sanskrit)شلوک،بھگوت گیتا میں گنان یوگ،شلوک نمبر ۶ میں کہنا ہوا۔یہ شلوک میں اللہ کے بارے میں چار اصول بتائے تھے۔ایک،اللہ بلا پیدائش والا ۔دوسرا،اللہ بلاموت والا۔تیسرا،تمام مخلوقات کا مالک ہوں۔چار،قدرت کو اپنے قابو میں رکھ لیا ہوں۔اس طرح سے یہ شلوک میں اللہ، چار دھرموں میں بیان کیا گیا۔ویسے بول کر اللہ کو چا رقسم سے رہنے والا کہہ کر ہم نے جمع میں نہیں کہا نا!۔اللہ چار دھرموں سے جڑ کر ضرور ہے پھر بھی وہ واحد ہے۔لہذا،اللہ کو جمع میں نہ کہتے ہوئے واحد میں ہی کہہ رہے ہیں۔اسی طرح اللہ کا نشان اللہ کی طاقت کے طرف اشارہ کرتے ہوئے چار دھرموں سے جری ہوئی ہونے پر بھی اسے واحد میں ہی ’نشان‘ کہہ رہے ہیں۔اللہ کی نشان لوگوں کو سمجھ میں آنے کے لئے بعض جگہ جمع میں بھی کہہ سکتے ہیں۔اوپر والے شلوک میں ایک ہی اللہ کو چار قسم سے جمع میں دھرم (صفات) رکھنے والا کہنے پر بھی آخر میں یہی کہے ہیں نا! کہ وہ سب کا اللہ ہے۔اسی طرح تفصیل سے

دیکھیں تو اللہ کا نشان چار دھرموں سے جڑ کر، چار حصوں میں جمع کے طور پر ہے۔ اللہ کے تو کئی دھرم (صفت) ہے اس کے باوجود جیسے اس کو ''ایک ہی اللہ ہے (ایکّم برحم)'' کہا گیا ویسے ہی اللہ کی نشان کو بھی دو قسم سے، کیسے بھی بول سکتے ہیں۔ جسے سمجھ میں نہیں آیا اسے اور نئے سے سننے والے کو جمع میں بتانا چاہئے، جسے سمجھ میں آ گیا اسے واحد میں بتانا چاہئے۔ اسی لئے آپ کے سوال کے لئے ایک قسم سے جمع برابر ہوگا، اور ایک قسم سے واحد برابر ہوگا۔

سوال: موجودہ زمانہ میں اگر کسی شخص کے پیشانی پر تین کھڑے لکیریں ہو یا تین آڑھے لکیریں ہو یا نقطہ ہو تو ان نشانوں کے دیکھ کر انہیں ہندو کہہ رہے ہیں۔ (ہم نے) اب تک مذاہب کے نشانیاں سنے ہیں لیکن اللہ کا نشان کہنا، ہم نئے سے سن رہے ہیں۔ زمین پر کوئی بھی کہیں بھی ایسے لوگ موجود ہے کیا جو اللہ کی نشان کے بارے میں بات چیت کرتے ہو؟

جواب: اللہ نے ۵۰۰۰ سال پہلے ہی کل یوگ کے شروعات میں ہی جب اس نے بھگوت گیتا علم بتایا تھا تب ہی اس میں اللہ کی نشان کے بارے میں بتانا ہوا۔ بعد میں بائبل اور قرآن گرنتھوں میں بھی اس کے بارے میں کہنا ہوا۔ تو اللہ نے جو بات بتائی وہ انسانوں نے نہیں سمجھا اور اپنے مرضی کے مطابق اللہ کی نشان کے بارے میں اندازہ لگانا ہوا۔ جب کچھ بھی (بات) فیصلہ کرنا پڑا تو اللہ نے کہی ہوئی گرنتھ کو معار کی طرح لیکر فیصلہ کرنا چاہئے۔ اللہ کے گرنتھ کے دلیل کے بغیر اللہ کے معاملوں میں فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ اس طرح فیصلہ کر لینے کی وجہ سے انسان راہِ اللہ کو چھوڑ کر، اس راہِ لاعلم میں جانا پڑے گا جو غلت راہ ہے۔ اللہ نے اپنے گرنتھ میں اپنے نشان کے متعلق علم کا خلاصہ کرنا ہی نہیں بلکہ آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں یہ بھی کہا کہ میرے نشان کی

عزت کرے۔لیکن موجودہ زمانہ میں بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ آخراللہ کا نشان ہے کیا؟

کائنات کے ابتدا سے ایک ہی علم ہوا کرتا تھا۔کل یوگ تک مذاہب کا مسئلہ ہی نہیں تھا۔کل یوگ میں مذاہب اوران کے نام ظاہر ہوئے۔کائنات کے ابتدا میں ہی آسمانی آواز (آکاش وانی) کے ذریعے علم بتایا گیا تھا۔جس طرح اللہ نے اپنی آخری گرنتھ میں **'زمین پر انسانوں کو تین طریقوں سے علم بتاؤں گا'** کہا تھا اسی طرح اس میں سے ایک طریقہ 'وحی (آکاش وانی)' کے ذریعے اپنا علم بتاؤں گا یہ بات کواس نے کائنات کے شروع میں ہی پورا کیا تھا۔اس طرح بتائی گئی علم گرنتھ نہیں بنی یعنی گرنتھ کی صورت میں نہیں لکھی گئی۔کُرتا،ترائت اوردواپر تین یوگوں تک بھی اللہ نے جوعلم بتایا وہ آواز کے شکل وصورت میں ہی رہتی تھی۔کل یوگ کے شروع تک یعنی دواپر یوگ کے آخرتک اللہ نے ابتدا میں جوعلم کہا وہ (علم کو) باتوں کی صورت میں،گانوں کی صورت میں،نظموں کی صورت میں اورشلوکوں کی صورت میں بول لیا کرتے تھے۔جوعلم گرنتھ کی شکل میں نہیں بنی تھی وہ تین یوگوں کے بعد دواپر یوگ کے آخر میں گرنتھ کی صورت اختیار کی۔جوعلم گرنتھ کی صورت اختیار کی اسے تلگو زبان میں 'بھگوت گیتا' کہیں تھے۔وہ علم (بھگوت گیتا) جو ہندوستان میں گرنتھ کی صورت اختیار کی پہلے مغربی ملکوں کے طرف پھیل گئی۔مغربی ملکوں میں بھگوت گیتا کو 'تورات' کہا گیا۔بعد میں وہ ملکوں کے لوگ اس طرح بول لینے پر بھی کہ تورات گرنتھ موسیٰ کو دی گئی،یہ بات بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ وہ موسیٰ ہی کرشن ہے۔

کائنات کے ابتدا میں اس علم کا ایک خاص نام ہوتا تھا جو گرنتھ کی شکل میں نہیں بنا تھا وہ (نام) ہے ''ج پَ رَ(japara)''۔ جَ + پَرَ = جپر میں 'ج' سے مراد یہ ہے کہ جو پیدا ہوتا ہے اور 'پَر' سے مراد یہ ہے کہ الگ یا پرے ہے۔ اس کا مطلب جو کچھ پیدا ہوا وہ سب اللہ سے الگ ہے یا وہ سب کچھ جو تخلیق کیا گیا اللہ سے پرے (الگ) ہے اس طرح پُر معنی کے ساتھ اللہ کی علم کو 'جپر' نام ہوا کرتا تھا۔ گرنتھ کی شکل میں نہ بننے سے پہلے ہندوستان میں (اِندوستان میں) 'جپر' نام کی علم مغربی ملکوں میں 'زبور(zabur)' نام سے بلایا کرتے تھے۔ یہ جان لیں کہ ہمارے ملک میں 'جپر' نام سے ہو یا دوسرے ملکوں میں 'زبور' نام سے جو ہے وہ دو بھی گرنتھ کی شکل میں نہیں ہے۔ بعض لوگ جو تاریخ نہیں جانتے یہ سمجھنا ہوا کہ 'زبور' بھی ایک گرنتھ ہی ہے۔ دراصل جپر ہو یا زبور ہو گرنتھ کی شکل میں نہیں ہے۔ یہ جان لیں کہ یہ دو وہ علم کے نام ہے جو گرنتھ کی شکل (کتابی شکل) میں نہیں ہے۔

اللہ کی علم پہلے ہندوستان میں گرنتھ کی شکل میں بنی۔ ویاس نے اللہ کے علم کو 'بھگوت گیتا' کے نام سے لکھا تو، وہی دوسرے ملکوں میں 'تورات' نام سے بول لیا گیا۔ ان دِنوں میں یعنی اس وقت جب اللہ کا علم گرنتھ کی شکل میں نہیں بنا اور جپر نام سے اسے بلایا جاتا تھا تب علم کو گانوں، نظموں اور باتوں کی شکل میں بول لیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں ہی اللہ کی علم کو ان کے پسندیدہ انداز میں اس طرح بیان کرتے تھے کہ سامنے والوں کو (اس کا اصلی معنی) سمجھ میں آجاتا تھا۔ **'سات بنگلے والی چھوٹی، بہت خوب صورت سی ہے'** یہ بات اور 'اللہ سات آسمانوں پر ہے' یہ بات، دو ایک ہی بات ہے۔ وہ جو علم بیان کرتے تھے وہ باطن ہونے پر بھی اسے ایک شکل سے کمپار کر کے بتاتے تھے۔ جو علم وہ لوگ بول لیا کرتے تھے اس (علم) کے مطابق یہ معلوم ہو رہا ہے کہ

قدیم میں ہی اللہ کی علم کو ایک نشان کی طرح جانتے تھے۔ قدیم میں بڑے عظیم عالم اور علم کی دولت رکھنے والے ہوا کرتے تھے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ اُس زمانہ میں ہی لوگ اللہ کے بارے میں علمی نظر سے مکمل طور پر جانتے تھے۔ ایسے عظیم عالم گزر جانے کے بعد کل یوگ کے شروعاتی دور میں تمام ہندوستان جہالت سے بھر گیا اس وجہ سے اللہ نے پھر سے اپنا علم اب تک کل یوگ میں تین مرتبہ کہلوایا۔ تین مرتبہ بولا گیا علم ہی تین اللہ کے گرنتھ بنے۔ وہ اللہ جس نے دو مرتبہ ''فرشتہ یا رسول'' کے نام سے علم کو 'بھگوت گیتا، بائبل' کی طرح کہلوایا وہی آخر میں (بڑے عالم) جبرائیل کہلانے والے سیارے کے ذریعے محمدؐ نبی کو اپنا علم کہلوایا۔ وہی 'قرآن' گرنتھ کی طرح آئی ہے۔ **اللہ نے پورے چار بار علم کو اپنے تین طریقوں کے ذریعے بتایا تو، اس میں سے ایک اس علم کی طرح ہے جو گرنتھ نہیں بنی، تو وہی علم تین گرنتھ کی صورت میں موجود ہیں۔ ان کے نام ہی ترتیب کے ساتھ زبور، تورات، انجیل اور قرآن کہہ رہے ہیں۔ تورات (بھگوت گیتا)، انجیل (بائبل) اور قرآن تین گرنتھ ہے تو زبور بالکل گرنتھ نہیں ہے۔** ''جپر'' اللہ کا علم مغربی ملکوں میں 'زبور' کی طرح بتایا گیا۔ معلوم ہو رہا ہے کہ شروع میں جب گرنتھ نہیں تھا اس وقت جپر یا زبور کے علم سے ہی اللہ کے نشان کو نظموں کی صورت میں اور گانوں کی صورت میں کمپار کر کے بتائے۔

سوال: بعض مسلم یہ کہتے ہوئے ہم نے سنا کہ زبور ایک گرنتھ ہے، تو آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ صرف تعلیم ہے مگر گرنتھ نہیں ہے۔ کیا اس بات کی کوئی دلیل ہے؟

جواب: کیوں کہ دلیل ہے (اسی لئے) ہم کہہ رہے ہیں۔ بغیر دلیل کے اندھے پن سے ہم کچھ

نہیں کہتے۔ آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۲۱ کی آیت ۱۰۵ میں اس طرح ہے، دیکھئے۔(21-105) **''ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے''**۔اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ زبور گرنتھ نہیں ہے صرف نصیحت ہے۔زبور کے نصیحت کے بعد اسی کو تین اللہ کی گرنتھوں میں لکھنا ہوا۔اس آیت میں جو کہا گیا اس کے بارے میں ہم کہنا ہی نہیں بلکہ بعض علماء اس آیت کی تفسیر میں بھی اس طرح کہا ہے ،دیکھئے۔''زبور یعنی وہ ایک گرنتھ ہوسکتا ہے یا پچھلے کے اللہ کے گرنتھوں میں سے کوئی اور گرنتھ بھی ہوسکتا ہے۔اِس آیت میں عربی کا لفظ 'ذکر' استمال کیا گیا۔ذکر کا معنی 'نصیحت' کے ہے''۔اس بات کو دیکھنے کے بعد معلوم ہو رہا ہے کہ زبور صرف نصیحت ہی ہے، بعد میں وہ تعلیم گرنتھ کی شکل میں بنی۔گرنتھ کی شکل اختیار کرنے کے بعد اس گرنتھ کے الگ الگ نام رکھے گئے۔آسمانی گرنتھ کہلانے والے الٰہی گرنتھوں میں زبور کی نصیحت ہی ہے۔وہ تعلیم جو تین یوگوں میں جیر (زبور) نام سے ہوتی تھی یا وہ تعلیم جو آسمان کے ذریعے آئی تھی وہی (تعلیم) بعد میں کل یوگ میں تین گرنتھوں کی طرح آئی ہے۔یہ سب جاننے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ زبور اللہ کا تعلیم ہی ہے اور وہی آخر میں الٰہی گرنتھوں کی طرح بنی۔

سوال: کیا یہ بات کوئی جانتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں 'زبور' کی تعلیم 'تورات' گرنتھ بنی ہے اور تورات (بھگوت گیتا) کی علم ہی باقی انجیل (بائبل) قرآن گرنتھوں کا آدھار (سہارا) ہے۔اور یہ تین گرنتھوں کی علم میں اللہ کا نشان چھپا ہوا ہے؟

جواب: اللہ کے گرنتھوں میں اللہ کا علم بسا ہوا ہے۔اللہ کا علم سب کو اُتنی آسانی سے سمجھ میں نہیں

آتا ہے۔انسان کو بہت ہی شردھا اور عقل ہونی چاہئے تب جا کر اللہ اسے پسند کرے گا۔ جسے اللہ نے پسند کیا صرف اسی کو اللہ کے فضل سے اللہ کا علم سمجھ میں آ سکتا ہے۔لیکن آج انسان اسے جو معلوم ہے وہی علم سمجھ رہا ہے۔اللہ کے گرنتھوں کی علم کو غلط سمجھ کر، وہ جو جانتا ہے وہی اصلی علم سمجھ رہا ہے۔کہیں پہ بھی اگر خود اللہ ہی اشارتاً (Indirectly)تم جو سمجھ رہے ہو وہ غلط ہے'اصلی علم' یہ ہے کہے تو بھی، جو بول رہا ہے اس کی اہمیت نہ جانتے ہوئے ایسے انکار کرنے والے ہیں کہ (وہ لوگ) اللہ سے ہی کہتے ہیں کہ 'تو ہی نہیں جانتا'۔اسی لئے اللہ کا علم جاننا اتنا آسان کام نہیں ہے۔اللہ براہ راست کہے یا اشارتاً انسان سننے کی حال میں نہیں ہے۔ بنا دلیل کے بھی وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ جو وہ جانتا ہے وہی صحیح علم ہے۔

سوال: حال ہی میں ہم نے اللہ کا نشان، یہ بات کو قرآن گرنتھ میں صاف طور پر دیکھا ہیں۔تو کوئی بھی ہو کہیں پہ بھی ہو اللہ کے نشان کے بارے میں ذکر کیا کیا؟ کیا کسی کو بھی اس کے بارے میں معلوم ہو کر ہے؟

جواب: اللہ کے نشان کے بارے میں قرآن گرنتھ میں پڑھنے سے پہلے ہی،ہمیں اُس علم کے ذریعے اللہ کی نشان کی تفصیل تھوڑے حد تک معلوم ہوا جو بھگوت گیتا گرنتھ میں اور بائبل گرنتھ میں موجود ہے۔اسی لئے آج مذاہبوں سے جو پرے ہے وہ اللہ کا نشان ہے کہہ رہے ہیں۔سامنے دکھنے والے ہم اللہ کے نشان کے بارے میں کہیں تو شاید آپ کو یقین نہیں ہوسکتا ۔لیکن ہمارے آنکھوں کے سامنے جو واقعہ ہوا اگر اسے سنیں گے تو آپ کو تھوڑا یقین ہوسکتا ہے۔گذشتہ گرو پورنمی (guru powrnami) تاریخ 31-07-2015 کو ہوا۔اس دن ایک مسلم عورت یہ جان کر کہ اللہ سب مذاہبوں کے لئے ایک ہی ہے،اس عورت نے گرو پورنمی کے دن

اپنے پانچ سال عمر کے بیٹے کو نارنگی رنگ کا شیروانی کپڑے پہنا کر، سر پر نارنگی رنگ کا ٹوپی لگا کر ،گرو کا بھیس ڈال کر، چہرے پر تین لکیرے (جو ہندو اپنے پشانی پر لگاتے ہیں) لگا کر (اس بچہ کو) ہندو گرو کے مانند تیار کی۔ اس کا بھیس گرو پورنمی کے دن ڈالنے کی وجہ سے اس بچہ کو ہمارے پاس لا کر دکھانا ہوا۔ وہ بھیس دیکھنے کے لئے تو اچھا تھا مگر اس بچہ کے چہرے پر لگایا ہوا نشان دیکھ کر ایسا لگا کہ اس بچہ کو ایک مذہب کے محدود کر دیا۔ گرو (guru) اسے کہتے ہیں جو کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رکھتا۔ اسی لئے فوراً اس بچہ کے والد شفی سے کہا کہ '' آپ نے گرو کا بھیس ڈال کر مجھے دکھایا۔ گرو کا تعلق مذہب سے نہیں رہتا۔ گرو وہ ہے جس کے ارادے اللہ کے ارادے ہوتے ہیں اور وہ خدائی کو اپنے اندر رکھتا ہے''۔ اسی لئے صرف اللہ ایک ہی تمام دنیا کے لئے اصلی گرو ہے۔ یہی بات دوسری اللہ کی گرنتھ متی خوشخبری ۲۳ باب کی ۱۰ جملہ میں **'' گرو (مرشد) کہہ کر نام رکھ کے مت بلاؤ کیوں کہ تمہارا گرو وہی (اللہ ہی) ہے جو آسمان پر ہے''**۔ ایسا کہا گیا۔ اس کے مطابق یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ ایک مذہب کا نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔ اب آپنے جو گرو کا بھیس ڈالا اس میں تین لکیرے (وہ ٹیکا جو ہندو اپنے پیشانی پر لگاتے ہے) لگانے کے وجہ سے اس کے مطابق یہ کہنے کا موقع ہے کہ وہ ہندوؤں کا گرو ہے۔ اسی لئے یہ ایک مذہب کا بھیس ہوا مگر یہ وہ گرو کا بھیس نہیں ہوا جو اللہ نے فرمایا۔ وہ بھیس کے بغیر جو مذہب سے متعلق ہے تمام مذاہب کے گرو کے مانند رہنے کے لئے، چہرے پر مذہب کا نشان نکال کر، اللہ کا نشان پہننے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ جب اس بچہ کے باپ نے جو مسلمان ہے پوچھا کہ 'اللہ کے نشان سے کیا مراد ہے؟'۔ تب ہم نے کہا کہ '' وہ قرآن گرنتھ جسے تمام مسلمان

ہمارا کہتے ہیں اس میں سورح ۲۲ کی ۳۲ آیت میں جو بتایا گیا وہی اللہ کا نشان ہے''۔تب اس نے مسلم علماؤں کے پاس جا کر اللہ کے نشان کے بارے میں پوچھا تھا جو قرآن میں کہا گیا۔جب ان کے بڑوں نے اس طرح کہا تھا۔

''شعائر کا معنی نشانات کے ہے۔اسے علامت بھی کہہ سکتے ہے۔جنگوں میں سپاہ کے کاموں کے لئے بھی چند کوڑز (codes) استمال کرتے ہیں۔صرف اس کوڑ کو وہی لوگ پہچان سکتے ہیں جو اس کے بارے میں جانتے ہے۔اس اعتبار سے اللہ کے نشانیاں وہ ہیں جو اسلام کے نمایاں امتیازی احکام ہیں جن سے ایک مسلمان کا امتیاز اور تشخص قائم ہوتا ہے اور دوسرے اہل مذاہب سے الگ پہچان لیا جاتا ہے۔صفا،مروہ پہاڑوں کو بھی اسی لئے اللہ کے نشانیاں کہا گیا کہ مسلمان حج وعمرے میں ان کے درمیان 'سعی' کرتے ہیں۔یہاں حج کے دیگر مناسک خصوصاً قربانی کے جانوروں کو اللہ کے نشانیاں کہا گیا ہے۔ان کی تعظیم کا مطلب موٹا تازہ جانور قربان کرنا۔اس تعظیم کو دل کا تقوی قرار دیا گیا ہے ''۔یہ پورا سننے کے بعد وہ شخص میرے پاس آ کر اس طرح ہمیں پوچھا۔

آپ نے تو (مجھ سے) کہا کہ اللہ کا نشان چہرے پر لگاؤ۔اس طرح اللہ کا نشان پہننے سے ایسے دِکھو گے کہ تم ایک مذہب سے نہیں بلکہ تمام مذاہب سے متعلق ہو۔''ہمارے بڑوں کے پاس جا کر اللہ کے نشان کو پوچھا تو وہ مکہ کے پہاڑ اور اللہ کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور کو اللہ کے نشانیاں بتا رہے ہیں جسے چہرے پر پہن ہی نہیں سکتے۔ہمارے چہروں پر جانور اور پہاڑوں کو کیسے رکھ لیں؟ آپ نے تو کہا کہ اللہ کا نشان مذہب کے طرف نہیں بلکہ اللہ کے طرف اشارہ کرتا ہے۔لیکن ہمارے بڑوں نے کہا کہ اللہ کے نشانوں سے مسلم کو دوسرے مذاہبوں سے

الگ پہچان لیا جاتا ہے۔آپ جو کہہ رہے ہیں وہ خدا کے طرف سے لگ رہا ہے۔ ہمارے لوگ جو کہہ رہے ہیں وہ اسلام مذہب کے طرف سے لگ رہا ہے۔اللہ نے قرآن گرنتھ میں ایسا نہیں کہا کہ فلاں پہاڑ یا فلاں جانور اللہ کے نشانیاں ہیں۔اللہ نے 'میرے نشانیاں' کہہ کر نام رکھ کے چھوڑ دیا۔تو ہمارے لوگ پہاڑ اور جانور کہہ رہے ہیں۔اوپر سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کی نشان کی تعظیم (عزت کرنا) کا مطلب موٹا تازہ جانور قربان کرنا۔اس کے مطابق معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کمزور جانور قربانی دئے تو وہ اللہ کی نشان کی بے عزتی ہے۔ یہ سب سننے کے بعد ایسا لگ رہا ہے کہ اللہ پہ جو عقیدت ہے شائد وہ بھی اُڑ جائے گا۔ اللہ کی نشان کی تعظیم کا موٹے تازے جانوروں سے کیا تعلق؟ اس سے پتا چل رہا ہے کہ جیسے انسان کو پسند ہے ویسے اللہ کو بھی موٹے تازے جانور ہی پسند ہے۔ایسے کہنے سے اللہ پر عقیدت نہیں بڑھتی، جو عقیدت ہے شاید وہ بھی اُڑ جائے گی۔ ہماری بات چھوڑئے، آپ کیا کہیں گے اللہ کے نشان کے بارے میں؟

سوال: آپ نے اُس واقعہ کا زکر کیا جو براہ راست ہوا۔ اِدھر جا کر اُدھر جا کر، آخر میں آپ ہی کے پاس وہ شخص آیا اور آپ ہی کو بتانا پڑا کہ آخر کیا ہے وہ اللہ کا نشان؟۔ شفی نے آپ کو وہ باتیں بتائی جو اس کے بڑوں نے اس سے کہا تھا۔ اِتنا ہی نہیں بلکہ اس نے اس کے شک وشبہ بھی ظاہر کئے۔اب تک ہمیں اللہ کے نشان کے متعلق ٹیمٹ (tempt) کرتے ہوئے آئے لیکن یہی اللہ کا نشان ہے کہہ کر آپ نے بھی نہیں بتایا۔اب جو واقعہ براہ راست ہوا اس میں شفی جی نے جو پوچھا اس کا بھی تو آپ ہی کو جواب دینا پڑا نا! جب انہوں نے پوچھا تو آپنے کیا جواب دیا وہ سب کچھ جو اس کو بتائے تھے وہ ہمیں بھی بتایئے۔ ہم بھی بڑے جوش میں ہے یہ جاننے کے لئے کہ آپ نے کیا کہا؟

جواب: جو رزق (کھانا) خوب بھوک پہ ملتا ہے وہ بہت ہی عظیم نظر آتا ہے۔ جب بھوک نہیں رہتا ہے تب کتنا بھی اچھا رزق رہنے پر بھی اس پر دل چسپی (Interest) نہیں دِکھاتے۔ **واقعہِ براہ** راست ہو کر، اس میں اللہ کا نشان کیا ہے؟ کہہ کر جاننے کی دل چسپی رکھنے کی وجہ سے **معلوم** ہونے والی بات پر ہر ایک کو توجہ یا شردھا ہوتی ہے۔ جو کہا گیا وہ دماغ میں تب ہی چڑھتا ہے جب شردھا ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے ایسا کیا کہ اپنے نشان کے بارے میں گرو پورنمی کے دن (ایک) براہ راست واقعہ ہوا اور اسی مقصد سے کہ اپنے نشان کے بارے میں لوگ نہیں جانتے اللہ نے ہی اُس طرح براہ راست واقعہ بنا کر مجھ سے اسی نے ایسا کہلوایا۔ میں یہ بات اچھی طریقہ سے جانتا ہوں کہ اس وقت بولنے والا میں نہیں ہوں۔ اگر تم لوگ یہ پہچان لئے کہ **اس دن جس نے کہا وہ میں نہیں تھا** اور سب کچھ بولنے والا مجھ میں مجھے ہانکنے والا (مجھے چلانے والا) کہہ کر جان لئے تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ (آخر یہ سب) کون کہہ رہا ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو بات (علم) بتایا جا رہا ہے وہ پورا حق ہے۔ اوپر (ظاہر) سے ایسا ہی دکھتا ہے کہ میں نے ہی شغفی سے بات کیا لیکن جس کا کہا حق ہوتا ہے وہی اندر سے بات کر رہے ہیں ۔(یاد رکھئے ! صرف اور صرف اللہ کا کہا ہی حق ہوتا ہے۔)

" قرآن گرنتھ میں سورہ ۲، آیت ۲۹ میں اس طرح ہے۔ **(2-29) "اللہ نے تمہارے لئے وہ تمام چیزیں تخلیق کی جو زمین میں ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور ٹھیک سات آسمان بنایا۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے"**۔ اس طرح بتایا نا! بعد میں سورہ ۲۹ کی آیت ۴۴ میں ایسا کہا۔ **(29-44) "اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے**

ساتھ تخلیق کیا۔ آسمانوں اور زمین کو پر مارتھ (paramarth یا اعلیٰ طرین حق) کے ساتھ بنایا اگر یہ معلوم ہوا تو اس میں بڑی ندرشن (نشان) ملے گی' اس طرح ہے نا!۔ یہاں بھکتی (عقیدت) اور شردھا رکھ کر عقل کا استعمال کر کے اس جملے کے ہر ایک لفظ کو تفصیل سے دیکھ سکے تو اس میں بڑی ندرشن (نشان) ہے کہا ہے۔ ندرشن لفظ کو الگ کر کے دیکھیں گے تو ایسا اس کا معنی ہے **درشن** کا معنی یہ ہے کہ '**معلوم ہونے والی**' یا '**آنکھوں کو نظر آنے والی**' یا '**واضح**' کے ہے۔ ندرشن لفظ میں '**نِ**' حرف کی خاصیت غور کرے تو 'نِ' کا معنی 'نہ' یا '**نہیں**' کے ہے۔ ندرشن یعنی جو چیز ظاہری طور پر ہے وہ **ظاہری شکل وصورت** میں معلوم ہوئے بغیر پوشیدہ رہنے کو ندرشن کہہ رہے ہیں۔ یا ایسا بھی کہہ سکتے ہے کہ علم کے آنکھوں کو دکھنے والی چیز معلوم ہوئے بغیر پوشیدہ رہنے کو ندرشن (نشان) کہہ رہے ہیں۔ اوپر جو آیت بتائی گئی اس میں جو بات انسان کو نظر آنا چاہئے یا معلوم ہونا چاہئے وہ نظر نہ آتے ہوئے یا معلوم نہ ہوتے ہوئے اس (آیت) میں پوشیدہ (چھپی ہوئی) ہے۔ اسی لئے (44-29) جملے کے آخر میں کہا کہ اگر (وہ بات) معلوم ہوا تو اس میں بڑی نشان (ندرشن) ملے گی۔ جملے کے آخر میں کہا کہ جو نظر نہیں آتا ہے (یا غیب ہے) یا جو معلوم نہیں ہے وہ اس (آیت میں) ملے گا۔ اوپر کے دو جملوں میں یہ کہا ہے کہ اللہ نے زمین اور آسمان کی تخلیق کی۔ تو بعض لوگوں کو یہ لگتا ہوگا کہ تو اس بات میں کیا بڑی راز چھپی ہوئی ہے۔ اس نے تو وہی زمین اور آسمان بنائی جو ہمارے آنکھوں کو دکھ رہے ہیں۔ تو اس میں ایسی کیا بات چھپی ہوئی ہے جو غیب یا پوشیدہ یا نظر نہیں آرہا ہو؟ اور اس آیت میں ایسی کیا علم ہے جو نہیں معلوم ہے؟۔ کیوں کہ اللہ جانتا ہے کہ اس آیت میں ایسی راز چھپی ہوئی ہے جو ہم لوگوں کو نہیں

معلوم اسی مقصد سے اس نے آیت کے آخر میں فرمایا کہ اگر معلوم کر سکے تو اس میں بڑا اندرشن ہے۔

جملے میں کہا کہ اللہ نے زمین اور آسمان کو **حق کے ساتھ** تخلیق کیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ آسمان اور زمین **پر مارتھ کے ساتھ** تخلیق کیا ہے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ پرمارتھ کا معنی یہ ہے کہ تم جو معنی (یا مطلب) جانتے ہو اس معنی سے الگ معنی (رکھتی ہے)۔ پر(para) سے مراد **الگ یا پرے** ہے۔ پرمارتھ یعنی تم جو معنی کے ساتھ سمجھ رہے ہو اس معنی سے **الگ یا پرے** ہے۔ اس کے مطابق معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ نے زمین اور آسمان کو بنایا اس کا مطلب وہ دو زمین اور آسمان نہیں ہے جو ہم لوگوں کو دکھ رہے ہیں۔ اگر زمین اور آسمان کا مطلب ہمیں (جو زمین اور آسمان دکھ رہے ہیں اگر وہی) سمجھے تو اس جملے میں نہ **پرمارتھ** ہے نہ **ندرشن (نشان)**۔ آیت میں جیسے اللہ نے کہا ویسے اگر پرمارتھ اور ندرشن موجود ہے تو وہ، وہ آسمان اور زمین نہیں ہوتے جو ہمیں نظر آرہے ہیں یا ہمیں معلوم ہو رہے ہیں۔ تو اب یہ آیات پڑھنے والے ہر ایک شخص کو بھی اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ پرمارتھ کے مطابق، ندرشن کے مطابق اور حق کے ساتھ **زمین اور آسمانوں سے کیا مراد ہے**؟۔ اللہ اپنے آخری اللہ کی گرنتھ سورح ۳ آیت ۷ میں اس طرح کہا ہے۔

''اصل میں متشابہات (باطن جملوں) کا اصلی معنی سوائے اللہ کے کوئی انسان نہیں جانتا۔ لیکن جو لوگ علم میں پختگی پالی وہ کہیں گے کہ ہم ان پر یقین رکھتے ہیں اور یہ سب اللہ کے پاس سے آئے ہوئے جملے ہی ہیں۔

جو(شخص)عقل اور شردھا رکھتا ہے صرف وہی اللہ کی علم کو سمجھ سکتا ہے۔

''زمین اور آسمانوں کی بات جو اوپر زکر کیا ہے وہ علمِ باطن سے جڑی ہوئی ہے۔اسی لئے اس نے کہا تھا کہ **پرمارتھ،ندرشن اور حق کے ساتھ** تخلیق کیا ہے۔صرف وہی (لوگ)اللہ کی علم کو سمجھ سکتے ہیں جو عقل اور شردھا رکھتے ہیں۔جو عقل اور شردھا نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ تمام باطن باتیں جھوٹ ہے اور ہمیں وہم میں ڈالنے کے لئے دوسرے لوگ اس طرح کے (باطن باتیں) کہتے رہتے ہیں۔سو،ان کے باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہئے۔اللہ نے قرآن گرنتھ میں ہی کئی دفعہ فرمایا تھا کہ **''اگر میں چاہوں تو انسان کو اللہ کے راہ میں بھیجتا ہوں اسی طرح اگر میں چاہوں تو انسان کو راہِ جہالت میں بھی بھیجتا ہوں''۔** یہاں بھی انسان کو کنفیوز (confuse) کر کے بعض لوگوں کو غلت راہ میں بھیجنے کے لئے (۳-۷) (اسی) آیت میں ہی دو قسم بیان کیا۔جملے میں یہ کہتے ہوئے کہ علمِ ظاہر اور علمِ باطن موجود ہے اور (اسی جملے میں) یہ بھی کہنے کے وجہ سے کہ بہت سے استاد علمِ باطن کے ذریعے دوسروں کو غلت راہ پکڑوا رہے ہیں،اس بات کا سہارا لیکر (آج) انسان ایسے تیار ہو گئے کہ خود اللہ (زمین پر) اُتر کر آکے باطن علم کہے تو بھی یقین نہیں کرتے۔بہت سے مسلم ایسے بن گئے کہ وہ متشابہات (باطن علم) جملوں کا بالکل یقین نہیں کرتے۔انہوں نے طے کر لیا کہ متشابہات آیات کا وجاحت کوئی بھی کرے تو ان کا یقین نہیں کرنا چاہئے۔(ہاں!یہ بات سچ ہے کہ) اللہ نے کہا کہ اُن جملوں کا علم صرف وہی (اللہ ہی) جانتا ہے کوئی انسان نہیں جانتا۔لیکن اس نے اسی آیت کے آخر میں یہ بھی تو کہا تھا کہ جن کو عقل اور شردھا (اللہ کے بارے میں جاننے کی چاہت یا شوق) ہیں وہ اس

کے علمِ باطن کو سمجھ سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ جملہ سمجھ میں آیا وہ لوگ اللہ نے کہی ہوئی ندرشن جملوں کو معلوم کر سک رہے ہیں، سمجھ سک رہے ہیں

اللہ نے انسان کو دو راستہ دکھا کر، جس کو جدھر بھیجنا ہے اُدھر ہی بھیج رہا ہے۔ اللہ کی باریکی کو نہیں سمجھ سکنے والے سب لوگ راہِ جہالت میں جاتے ہوئے، ٹھیک اور حقیقی علم بتانے والوں کی بھی مذاک اُڑھاتے ہوئے، وہ خود جہالت میں رہتے ہوئے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح راہ پر ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو دیکھ کر جو اصلی راہِ علم میں ہیں ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ (لوگ) راہِ جہالت میں ہیں۔ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا طریقہ بہت سے مسلموں میں موجود ہیں۔ اسی لئے ہر معاملے میں بھی ہم سے اس طرح بحث کر رہے ہیں کہ ہم جو بھی بتا رہے ہیں وہ صحیح علم نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ راہ سے ہٹ کر ہے۔ بہر حال، ان کا معاملہ تو اللہ خود دیکھ لے گا۔ میں تو صرف وہی کہہ رہا ہوں جو اللہ نے (مجھ سے) کہلوایا۔ اسی طرح اللہ جو لکھوار رہا ہے وہی ہم لکھ رہے ہیں ۔اللہ کا علم کو اللہ ہی بتانا چاہئے مگر میں کہنے کے لئے نا قابل ہوں۔ تو مجھے معلوم ہو کر کچھ نہ کہنے پر بھی، مجھ سے کئی علم کے رازوں کو اللہ ہی کہلوار رہا ہے۔ میں تو صرف دِکھتا ہوا کھلونا ہوں۔ ہلانے والا یا کھلانے والا محرک کار (خفیہ ایجنٹ secret agent) تو اندر رہ کر بات کروار رہا ہے اور لکھوار رہا ہے۔ اس لئے میں جو اوپر سے (آپ کے آنکھوں کو) دکھ رہا ہوں (آپ سے) یہ کہہ رہا ہوں کہ! یہ لکھت میری نہیں ہے۔ یہ تعلیم میری نہیں ہے۔ کہنے والا روح ہیں جسے سب کچھ معلوم ہے۔ دنیا میں ایسی کچھ چیز ہے ہی نہیں جو وہ نہیں جانتا ہو، سب میں نگہبان کی طرح رہ کر وہی سب کو کھلا رہا ہیں۔ ہر انسان کا ایک نگہبان ہے۔ یہی بات آخری اللہ کے گرنتھ قرآن میں

سورح ٨٦، آیت ۴ میں اس طرح کہا کہ (4-86) **"کوئی ایسا نفس نہیں ہے جس پر نگہبان نہ ہو"**۔اس بات میں جو نگہبان (کے بارے میں بتایا) ہے وہی ہر انسان کو بااصلولی کے ساتھ (systematically) کھلا رہا ہے۔انسان نے پچھلے جو گناہ وثواب (پاپ و پنے) کیا وہ سب اعمال نامہ (کرم پتر) کہلانے والی گرنتھ میں لکھے ہوئے رہتے ہیں۔اس طرح لکھی گئی کرم پتر (اعمال نامہ) کے مطابق انسان کے جسم میں دوسرا والا ہی (یعنی روح ہی) اس (انسان) کا محافظ، نگہبان اور کھلانے والے کی طرح رہتے ہوئے ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز بھی عمل (کرم) کے مطابق چلاتا ہے ۔باقی دونوں گرنتھوں میں بتایا گیا کہ اس طرح جسم میں رہ کر، جسم کے اندر رہنے والے نفس کو چلانے والا، روح (آتما) کہلاتا ہے ۔میں یہ بات صاف طور پر جانتا ہوں کہ مجھ میں بھی روح کہلانے والا ہی مجھے چلا رہا ہے۔اسی لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ میری ہر حرکت، ہر بات، ہر کام میرا نہیں ہے وہ کام روح کر رہی ہے جو مجھے چلا رہی ہے۔صرف میرے ایک کی بات ہی نہیں بلکہ زمین پر پیدا ہوا ہر انسان کے اندر رہ کر چلانے والا موجود ہے۔اسی لئے قرآن میں 4-86 اس جملے میں کہا کہ ہر ایک کے اندر اس کا نگہبان ہے۔

سوال: بل روک ٹوک کے آپ تین مذاہب کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔لیکن کیا یہ سب کچھ سچ ہے جو آپ کہہ رہے ہیں؟ اس طرح کا شک وشبہ بھی تھوڑا ہے۔آپ کیا کہیں گے کیا (ہم) آپ کی بات کو یقین کریں؟

جواب: کہنے حد تک ہی میرا فرض یا ذمہ داری ہے۔یقین کرنا یا نہیں وہ تمہاری مرضی ہے۔میں

صرف علم کی یاد دلانے والا ہی ہوں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے آپ یقین کرو۔ اگر تجھے پسند ہے تو یقین کر، پسند نہیں ہے تو چھوڑ دے۔ تجھے عالم (علم والا) بنانے والا یا جاہل (لاعلم) بنانے والا اللہ ہی ہے۔

سوال: 44-29 اور 29-2 جملوں میں کہا کہ (اس میں) بہت ہی ندرشن (نشان) اور پرمارتھ (اعلیٰ ترین حق) ہے۔ وہاں زمین اور آسمانوں کے بارے میں ہی تو بتایا گیا! وہ دو (زمین، آسمان) کو تو سب لوگ دیکھ رہے ہیں! تو اس میں کیا بڑی راز، ندرشن، پرمارتھ ہے۔ ہمیں تو اس میں کچھ (راز، پرمارتھ، ندرشن) دکھائی نہیں دیا؟

جواب: گرنتھ پڑھنے والے ہر ایک کو اگر بات سمجھ میں آجائے تو کہنے والے سے کیا کام! (مطلب بتانے والا یا سمجھانے والے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، ہے نا!)۔ بتانے والا یا سمجھانے والا گرو (مرشد) ہوتا ہے۔ ہر ایک چیز کو گرو (مرشد) کو ہی باتانا پڑیگا اور انسان (اسے) سن کر ہی جاننا پڑے گا۔

سوال: کیا گرو انسان نہیں ہے؟

جواب: ہر کوئی انسان ہی ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھار زمین پر کہیں ایک جگہ پر انسان کے بھیس میں انسان کے مانند گرو بھی رہتا ہے۔ گرو یعنی اللہ کا ساکار روپ ہے کہہ سکتے ہیں (یعنی اللہ ہی گرو ہے)۔ اللہ، نراکار سے نہ دکھتے ہوئے ہیں۔ اللہ کا انش (اللہ کا ایک حصہ)، اللہ کی طاقت زمین پر انسان کے مانند پیدا ہو کر، اپنے علم کے بارے میں اسی کو خود کہنا پڑے گا۔ اس طرح جو پیدا ہوا وہ انسان کی طرح ہی دکھتا ہے لیکن وہ سب کے مانند انسان نہیں ہے۔ اس کو **خاص کر آیا ہوا یا خدا (بھگوان) یا گرو (مرشد) کہہ کر پکارنا چاہیئے**۔ یہ جان لیں کہ گرو کہے یا خدا کہے دونوں ایک ہی

ہیں۔ایسے شخص کو انسان نہیں سمجھنا چاہئے۔اوپر سے وہ انسان کے مانند دکھنے پر بھی وہ سب معاملوں میں بہت ہی خاص (extraordinary) رہتا ہے۔وہ کتنی بھی بڑی علم کی راز کیوں نہ ہو(بہت ہی آسانی سے) بتا دیتا ہے۔جو علم انسان نہیں جانتا وہ گرو ہی جانتا ہیں۔ایسے شخص کو ہی بائبل میں یوحنا خوشخبری میں 'آدرن کرتا(Adaran karta)' کہا ہیں۔

سوال: بائبل میں عیسیٰ نے جسے آدرن کرتا کہا وہ محمدؐ نبی ہے اس طرح ہمارے مسلمان بھائیوں نے کہتے ہوئے میں نے سنا،تو آپ کیا کہیں گے؟ نبی آدرن کرتا ہی ہے نا!وہ گرو ہی ہے نا!

جواب: نبی کو ہم کیسے بھی کمپار کر لیں اس میں کوئی غلتی نہیں ہے۔لیکن قرآن گرنتھ میں بعض آیات سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کسی طرح کا عظمت نہیں رکھتا اور نبی صرف لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے آیا ہوا ہے۔نبی کوئی علم نہیں جانتا ہے۔جو علم جبرائل نے کہا وہ انسانوں کو بتانے کے لئے آیا ہوا نبی ہے اور اللہ نے محمدؐ نبی کو آخری نبی کی طرح چن لیا ہے۔نبی بہت ہی ساتوک (satwik) اور پڑ دنہ آنے پر بھی بہت ہی بڑے عقل مند تھے۔

محمدؐ، جو بہت ہی ست پُرُش (نیک انسان) تھے اللہ نے انہیں قبول کر کے جبرائل کے ذریعے علم کہلوایا۔نبی علم کے معاملے میں آگاہ کرنے والا ہی ہے اس طرح قرآن گرنتھ میں کہا ہوا ہونے کی وجہ سے،اس سے بڑھ کر کمپار نہیں کرنا چاہئے۔'آدرن کرتا' وہ ہے جو خود سے علم کہتا ہو۔اسی لئے گرو کو آدرن کرتا کہہ سکتے ہیں۔

سوال: جبرائل نے جو علم کہا اس کو نبی نے جب کے(زمانہ کے)لوگوں سے کہا تھا۔وہی علم قرآن گرنتھ کی صورت میں آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔اس میں کہا کہ 'بعض باطن جملے اور بعض

ظاہر جملے موجود ہے۔ تو یہ کیسے پہچان سکتے ہیں کہ اس میں کونسے باطنی جملے ہیں اور کونسے ظاہری جملے؟

جواب: یہی بات ہم نے **''آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے''** اس گرنتھ میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ وہ گرنتھ پڑھے تو آپ کو ظاہری اور باطنی باتوں کے بارے میں مکمل طور پر سمجھ میں آجائے گا۔ پھر بھی مثال کے طور پر تھوڑے حد تک بتاتا ہوں، سنئے۔ قرآن گرنتھ میں سورح ۲ آیت ۱۸۷ میں بیوی شوہر کے ملن کی بات بتائی گئی۔ آرادھنا (عبادت یا aaradhana) کے دنوں میں ہو یا رمضان کے مہینہ میں ہو جس میں قرآن نازل ہوا تھا آپ کو پاک رہنا ہوگا کہتے ہوئے بیوی شوہر کا ملن صرف رات میں ہونا چاہئے دن میں نہیں ہونا چاہئے اس طرح کہے تھے۔ جبرائیل نے جو بات کہی وہی بات محمدؐ نبی نے کہا۔ اس میں کدھر بھی دیکھو، صرف ظاہری علم ہی نظر آتا ہے۔ ''رات میں تم کچھ بھی پاؤ (احساس) کرو تو کوئی بات نہیں لیکن دن میں ضرور ویسے روزہ رکھو جیسے ہم نے کہا''۔ تو وہ ظاہری جملہ بھی انسانوں کو سمجھ میں نہیں آیا جو قرآن میں ہے۔ اللہ نے وہاں ایک کہا تو لوگ اور ایک کر رہے ہیں۔ اس طرح جب ظاہری باتیں ہی سمجھ میں نہیں آئے تو باطنی باتیں کہاں سے سمجھ میں آئیں گے۔ اسی لئے جب تک گرو یا خدا (بھگوان) یا آدرن کرتا آکر تفصیل سے نہیں بتائے گا تب تک وہ باطنی باتیں سمجھ میں نہیں آئیں گے۔

اب اصل بات پر آتے ہیں۔ 44-29 جملہ میں (44-29) **''اللہ نے زمین اور آسمانوں کو حق کے ساتھ تخلیق کیا۔ اگر یہ بات جان لیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو پرمارتھ کے ساتھ تخلیق کیا ہے تو اس میں بڑی ندرشن ملے گی''** ایسا ہے۔ تو اس میں جب

'زمین اور آسمانوں' کہا تو ہر کسی کو یہی لگتا ہے کہ یہ تو وہی آسمان اور زمین ہے جو ظاہری آنکھوں کو دکھ رہے ہیں! (اس میں کیا بڑی بات ہے)۔وہاں ایک آسمان نہیں کہا گیا، ' **آسمانوں'** کہا ہے۔ہمیں ' آسمان' تو دکھ رہا ہے مگر ' آسمانیں یا آسمانوں' نہیں دِکھے۔اس بات سے ہی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس میں غیب کی علم یعنی نظر نہ آنے والی علم چھپی ہوئی ہے۔اگر ہم خوب غور کریں تو قرآن گرنتھ ،تورات گرنتھ کے بنیاد پر بتائی گئی۔وہ بات قرآن گرنتھ میں ہی ہے۔جب قرآن گرنتھ نے کہا کہ وہ تورات گرنتھ کی تصدیق کر رہی ہے تو اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ تورات گرنتھ کا علم ہی قرآن میں ہے۔تورات گرنتھ میں جو بھی جملے بتائے گئے وہ تمام جسم کے باطن (اندرونی) میں ہی کہنا ہوا۔آخر میں یہ بھی کہا کہ اللہ، انسان کے جسم میں بھی ہے ۔وہی علم کو قرآن میں کہنے کی وجہ سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن کے آیات،جسم میں چھپے ہوئے علم ہی بتائے ہیں ۔بھگوت گیتا کے مطابق ہو،قرآن کے مطابق ہو معلوم ہو رہا ہے کہ 29-44 میں جو علم ہے وہ باطنی ہے اور جسم کے اندر چھپی ہوئی علم ہے۔ یہ کہنا سچ ہے کہ 'زمین اور آسمانوں ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ تمام اللہ نے ہی تخلیق کیا' پھر بھی پہلے آسمانوں کے بارے میں جاننا چاہئے۔اسی کوشش میں قرآن میں ہی بہت جگہ **سات آسمان** کا لفظ ذکر کیا گیا۔اس کے مطابق ایسا سمجھنا چاہئے کہ سات آسمان موجود ہے اور وہ سات آسمان باہر والی دنیا میں نہیں ہے بلکہ وہ اندر کی دنیا یعنی جسم کے باطن (اندر) میں موجود ہے۔معلوم ہو رہا ہے کہ اس بات کا اصل (جڑ) بھگوت گیتا میں وبھوتِ یوگ باب کی چھٹی شلوک میں موجود ہے۔'' **مہرشیہ سپتہ** **(maharshaya sapta)**'' اس لفظ کو لیکر دیکھیں تو ہمارے جسم کے اندر جو سات آسمان ہے ان کی تفصیل معلوم ہو سکتا ہے۔

سورح 44-29 آیت کے مطابق سات آسمان باہر کہیں نہیں ہیں۔وہ سات آسمانوں کا طریقہ جسم کے اندر ہے۔جسم کے اندر سر سے شروع ہوکر مقعد کے مقام تک ریڈھ کی ہڈی(spinal column) میں حرام مغز(spinal cord) کہلانے والی بڑی نس(nas) ہے(نس کوتلگو زبان میں نرمُ (naramu) کہتے ہیں)۔حرام مغز کہلانے والی بڑی نس دماغ سے شروع ہوکر حرام مغز میں پھیل کر کمر کے نیچے آخری جوڑ تک رہتی ہے۔اس طرح پھیلا ہوا نس پورے سات حصوں میں تقسیم ہوکر ہے۔حرام مغز کے اوپر کا حصہ یعنی دماغ بڑا ناڑی کیندر ہے۔باقی چھ مقاموں پر حرام مغز کہلانے والی نس میں باقی چھ جگہ چھ ناڑی کیندر موجود ہیں۔پورا حرام مغز سات ناڑی کیندروں میں تقسیم ہے۔یہ سات ناڑی کیندروں سے چھوٹے چھوٹے نس پورے جسم میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ یہ سات ناڑی کیندروں کے ذریعے جسم کے اندر تمام کام ہوسکے۔یہ سات کیندروں میں روح (آتما) کی طاقت ہے تو ساتوے کیندر میں اللہ کی طاقت (پرماتما) بسر کررہا ہے۔اس طرح ایک جاندار جسم میں سات آسمان کہلانے والے سات ناڑی کیندر ہیں۔یہ سات ناڑی کیندر کو ہی سات آسمان کہہ کر قرآن گرنتھ میں بہت بار کہا گیا۔ وہی (اللہ ہی) ہے جس نے اس کو ڈیذائن (Design) کیا اور تیار کیا۔اسی لئے (44-29) آیت میں کہا کہ **''اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ تخلیق کیا''**۔وہی جملے میں ہی سات آسمانوں کے علاوہ، زمین کیا ہے اس بات پر غور کریں تو وہ تمام جسم زمین کی طرح حساب میں لیا جا رہا ہے جس میں ناڑی کیندوں سے طاقت بہرہی ہے یا پھیل رہی ہے۔اللہ یہ بات براہِ راست (directly) نہ کہتے ہوئے کہ جسم (زمین) اور ناڈی کیندروں کو (آسمانوں کو) میں نے

تخلیق کی ،اس نے اس طرح پردہ (indirectly) میں کہا کہ آسمانوں کو اور زمین کو اللہ نے تخلیق کیا ہے اور اس میں ندرشن ہے۔اور یہ کہا کہ زمین کیا ہے اور آسمانیں کیا ہیں جاننا ہی **پرمارتھ** ہے۔ کیوں کہ جسم میں اِتنی عظیم علم بسی ہوئی ہونے کی وجہ سے کہا کہ **حق کے ساتھ** تیار کیا ہے ۔اور **ندرشن** بھی اس لئے کہا کیوں کہ جسم میں آسمانوں اور زمین پوشیدہ ہے یا چُھپ کر ہیں۔

اب جو بات بتائی جا رہی ہے اگر اسے نہ سمجھ سکے تو ویسے لوگوں کو یہ کبھی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ آخر وہ ندرشن اور پرمارتھ کیا چیز ہے۔اللہ نے یہ بات یعنی اپنے علم کے بارے میں پہلے سے ہی بتاتے ہوئے اس نے کہا کہ قرآن گرنتھ میں علمِ باطن موجود ہے۔اور ایسی علمِ باطن کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو عقل اور شردھا (محبت) رکھتے ہیں۔اتنا ہی نہیں بلکہ اس نے یہ بھی پہلے ہی بتا دیا کہ سوائے اللہ کے کوئی بھی انسان غیب یعنی وہ علم کے باتیں جو باطن ہے نہیں جانتا۔جسم میں یاد،علم اور خیال اللہ کے وجہ سے ہی آتے ہیں۔یہ بات بھگوت گیتا پُرشوتم پراپتی یوگ باب کی شلوک ۱۵ میں کہا تھا، دیکھئے۔

شلوک: سروسیا چاھم حردِ سنِّ وشٹو متّہ سمرتر گنان مپوحنم چ ا

ویدائشچ سروئرح میو ویدیو ویدامت کردویدوِ دیو چاھم اا

مطلب:''میں (اللہ)،تمام جانداروں کی قلب یعنی برحم ناڈی یا حرام مغز میں موجود ہوں ۔میرے ذریعے ہی یاد،علم اور خیال آتے ہے۔تمام وید میرے بارے میں ہی بتا رہے ہیں۔وید کا پھل داتا بھی میں ہی ہوں۔''

اس طرح اللہ اپنے شلوک میں بتا کر ہیں۔اس سے ظاہر ہے کہ جب ضرورت پڑتا ہے تب اللہ

ہی خود انسان کے جسم سے اپنا علم پہنچا تا ہے یا دلاتا ہے۔اب بھی اللہ مجھے جو علم دے رہا ہے ہم وہی علم آپ لوگوں کو بتا رہے ہیں۔اللہ کا علم سوائے اللہ کے دوسرے انسانوں کو کسی کو نہیں معلوم ، یہ بات اللہ نے قرآن گرنتھ میں سورح ۳، آیت ۷ میں بتایا تھا۔اور سورح ٦ آیت ۹۱ میں بھی بتا یا کہ کسی انسان پر میں نے اپنا علم نازل نہیں کیا۔اللہ کا علم ہم انسانوں کو تب ہی معلوم ہو گا جب اللہ خود بتا تا ہے۔سورح ۲۹، آیت ۴۴ میں جو پیغام ہے وہ پورا علمِ باطن سے جڑا ہوا پیغام

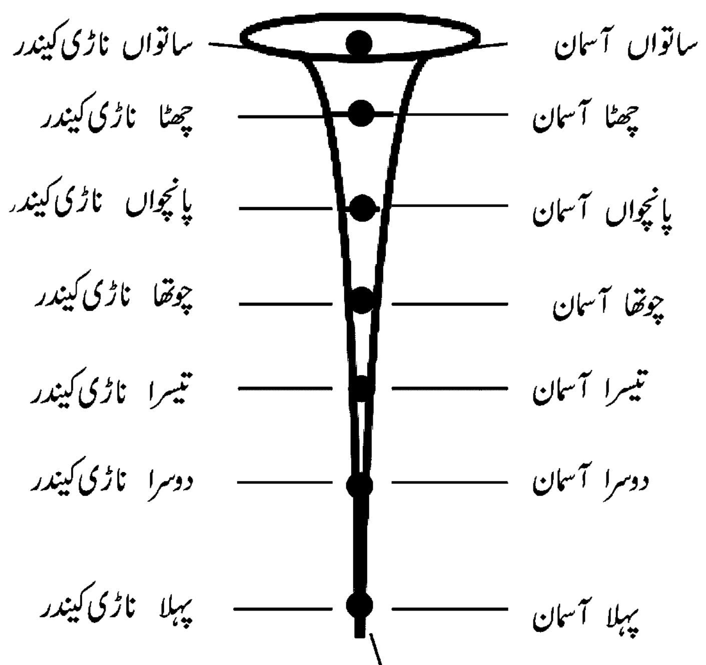

برحم ناڑی (Brahma Nadi) یا حرام مغز (Spinal Cord)

ہے۔جو علم یہاں بتائی گئی وہ جسم کے اندونی حصوں میں نظر نہ آتے ہوئے رہنے کی وجہ سے جملے میں اسے ندرشن علم کہا ہے (یعنی وہ علم جو مادی آنکھوں کو نظر نہیں آتی ہے)۔اور دکھنے والی زمین

اورآسمانوں سے پرے(الگ) مطلب یا معنی اپنے اندررکھتی ہے ہونے سے جملے میں کہا کہ وہ پرمارتھ = پر(الگ)+ اَرتھ(معنی یا مطلب) سے جڑی ہوئی ہے۔

صاف طور پر معلوم ہورہا ہے کہ پرمارتھ یعنی تم لوگوں نے (اس آیت کو) جس معنی سے سمجھا (وہاں) وہ معنی نہیں ہے۔اس کے مطابق معلوم ہوگیا کہ اس آیت میں جوآسمان ہے وہ وہ آسمان نہیں ہے جو ہم لوگوں نے سمجھا تھاایساہی وہ وہ زمین نہیں ہے جو ہم لوگوں نے سمجھا۔معلوم ہوگیا کہ وہ ضرور ہمارے جسم کے اندر کا کچھ تو چھپا ہوا راز (غیب) ہے۔جس طرح چدمبر راز(rahasyachidambar یا غیب) کا پردہ ہٹا کر ظاہری شکل دکھاتے ہیں ٹھیک اسی طرح ہم بھی اپنے جسم کے اندر کا اللہ جو راز بتایا اسے ہو بہو نقشہ کی طرح بنا کر بعد والی پیج میں دیکھتے ہیں۔

اللہ اپنی علم میں پہلے اپنی تخلیق کے بارے میں بیان کیا۔ بعد میں اپنا علم بتایا۔ جو علم ندرشن کے شکلمیں ہے یعنی نظر نہ آتے ہوئے آیتوں میں چھپی ہوئی ہے اس علم کو درشن بنا کر یعنی نظر آنے والے شکل میں بنا کر یہ دیکھ لیا کہ اللہ نے پہلے سات آسمان کیسے بنائے۔تخلیق کے بعد اس نے جو خاص علم بتائی وہ ہے تیں روحوں کی علم۔تین روحوں کی علم کو تین الٰہی کتابوں میں بیان کیا۔ جو تین روحوں کی علم تورات (بھگوت گیتا) کی پُرُشوتم پراپتی یوگ میں کہا، وہی باقی دونوں گرنتھوں میں بھی کہنا ہوا۔

۱) کشر(Kshar)	اکشر (Akshar)	پُرُشوتم(Purushottam)
(نفس یا جیوا تما)	(روح یا آتما)	(اللہ یا ترما تما)
کہلانے والے	یہ تین پُرُش(Purush)	ہر انسان کے جسم میں ہیں۔

(بھگوت گیتا میں، پُرُشوتم پراپتی یوگ کے ۱۶، ۱۷شلوک دیکھئے)

۲) بیٹا	باپ	پاک روح
(نفس یا جیوا تما)	(روح یا آتما)	(اللہ یا ترما تما)
کہلانے والے یہ تین	معلوم نہ ہونے والے	ہر انسان

کے جسم میں ہیں۔

(بائبل میں، متی خوشخبری ۲۸ باب کی ۱۹، ۲۰ جملے دیکھئے)

۳) چلایا جانے والا	ہانکنے والا یا چلانے والا	گواہ کی طرح دیکھنے والا
(نفس یا جیوا تما)	(روح یا آتما)	(اللہ یا ترما تما)
نظر نہ آنے والے	یہ تین	ہر انسان کے جسم میں ہیں۔

(آخری الٰہی گرنتھ قرآن میں سورح ۵۰، آیت ۲۱ دیکھئے)

اللہ نے کہی ہوئی علم میں پہلی تخلیق ہے تو دوسری تین روحوں کی علم ہے۔ تین روحوں کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھوں میں کہا تھا۔ اس کے بعد والی خاص علم وہ ہے جو انسان کے اعمال کے بارے میں بتاتی ہے یہاں اعمال سے مراد انسان کے ثواب اور گناہ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے زندگی میں کئے ہیں۔ اعمال کے بارے میں تین اللہ کے گرنتھوں میں بہت ہی تفصیل سے بیان کئے۔ اعمال کے بارے میں آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں یہ تک کہا کہ وہ

انسان کے جسم کے اندر ہی نگہبان کے ذریعے لکھی جا رہی ہے۔اور یہ بھی کہا کہ اعمال کی لکھت یعنی وہ اعمال جو لکھی گئی ہے اس کو 'اعمال نامہ' یا 'کرم پتر (karam patra)' کہتے ہیں اور عمل (کرم) ایک خاص گرنتھ میں درج کی جا رہی ہے۔اور کہا کہ اعمال سے کوئی نہیں بچ سکتا اسے (عمل کو) بھگتنا ہی پڑیگا اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ اس (عمل) کو معاف کرنے والا صرف اللہ ہی ہے۔عمل (کرم)، ہمارے جسم میں کیسا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بات قرآن اور بھگوت گیتا میں راز والی علم کی طرح بتایا ہے۔

اللہ نے پہلے تخلیق کے متعلق علم بتایا۔بعد میں تین روحوں کے متعلق علم بتایا۔اس کے بعد، کیوں کہ نفس عمل (کرم) سے چلایا جا رہا ہے، اس نے اعمال کے متعلق علم بیان کیا۔آخر میں، اللہ نے اپنی علم میں یہ کہا کہ ہر عمل کا، ہر کام کا ایک مدت ہے اور ہر مدت وقت پر مقرر ہے۔اِس طرح اللہ کی علم کو چار اہم شاخوں میں (حصوں میں) بیان کیا۔تین اللہ کے گرنتھوں میں یہ چار علم ہی خاص طور پر بتائے گئے۔اگر یہ چار حصوں والی علم کو درشن کی طرح کر لئے تو وہی اللہ کا نشان ہے۔اللہ کی علم غیبی شکل میں پرمارتھ کی طرح ہے۔اگر ایسی پرمارتھ کو سمجھ لئے تو اور ندرشن علم کو درشن کر لئے تو جو درشن دیتا ہے وہی اللہ کا نشان ہے۔اللہ کا نشان بہت ہی طاقت وار (powerful) ہے۔ویسی اللہ کی علم کو کیسے ظاہری نشان کر لینا چاہئے یہ چیز اب ہم تفصیل سے دیکھتے ہیں۔اللہ نے پہلے زمین اور سات آسمانوں کو بنایا، جب اسے ظاہری شکل میں دیکھ لئے تو جسم، زمین کی طرح ہے اور سات آسمان جسم میں سات ناڑی کیندروں کی طرح ہے جو جسم کو چلا رہے ہیں۔قرآن میں کہا کہ ساتوی ناڑی کیندر پر اللہ کا عرش ہے اور اللہ وہاں پر موجود ہے اور اس کو (تم) ظاہری شکل میں دیکھ لو۔اللہ نے کہا تھا نا کہ اگر تم اس طرح علمی نظر یا علمی نگاہ سے

دکھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے تخلیق میں کچھ کمی ہے یا نہیں؟۔یہی بات کو قرآن میں سورح ٦٧ ،آیت ٣ میں (٦٧-٣) **''اس نے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر بنایا۔(اے دیکھنے والے)تم جدھر بھی دکھ لو اللہ رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی نہ دیکھے گا چاہو تو دوبارہ اپنی نگاہ یا نظریں ڈال کر دیکھ لے،کیا کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے''۔**

اس آیت میں تم جدھر بھی دیکھ لو کہا ہے نا! جیسا کہ ایک منظر کو دیکھا ہو۔اور یہ بھی کہا کہ اگر چاہو تو اللہ کی تخلیق کو اور ایک مرتبہ نگاہ یا نظر ڈال کر دیکھ لو کیا تمہیں کوئی شگاف بھی نظر آ رہا ہے۔اس کے مطابق یہی تو کہا تھا کہ اللہ کی تخلیق کو ظاہری شکل میں دیکھو کہ کچھ کمی نظر آ رہی ہے۔یہاں پر تخلیق کو ظاہری شکل میں دیکھنے کے لئے ہی تو کہا ہے۔یہاں جیسے اللہ نے کہا ویسے اگر تخلیق کو نگاہ یا نظر کی شکل میں بدل کر منظر جیسا دیکھ پائے تو سات آسمان اس طرح ہے کہہ کر پہلے ہی ایک طرح سے تصویر بنا کر دیکھ چکے۔اب سات آسمانوں پر اللہ کا وجود یا اللہ کی ہستی یا اللہ کا مقام کیسا ہے اس کا تصویر بنا کر بعد والی پیج میں دیکھتے ہیں۔

وہ اللہ کا عرش جو سات آسمانوں کے اوپر ہے اس کو ظاہری شکل کی طرح بنا لئے۔وہ گھر جس میں اللہ بسر کرتا ہے اسے برحم چکر(Brahma Chakra) کہتے ہیں۔برحم چکر سے مراد اللہ کا چکر ہیں۔اللہ کا چکر دو حصوں میں ہیں۔ایک حصہ اللہ کا دن ،دوسرا حصہ اللہ کی رات۔بھگوت گیتا اکشر پر برحم یوگ میں شلوک نمبر ١٧ میں کہا کہ ہذار یوگ اللہ کے لئے ایک دن ہے ایسا ہی ہذار یوگ،اللہ کے لئے ایک رات ہے۔اس کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا چکر ،ایک چکّر لگانے کے لئے دو ہذار یوگ کا وقت پکڑتا ہے۔یعنی اللہ کا ایک دن مطلب دو ہذار

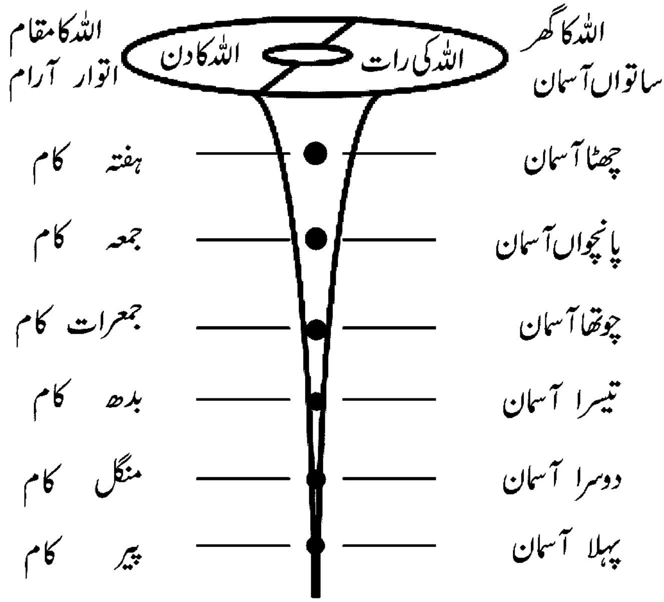

یوگ کا وقت ۔ اگر اللہ کے دن اور رات کو سمجھ لئے تو انسان بہت ہی اعلی علم معلوم کر سکتا ہے ۔ یہی بات ہی قرآن گرنتھ میں سورح ۲۴، آیت ۴۴ میں ایسا ہے دیکھئے ۔ (۲۴- ۴۴) **''اللہ دن اور رات کو بدلتا رہتا ہے آنکھوں والے کو تو اس میں یقیناً بڑی عبرت (سبق) ہے''۔**

برحم ناڑی میں دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح سات ناڑی کیندر سات آسمانوں کی طرح اور چھ کام کے دنوں اور ایک آرام کے دن کی طرح موجود ہے ۔

یہاں خوب غور کر کے دیکھیں تو اس میں **آنکھوں والے کو** عبرت ہے کہا نا ! ۔ اس کے مطابق یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ جو شخص اللہ کی دن اور رات کو تصویر کی صورت میں دیکھتا ہے اس

شخص کو اس میں جو راز کی علم چھپی ہوئی ہے وہ معلوم ہو جائے گا۔اسی لئے ہم نے اللہ کے گھر کو رات اور دن میں تقسیم کر کے برحم چکر کو دکھائے جو سات آسمانوں کے اوپر ہیں۔ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بعض لوگوں کو ذرا بھی سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے وہ ہمیں جاہلوں کی طرح سمجھ کر سخت باتیں کہتے ہوئے، لاعلم سکھا رہے ہیں کہہ سکتے ہیں۔ان لوگوں کو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ! ہم کہیں بھی اپنے خود سے نہ کہتے ہوئے،صرف الٰہی گرنتھ (اللہ کی کتاب) کو بنیاد بنا کر ہی کہہ رہے ہیں۔بعض لوگ وہ خود جہالت میں رہ کر، جب اللہ کے ندرشن (غیبی باتیں یا نظر نہ آنے والا علم) درشن روپ لیتا ہے یعنی ظاہری شکل اختیار کرتا ہے تب وہ ندرشنوں کے بارے میں ضد ی سے بات کر رہے ہیں۔یہی بات کو قرآن میں سورح ۴۰ آیت ۳۵ میں جھگڑنے والوں کے بارے میں اس طرح کہا ہے دیکھئے۔(۴۰۔۳۵) **''وہ ان کے پاس آئی ہوئی بغیر کسی دلیل کے اللہ کی ندرشنوں کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں یہ سلوک اللہ کے نذدیک اور جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے نذدیک بڑی ناراضگی کی چیز ہے۔اس طرح ہر ایک مغرور اور سرکش کے قلب پر اللہ مہر کر دیتا ہے۔''**

وہ اللہ کی علم جو باطن ہے اسے ہم ظاہری نشان کے طور پر بتا رہے ہیں اور اس (علم) کی ظاہری شکل سب کے سامنے پیش کر رہے ہیں تا کہ وہ لوگ بھی سمجھ سکے جو علمی نظر یا علمی نگاہ نہیں رکھتے ہیں۔ہم ہر ایک (بات) بھی اللہ کی کتابوں کی روشنی میں ہی دکھا رہے ہیں۔یہاں پر بعض کو ایک شک پیدا ہو سکتا ہے اور وہ اس طرح پوچھ سکتے ہیں کہ علمِ باطن تو تعلیمات کے شکل و صورت میں موجود ہیں تو پھر اس علم کو کیسے ظاہری شکل میں دیکھ سکتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے؟۔ اس

کے جواب میں ہم اس طرح کہہ رہے ہیں کہ بھگوت گیتا پُرشوتم پراپتی یوگ باب کی ۱۰، ۱۱ شلوکوں میں ایسا کہا ہے دیکھئے۔

شلوک ۱۰: اُتکرا منتم ستھتم واپِ بُھم جانم وا گنانوتم ا

وموڑھا نانو پشینتی گنان چکشو شہ اا

شلوک ۱۱: یت نتو یو گنَ شچائے نم پشے نتیا تما نیو ستھتم ا

یت نتو پر کروتا تمانو نئینم پشے نتے چیت س ہ اا

مطلب: ’’نفس صفتوں کے ساتھ جسم میں بسر کرتا ہے۔ اور وہ صفات کے درمیان میں رہتے ہوئے سکھ دکھوں کو بھگتتا رہتا ہے۔ یہ طریقہ جاہل نہیں جانتے۔ صرف علمی نظر والے یا علم کی نظر سے دیکھنے والے ہی اسے دیکھ سکتے ہیں‘‘۔

’’جو یوگی جسم میں بسر کرنے والے روح اور نفس کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں وہ انہیں معلوم کر سکتے ہیں (یعنی دیکھ سکتے ہیں)۔ مگر جاہل لوگ چاہے کتنا بھی کوشش کر لیں جسم کے اندر کام کے طریقہ کو اور اللہ کی نظام کو نہیں دیکھ سکتے۔‘‘

جیسے قرآن میں کہا کہ اس (علم) کو دیکھ سکتے ہیں جو ندرشن (غیبی یا نظر نہ آنے والی علم) ہے بالکل ویسے ہی بھگوت گیتا میں ۵۰۰۰ سال پہلے ہی کہا کہ یوگی یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ جسم کے اندر نفس کیسے صفتوں کے درمیان ہے مگر جاہل نہیں سمجھ سکتے۔

جیسے اللہ کے گرنتھوں میں معیار بتائے ویسے ندرشن کو درشن کر لیں تو، معلوم ہوا کہ سات آسمان ہمارے جسم کے اندر کس طرح ہے۔ بعد میں یہ بھی پہچان لئے کہ سات آسمانوں پر اللہ کا مقام کس طرح ہے۔ اسی طریقے سے اللہ نے جو علم کہا اس علم کے مطابق تین روحوں کا

طریقہ،عمل (کرم) کا طریقہ،عمل کی مدت کے طریقہ کو ظاہری شکل سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔پہلے نفس کے گھر کے بارے میں بھگوت گیتا کے شلوک کے مطابق اور قرآن کے آیت کے مطابق دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔جس طرح سات آسمانوں کے اوپر اللہ ہے اسی طرح وہا ں پر ہی یعنی سات آسمانوں پر ہی نفس بھی موجود ہے۔نفس اللہ کے مقام سے تھوڑا نیچے بسر کرتا ہے۔اسی کو منظر کی طرح تصویر بنا کر نیچے کی شکل (diagram) میں دیکھتے ہیں۔

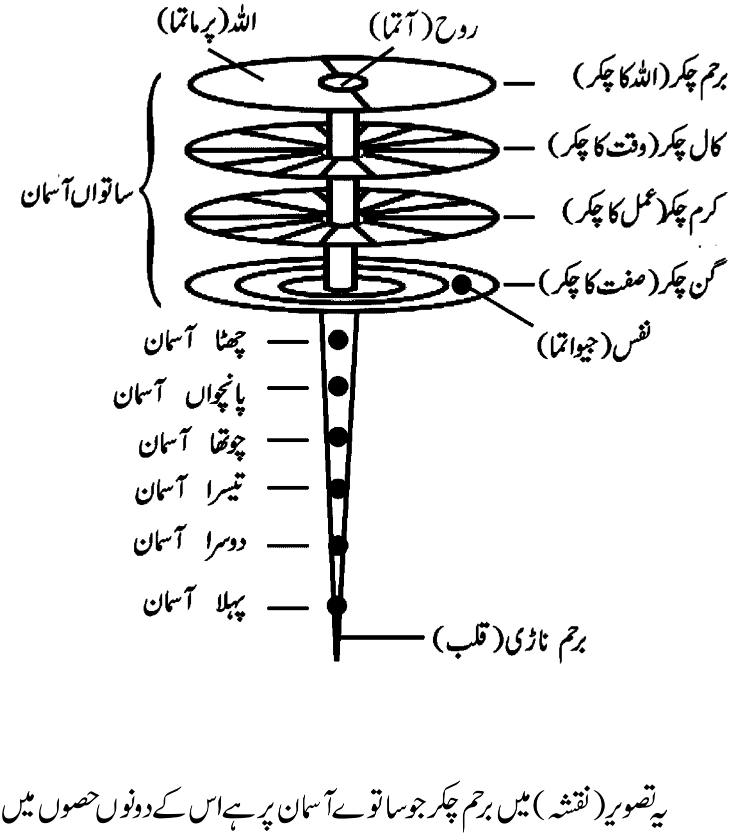

یہ تصویر (نقشہ) میں برحم چکر جو ساتوے آسمان پر ہے اس کے دونوں حصوں میں اللہ

ہے۔سات آسمانوں کی انچائی تک آسمان کے بیچ میں یعنی برحم ناڑی کے درمیان ساتوی آسمان سے لیکر پہلے آسمان تک روح ہیں۔ساتوے مقام پر ہی یعنی ! ساتوے آسمان پر ہی برحم چکر کے نیچے گن چکر (تیسرے چکر) میں نفس موجود ہے۔وہ چار چکر جو ساتوے مقام پر ہے ان میں سے اوپر کا برحم چکر ہے تو نیچے کا گن چکر ہے۔گن چکر تین حصوں میں ہیں۔تین حصوں میں کوئی بھی ایک جگہ پر نفس رہتا ہے۔اس طرح ساتوے آسمان میں ہی اللہ سے نیچے گن چکر میں نفس ہے تو پورے سات آسمانوں کی انچائی تک برحم ناڑی میں روح موجود ہے۔اس طرح سے تین روحوں کا ٹھکانا معلوم ہوا اور درشن کے روپ میں آیا۔

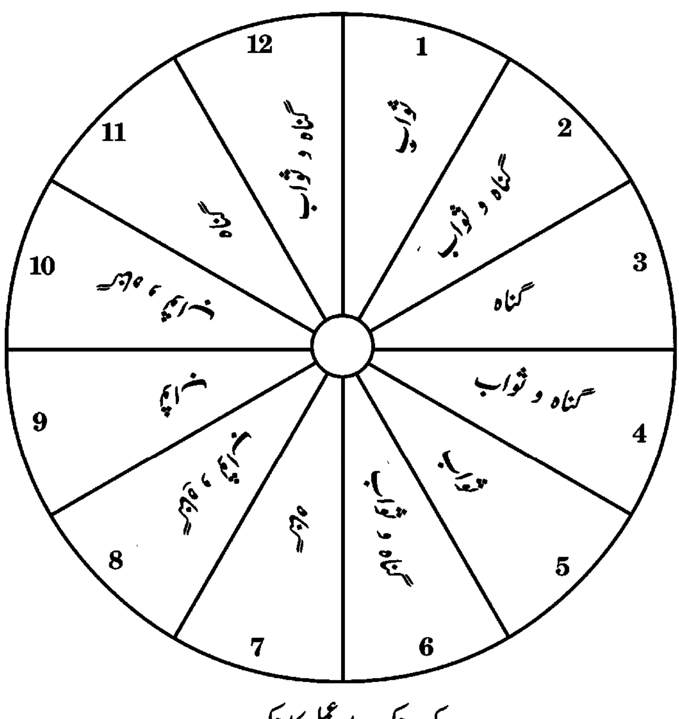

کرم چکر یا عمل کا چکر

اب جا کر سات آسمان، تین روحوں کی علم کا ندرشن، پر مارتھ (اعلیٰ ترین سچ) معلوم ہو گیا۔ اب جو معلوم کرنا باقی ہے وہ عمل (کرم) کے بارے میں اور وقت کے بارے میں جو مقرر ہے۔ اب اگر عمل کے بارے میں دیکھیں گے تو وہ اس طرح ہے۔

کرم چکر کے ۱۲ حصے ہیں۔ اس میں ۱، ۵، ۹ والے مقام پر ثواب سٹور (store) ہوتا ہے۔ ایسا ہی ۳، ۷، ۱۱ والے مقام پر گناہ (پاپ) سٹور ہوتا ہے۔ باقی ۲، ۴، ۶، ۸، ۱۰، ۱۲ مقاموں پر ثواب اور گناہ دو بھی ہیں۔ جو ثواب و گناہ انسان کرتا ہے وہ کرم چکر میں اپنے اپنے جگہ پر روح کے ذریعے درج کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح روح کے ذریعے ہی بھوگتوایا جاتا ہے۔ تو گن چکر جو کرم چکر کے نیچے ہیں اس (گن چکر) سے کرم چکر کا تعلق ہے۔ وہ کرم جو کرم چکر میں stored ہے نیچے والی گن چکر پر پڑنے یا گرنے سے وہاں پر کا نفس اس (کرم) کو بھگتتا ہے۔ یہی بات قرآن گرنتھ میں جس کا کرم اسی کو بھگتنا پڑے گا کہہ کر سورح ۲ آیت ۱۳۴ میں کہا ہے۔ (۲-۱۳۴) **"یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا ان کے لئے ہے۔ دوسروں کی اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔"**
اس کے مطابق جو کچھ اوپر والے کرم چکر میں درج ہوا ہے اسی کو نیچے والے چکر میں نفس بھگتے گا۔ دوسروں کی عمل یا کرم سے نفس کا کچھ تعلق ہی نہیں ہے۔ اس کے طریقہ کے مطابق گن چکر کے گن نفس پر عمل کیا جاتا ہے۔ گن چکر کو خوب غور کریں تو وہ اس طرح ہے۔ اگلے پیج میں اس کا تصویر دیکھئے۔

گن چکر، تین حصوں میں ہیں۔ ایک ایک حصہ میں مختلف ناموں کے بارہ (۱۲) گن

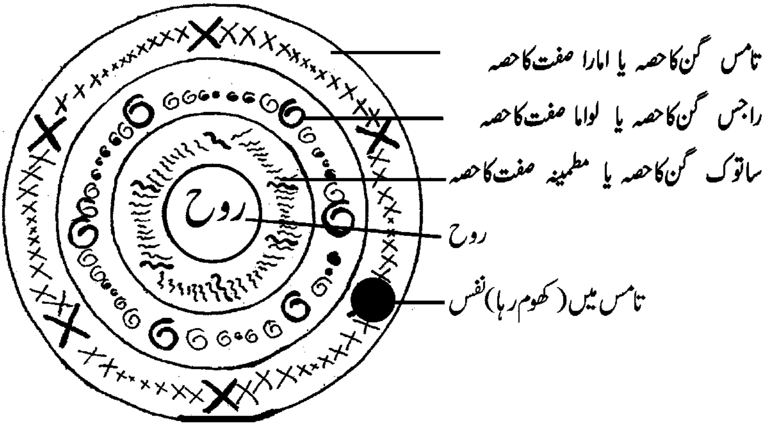

گن چکر یا صفت کا چکر

یا صفات ہیں۔ایک ایک حصہ میں رہنے والے صفات کے ایک ایک نام ہے۔وہ صفات جو اوپر کے حصہ میں ہے تامس حصہ کے صفات کہلاتے ہیں یا امارا حصہ کے صفات کہتے ہیں۔ایسا ہی جو درمیان میں ہے اس کو راجس یا لواما صفت کا حصہ کہتے ہیں۔اسی طرح تیسرے کو ساتوک یا مطمینہ صفت کا حصہ کہتے ہیں۔وہ حصہ جو گول اور درمیان میں ہے برحم ناڑی کی طرح ہے۔اس کو گن رہت حصہ (بلا صفت والا حصہ) یعنی اس میں کوئی گن نہیں رہتے ہیں۔یہ تین صفت کے حصوں میں بھی صفات یا گن رہتے ہیں۔ایک ایک حصہ میں ۱۲ صفات ہیں۔اس میں سے اچھے صفات چھ (٦) اور برے صفات چھ (٦) ہیں۔چھ برے صفات ترتیب کے ساتھ کام (kama)، کرودھا (krodha)، لوبھ (lobha)، موح (moha)، مد (mada)، متسر (matsara) کہتے ہیں۔اچھے صفات ترتیب کے ساتھ دان (daan)، دیا (daya)، اودار یا (audarya)، ویراگیا (vairagya)، ونیا (vinaya)، پریم (prem) کہتے

ہیں۔اگر نفس اچھے صفات میں داخل ہوا تو ثواب آتا ہے۔اگر نفس برے صفات میں داخل ہوا تو گناہ آتا ہے یا لگتا ہے۔تامس،راجس،ساتوک یہ تین گن کے حصوں میں نفس گھومتا رہتا ہے۔وہ کسی ایک گن کے حصہ میں بھی قائم نہیں رہتا ہے۔تو جس حصہ میں وہ زیادہ وقت گزارتا ہے اس حصہ کا نام ہی اسے لگ جاتا ہے یعنی وہی اس کا نام ہو جاتا ہے۔جو شخص تامس گن میں زیادہ وقت رہا تو اسے تامس گن والا،اور اگر وہ راجس میں زیادہ وقت رہا تو اس کو راجس یا راجس گن والا،اسی طرح اگر وہ ساتوک میں زیادہ دیر رہا تو اسے ساتوک گن والا کہتے ہیں۔

نیچے گن چکر ہے تو اس کے اوپر کرم چکر ہے۔روح کرم چکر سے وہ پُرانے (پچھلے کے) گناہ اور ثواب (اعمال) کو بھوگتواتی ہے جو گن چکر میں رہنے والے نفس نے کیا تھا۔ایسا ہی موجودہ زمانہ میں کیئے ہوئے گناہ اور ثواب کو روح ہی کرم چکر میں درج کر رہی ہے۔گن چکر کے اوپر رہنے والی کرم چکر سے کرم (عمل) نیچے اُتر کر انوبھو (احساس) میں آرہا ہے۔اسی طرح نفس نے نئے سے کیئے ہوئے عمل (کرم) کرم چکر میں چڑھ رہا ہے۔اور اللہ ساتوے مقام پر (ساتوے آسمان) پر رہ کر، نیچے اُترنے والے عمل کو اور اوپر چڑھنے والے عمل کو دیکھ رہا ہے۔اللہ صرف گواہ کی طرح ہیں۔لیکن دوسری روح، وہ جسم میں تمام فعل (کام) کر رہی ہے۔اور ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز میں بھی نفس کو عمل (اس کے اپنے کرم) کے مطابق ہی چلا رہی ہے۔اللہ تو کچھ بھی نہ کرتے ہوئے صرف اُترتے اور چڑھتے ہوئے عمل کو دیکھ رہا ہے۔یہی بات کو قرآن میں سورح ۳۴ کی آیت ۲ میں اس طرح کہا ہے دیکھئے۔**(34-2)''جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے، جو آسمان سے اترتا ہے اور جو چڑھ کر اس (آسمان)**

میں جاتا ہے وہ سب اللہ جانتا ہے۔اور وہ مہربان، نہایت بخشنے والا ہے۔

اللہ کی علم کے مطابق ہی عمل (کرم) نفس پر اُترتا ہے، اور نفس سے کرم چکر میں درج ہوتا ہے، صحیح طریقے سے ہم نے (اسے) ظاہری روپ کر لیا۔کرم چکر کے اوپر کال چکر ہے۔کال چکر میں ہر ایک (کام یا چیز) کا وقت کا مدت مقرر ہے۔کال چکر میں مقرر وقت کے مدت کے مطابق ہی نیچے کرم چکر میں کرم عمل ہوتا رہتا ہے۔اسی لئے جسے جب مرنا ہے تب ہی مرتا ہے۔ ہونے والا کوئی بھی کام ہو وہ ایک پل (سیکنڑ) بھی دیری نہ ہوتے ہوئے ہو جاتا ہے یعنی ایک پل کا بھی فرق نہیں رہتا۔وہ کال چکر کی وقت کے فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔کال چکر کا ظاہری روپ یا شکل نیچے دیکھتے ہیں۔

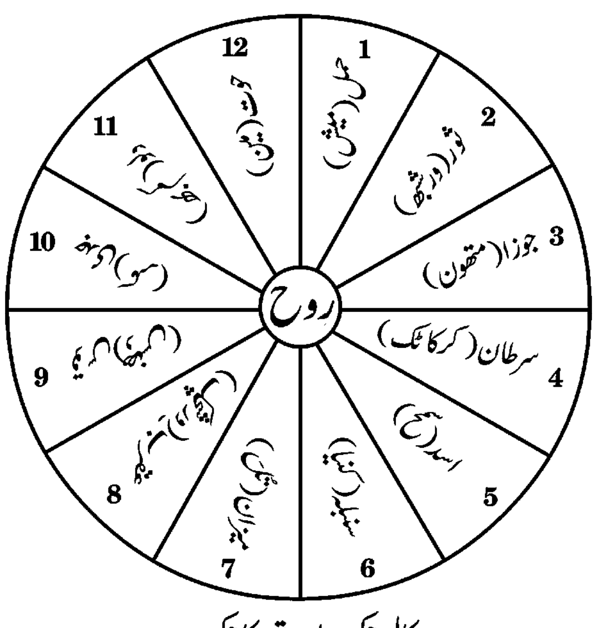

کال چکر یا وقت کا چکر

کال چکر، پورے بارہ (۱۲) حصوں میں ہیں۔ ہر ایک حصہ کا ایک ایک نام ہے۔ ہر حصہ میں دو گھنٹوں کا وقت ہوتا ہے۔ وہ کال چکر، کرم چکر، گن چکر ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے گھوم (پھر) رہے ہیں اس وجہ سے نفس مختلف وقتوں میں مختلف اعمال کو، مختلف احساسوں کی طرح بھگتتا رہتا ہے۔ اللہ نے اپنے علم کے مطابق ہی انسان کو پیدا کیا پھر اپنے علم کے مطابق ہی (انسان کو) چلنے جیسا کیا۔ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اس کو معلوم ہوئے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اگر اللہ کی علم کی پرمارتھ (اعلیٰ ترین حق) کو اور ندرشن (نہ دکھنے والی) کو پورے طریقہ سے دیدار (درشن) کرلیں تو وہ ایسا ہے جیسے اگلے پیج میں دکھایا گیا۔

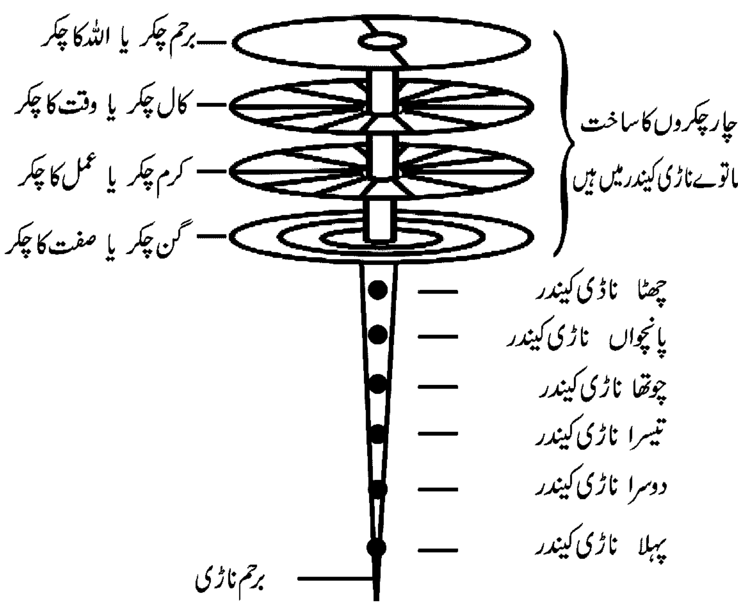

یہ چکر انسان کا جڑ ہے اور وہ چکر انسان کے جسم میں ہونے کی وجہ سے بھگوت گیتا

پُرُشوتم پراپتی یوگ میں پہلے شلوک میں ہی ''اورتھومول(urthva mool)'' کہا تھا۔اس کا معنی یہ ہے کہ اوپر جڑ (مول) ہے۔

وہ اللہ کی علم کو جو اللہ کے گرنتھوں میں موجود ہے ظاہری شکل بنا لیں تو وہی اللہ کا مہر ہے۔وہ راجا(بادشاہ) کا مہر کہلاتا ہے جو بادشاہ کے فرمان یا احکام کو اپنے اندر رکھتا ہو۔اسی طرح اللہ کا مہر یا اللہ کا نشان وہ ہے جو اللہ کے دھرموں کو اپنے اندر رکھتا ہو۔اللہ کا نشان،اللہ کی علم کا ہو بہ ہو نقل و شکل ہونے سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اللہ کی طاقت بسی ہوئی ہے۔جہاں پر اللہ کی طاقت ہوتی ہے وہاں کرم (عمل) جل جاتا ہے۔جس طرح آگ جہاں بھی ہوتا ہے وہاں پر جلنے کے جو بھی چیزیں ہو وہ سب آگ میں جل جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح جہاں اللہ کی طاقت ہوتی ہے وہاں کوئی بھی کرم ہو علم کی آگ لگ کر جل جاتے ہیں۔

سوال: اللہ کی نشان جس کا ظاہری روپ آپنے دکھایا، کیا سچ میں وہ اللہ کی طاقت اپنے اندر رکھتی ہے؟

جواب: اللہ کے علم میں جو خاص ہے ان میں سے (۱) زمین اور آسمانوں کی تخلیق (۲) تین روحوں کے بارے میں (۳) اعمال کے بارے میں (۴) مقرر وقت کے علم کی باتیں ہونے کے وجہ سے اللہ کے نشان کو اللہ کی طاقت لگ کر ہے۔یہ چار علموں کے سوا روحانی علم نہیں ہے۔اللہ کے علم میں کچھ بھی کہیں یہ چار موضوعوں کا علم ہی رہتا ہے۔روحانی علم میں یہ چار ہی اہم ہے۔اسی لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ اللہ کی نشان کے طور پر دکھائی گئی تصویر یا شکل اللہ کی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں۔

سوال: آپ نے ایک موقع پر شفی نام کے شخص کو اپنے چہرے پر اللہ کے نشان پہننے کے لئے کہا تھا۔آپ نے وہاں جو نشان کے بارے میں کہا اور یہاں پر جو نشان دکھایا، کیا ان دونوں میں کچھ فرق ہے؟ یا دو بھی ایک ہی ہے؟

جواب: اس وقت وہاں شفی صحاب سے کہی ہوئی اللہ کی نشان، اور اب یہاں دکھائی ہوئی اللہ کی نشان دونوں ایک ہی ہے۔اور دونوں میں ایک ہی (اللہ کی) طاقت ہے۔

سوال: آپ نے تو اللہ کا نشان کہہ کر ایک ہی نشان دکھائے !مگر قرآن میں تو اللہ کے نشانیاں اس طرح جمع کہا گیا ہے نا!۔آپ نے تو صرف ایک ہی نشان دکھایا جو واحد ہے۔وہاں قرآن میں جو کہا، کیا وہ (اِس سے) الگ نہیں ہے؟

جواب: اگر چار علموں کے لئے چار نشانوں کو الگ الگ سے بیان کریں گے تو انہیں اللہ کے نشانیاں ہی کہنا پڑے گا۔لیکن وہ چار چکر جو چار علموں کے نشانیاں ہیں سب ایک ہی برحم ناڑی میں چِپک کر ہونے کی وجہ سے سب کو ملا کر ایک ہی نشان کہہ سکتے ہیں۔

سوال: کیا یہ بات آپ اپنے خیال سے کہہ رہے ہیں؟ یا اپنے تجربے کے ساتھ؟ کہ وہ شکل اللہ کی طاقت رکھتی ہے جو اللہ کی نشان ہے؟

جواب: ہم خیالوں سے اندازہ لگا کر کہنے والوں میں سے نہیں ہیں۔کوئی بھی بات ہو جب وہ شاستر بدھ (علمی طریقے) کے ساتھ حقیقی سچ ہوتا ہے تب ہی ہم اس کی حقیقت سب کے سامنے پیش کرتے ہیں۔اب تک ہم نے جو بھی کہا وہ تمام تجربہ کیا ہوا حق ہے۔ہم نے اب تک چونسٹھ (٦٤) گرنتھ لکھے ہیں۔ہم نے جو علم کہا وہ سن کر دوسروں نے بھی چار گرنتھ لکھے تھے۔وہ چونسٹھ گرنتھ جو ہم نے لکھے تھے اور وہ چار گرنتھ جو دوسروں نے لکھے تھے وہ سب ہم ہی نے چھپوایا تھا

۔تمام اڑسٹھ(٦٨) گرنتھوں میں بھی تھوڑا بہت اللہ کے نشان کے متعلق علم ہونے کی وجہ سے،ان گرنتھوں پر اللہ کے نشان کا شکل وتصویر ہونے کی وجہ سے اور کیوں کہ ہم نے صرف ایک مرتبہ ان گرنتھوں کو چھوا، اللہ کی طاقت وہ گرنتھوں میں بھی مکمل طور پر داخل ہوئی ہے۔

سوال: آپ یہ کس طرح ثابت کرسکتے ہیں کہ آپ کے پاس بنی ہوئی گرنتھوں میں اللہ کی طاقت موجود ہیں؟

جواب: آپ نے سوال میں جو ثابت کا لفظ استمال کیا اس کو تلگو زبان میں نرپن(Nirupan) کہتے ہیں۔اس کا معنی یہ ہے کہ جس کا روپ یا شکل نہیں ہوتا ہے۔علم جس کا کوئی شکل وصورت نہیں ہے اس کو نرپن یا ندرشن کہنا ہم لوگوں کو نہمعلوم ہونے پر بھی ہو رہا ہے۔وہ علم کو ہم نے اپنے دماغ میں قائم کرلیا ہے جو ندرشن اور نرپن ہے۔لہذا، ہم ایک بار دیکھیں تو ہمارے گرنتھوں میں پوری طاقت یا قدرت بس جا رہے ہیں۔اگر آپ اس کا نرپن چاہتے ہیں یعنی اس کا سبوت چاہئے تو ایک ایسے شخص کو لیتے ہیں جو بہت تکلیف اٹھا رہا ہو۔ہم لوگوں میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اعمال کا احساس کتنا رہتا ہے یعنی ایک عمل(کرم) کتنا تکلیف (دکھ یا درد) دیتا ہے اور کتنے دیر تک وہ تکلیف رہتا ہے وہ صرف احساس کرنے والے کو ہی معلوم رہتا ہے مگر کسی اور کو وہ معلوم نہیں ہوتا۔اس لئے ایک کام کرتے ہیں کہ ایک گھنٹہ تکلیف اٹھانے والے شخص کو لیتے ہیں جسے ہم جانتے ہو۔اتنا ہی نہیں بلکہ ایسے شخص کو لیتے ہے جو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے بہت ہی تکلیف اٹھاتا ہو اور اس کو دیکھتے ہی دوسروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ بہت ہی تکلیف پا رہا ہے۔ہمیں ایسا شخص تو مل سکتا ہے کہ جس کی تکلیف باہر نظر آتی ہو مگر وہ ایک یا دو گھنٹے کا تکلیف اٹھانے والا ہے یا نہیں؟ یہ بات معلوم نہیں پڑتا ہے نا!۔

اسی لئے ایک یا دو گھنٹے کی درد رہنے کے لئے ایسا شخص برابر ہو جائے گا جسے بچھو نے کاٹا ہو کیوں کہ اس کا درد ہ ضرور ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے رہتا ہے۔

اور وہ شخص جسے بچھو نے کاٹا ہو زہر کے درد کو برداشت نہ کر پا کر، اس کا تکلیف اٹھانا بھی خوب ظاہر ہوتا ہے۔ بعض بچھوؤں کے زہر سے بہت ہی درد ہوتا ہے اس وجہ سے ہی جو لوگ اسے بھگت رہے ہیں وہ بہت ہی تکلیف پڑتے ہیں۔ ان کا درد بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بچھو کاٹنے سے کم از کم اس درد کا احساس (Anubhav) ایک گھنٹہ سے دو گھنٹوں تک یا تین گھنٹوں تک رہتا ہے۔ یعنی بچھو کاٹنے سے جو درد ہوتا ہے اس درد کے برابر کا کرم (عمل) دو گھنٹے یا تین گھنٹے سے زیادہ نہیں رہتا ہے۔ اب وہ درد یا تکلیف کو یا تو وہ شخص پورا بھگتنا پڑے گا یا تو اسے اللہ کو معاف کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالی معاف کرنا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طاقت وہ شخص کے کرم (یعنی درد یا تکلیف) کو پورا جلا دینے سے وہ شخص اس کے اپنے کرم یا تکلیف بھگتنے سے بچ جاتا ہے۔

سوال: آپ نے اب جو بھی کہا، کیا اس بات کا کوئی روشن دلیل ہے یعنی کیا وہ شاستر بدھ ہے؟ یا صرف یوں ہی (اندھے پن سے) بتا رہے ہیں؟

جواب: ہم پہلے بھی کہہ چکے کہ **"ہم ایسی بات کبھی نہیں بتاتے جو شاستر بدھ (علمی طور پر) نہ ہو"** ۔ اگر ہماری بات کی سبوت علمی طور پر چاہیئے تو اوّل اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا میں گیان یوگ باب کی ۳۷ شلوک میں اس طرح کہا ہے دیکھئے۔

شلوک: یتھیے دھام سِ سمدھو گنِ بھسم ساتکرو تے رجن ۱
گنانا گنِ سرو کرمانِ بھسم ساتکرو تے تتھا ۱۱

مطلب: " لکڑیاں آگ میں گرے تو جس طرح وہ جل کر راخ ہو جاتے ہیں اسی طرح علم

کہلانے والی آگ میں کرم (عمل) کہلانے والے لکڑیاں جل کر راخ ہو جاتے ہیں۔'' سو، جیسے بھگوت گیتا میں کہا اس کے مطابق علم کی آگ جہاں بھی ہوتی ہے وہاں کے عمل (کرم) کے لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ شاستر بدھ سے، علم سے بنی ہوئی برحم، کال، کرم، گن چکر کہلانے والی اللہ کے نشان میں علم کی آگ موجود ہونے سے وہ اپنے دائرے کے اعمال کو جلا دیتی ہیں۔ دو گھنٹے یا اس سے بھی ذیادہ دیر تکلیف دینے والے بچھو کے زہر کی درد کو پہچان کر، اس جگہ پر اگر ہمارے گرنتھوں میں سے کوئی بھی گرنتھ جس پر اللہ کی نشان کی تصویر ہے رکھنے سے اس کا درد چار یا پانچ منٹوں میں نکل جاتا ہے۔ جس جگہ پر بچھو کاٹنے کا درد ہے وہاں ہماری گرنتھ رکھتے ہی (فوراً) جس طرح لوہے سے مقناطیس (magnet) چپکتا ہے اسی طرح گرنتھ (اس جگہ پر) چپک جارہا ہے۔ جب ایسا چپک لیتا ہے تب اس کو تھوڑا طاقت استمال کر کے کھینچ نے پر بھی وہ گرنتھ اُکھڑ کر نہیں آتا۔ اس طرح چپکا ہوا گرنتھ تقریباً پانچ چھ منٹوں کے بعد ہی اکھڑ کر آتا ہے۔ اس کا پورا کرم جل کر جب اس کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے تب وہ گرنتھ اُکھڑ کر آرہی ہے۔ اس سے سمجھ میں یہ آرہا ہے کہ تب تک (یعنی وہ پانچ چھ منٹ) وہ علم کی آگ جو گرنتھ میں موجود ہے اس شخص کے عمل (کرم) کو جلا رہی ہے جسے وہ بھگت رہا تھا۔ یہ تجربہ کیا ہوا حق ہے۔

کہہ سکتے ہیں کہ اگر دو گھنٹوں کا عمل (کرم) جلنے کے لئے تقریباً چار سے پانچ یا چھ منٹ کا وقت لگا تو اس سے بھی کم والے عمل کو اور بھی جلدی جلا دیتا ہے۔ ذیادہ یعنی چند مہینہ یا سال بھوگت نے کا عمل جلانے کے لئے ذیادہ وقت لگے گا۔ اس کے نرپن کے لئے یعنی یہ سابت کرنے کے لئے مثال کے طور پر بچھو کاٹے ہوئے لوگوں کو اللہ کی نشان سے ان کے گناہوں (پاپ) کو چند منٹوں میں ہی جلا سکتے ہیں۔ یہ ظاہرا نرپن ہے۔ ایسے کئی واضح واقعات

ہیں جس میں بہت سے لوگ ہمارے گرنتھ اپنے جسم پر رکھ کر ان کے اپنے اعمال جلا لئے ۔ وہ شخص جس نے اللہ کا نشان پہنا ہو یا وہ لوگ جو اللہ کی نشان پر یقین (ایمان) رکھتے ہیں ان کے اعمال کو وہ خود جلا لئے اس طرح کے واقعات کئی ہیں ۔ جب ہم نے اللہ کی گرنتھوں کی روشنی میں یہ کہا کہ اللہ کا نشان نروپ (niroop) ہے یعنی اس کا کوئی شکل نہیں ہے لیکن اس کو روپ (شکل و صورت) میں لایا جا سکتا ہے وہی اللہ کا نشان ہے اور وہ تمام مذاہبوں کا ہے مگر وہ کسی ایک مذہب سے بھی تعلق نہیں رکھتا، تو وہ لوگ جنہیں ہماری باتیں سمجھ میں نہیں آئے فیس بک پر مذاق اُڑایا اور کہا کہ ہم اللہ کے گرنتھ کے خلاف بات کر رہے ہیں ۔ آپ لوگ خود ذرا یہ سوچ لیجئے کہ ہم نے کہی ہوئی علم کی آگ اور اللہ کی طاقت آپ کے پاس ہے کیا؟ ۔عمل (کرم) جلنے کا طریقہ خود اپنے آنکھوں کے سامنے دیکھنے کے باوجود بھی بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے گرنتھوں میں کچھ تو مایا (جادو) یا منتر (mantr) ہے ۔ اچھا چلئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے لکھی ہوئی ہندوؤں کے گرنتھوں میں مایا منتر ہو سکتا ہے لیکن کیا آپ لوگ یہ کہہ پائیں گے کہ وہ مسلموں کی گرنتھ "**قرآن میں چھوپے ہوئے موتیاں**" میں بھی مایا منتر (جادو) ہے؟ جو ۳۳ عمر کی ایک مسلم عورت نے لکھا ہے ۔

جب چھوٹا سا، زہریلا کیڑا ایک عورت کے سینے پر گلے کے نیچے کاٹا تو اس کے زہر کے اثر سے سوج آ کر، جلن ہو رہا ہے تو اس نے "**قرآن میں چھپے ہوئے موتیاں**" گرنتھ جو اس وقت اس کے قریب تھی اس جگہ پر رکھ دیا جہاں پر کیڑے نے کاٹا اور وہ (گرنتھ) مظبوطی سے اس کو چپک لیا اور تھوڑی دیر کھینچے کے بعد بھی وہ نہیں اُکھڑا ۔ یہ سب کچھ اپنے آنکھوں سے

دیکھے ہوئے لوگ بھی موجود ہیں۔اورانہوں نے وہ منظر کو مجھے دکھانے کے لئے موبائل فون میں کھینچ کر لا کر دکھائے۔قرآن میں چھپے ہوئے موتیاں یہ گرنتھ عربی ،اردو،انگلیش ،تلگوں زبانوں میں ہے۔جب وہ گرنتھ اس (عورت) کو چپک لیا تھا تب اس نے زور لگا کر کھینچ نے پر بھی وہ گرنتھ اکھڑ کر نہیں آیا۔جب وہ اسے زور سے کھینچ رہی تھی تو اس کا ہاتھ پھسلا تب گرنتھ پھسلنے کی آواز سنائی دے رہا ہے لیکن وہ اکھڑ کر نہیں آیا۔یہ سب آپ لوگوں کو نیا دکھ رہا ہوگا پھر بھی یہ سو کے سو فیصد حق ہے۔جب ہم نے گرنتھ کی علم کی اہمیت اور اللہ کی نشان کی طاقت کے بارے میں بیان کیا تو جن لوگوں نے سنا ان میں سے بہت سے لوگ اپنے آپ گرنتھوں کو لیکر ان کو جس جگہ درد ہے وہاں رکھ کر وہ خود اپنے اعمال جلا لئے۔اب تک ہم نے خود کسی پر بھی یہ آزمائش (Experiment) نہیں کیا۔جنہوں نے کیا تھا وہ کہنے پر ہم نے سنا اور ویڈیو (Video) نکال کر دکھانے پر ہم نے دیکھا۔ہم جو بھی کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے یہ معلوم ہونے کے لئے آپ لوگ ان تصویروں کو ۸۶ پیج میں دیکھ سکتے ہیں جس میں کس طرح گرنتھ جسم سے چپک لئے۔

اللہ کے گرنتھوں میں کہیں بھی زرا سا ملایا ہوا میل ہو سکتا ہے مگر ہمارے گرنتھوں میں جہالت کا میل ہو یا اپنے خیال سے بنا کر ملایا ہوا میل ہو بالکل نہیں رہتا۔ہم تو اللہ کی علم کی عزت کرو کہنے والے ہیں مگر بے عزت کرو کہنے والے نہیں ہیں ۔ہم ایک مذہب سے متعلق نہیں بلکہ تمام مذاہبوں میں جہاں لوگ (اصلی) معنی کو غلت معنی طریقے سے سمجھ لئے وہاں پھر سے (صحیح) معنی کہنا ہی ہمارا ارادہ یا مقصد ہے۔نہ ہم کبھی ایک مذہب کا سمرتھن (تایئد) کرتے ہیں نہ اسمرتھن۔لیکن بعض لوگ ہمارے بلند ارادے کو سمجھے بغیر ہمیں بھی سخت سست کہنے کے

ارادے سے بات کرتے رہتے ہیں۔ ہر کوئی اپنے مذہب کے بارے میں ذیادہ بولنا اور دوسروں کے مذہب کے بارے میں کم تر کر کے بات کرنا ہو رہا ہے۔ ایسے لوگ سب کا اللہ ایک ہی ہے یہ بات بھول کر کہتے ہیں کہ ایک ایک مذہب کا ایک ایک اللہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ تنگ ذہن کے ہیں مگر وسیع ذہن کے نہیں ہیں۔ مذہب پر ان کی محبت ہی انہیں جاہل کر رہی ہے۔

مذہب سے محبت کرنے والا شخص، دوسرے مذاہبوں کو گالی گلوچ کرنا ہی نہیں بلکہ وہ اس گرنتھ کی حقیقت ہی نہیں سمجھ پا رہا ہے جسے وہ اپنی اللہ کی گرنتھ کہتا ہے۔ اور وہ اس طرح کر رہے ہیں کہ اپنی گرنتھ کے جملوں کی صحیح مطلب نہ جانتے ہوئے، اس جملہ سے غلت معلومات اکھٹا کر کے، پھر وہی معلومات کو اپنے جماعت کے سب لوکوں کو تعلیم دیکر، سب کو گمراہ کر کے، سب کو دُکھ میں دھکیل رہے ہیں۔ حق کو بتا کر جب یہ کہا کہ اس کا استمال مت کرو تو اس کا استمال نہیں کرتے مگر یہ نہیں سوچتے کہ اس کا استمال کب منا کیا گیا ہے۔ اگر کوئی اس طرح کہا کہ جب بیمار ہوتے ہو تب اس (چیز) کا استمال مت کرنا، تو اس بات کو ٹھیک سے نہ سمجھتے ہوئے جب بیمار نہیں ہے تب بھی اس کا استمال نہ کرنا عقل کم کا کام نہیں ہے کیا!۔

اسی طرح قرآن گرنتھ میں اللہ نے ایک کہا تو اسے انہوں نے نہ سمجھ سک کے دوسرے قسم سے سمجھنا ہوا۔ اس شرط (condition) کے وجہ سے کہ جیسا بزرگِ مسلمان کہتے ہیں ویسا ہی باقی مسلمان سننا چاہئے، جو بات ایک بزرگ (بڑے) کو سمجھ میں آئی وہی بات سب لوگوں میں پھیل رجا رہی ہے۔ اس طرح اگر ایک خاص شخص غلت راہ پکڑ لیں تو باقی سب لوگ غلت راہ میں جانے کا موقع ہے۔ قرآن کے معاملے میں یہی ہوا۔ سورح ۲ آیت

۱۸۷میں جو پیغام فرمایا گیا وہ آج تک کسی کو سمجھ میں نہیں آیا ہے کہہ سکتے ہیں۔ وہاں اللہ نے ایک چیز کو منا کیا تو آج اللہ نے جسے منا کرنے کے لئے کہا اسے منا کئے بغیر، غلتی سے اور ایک چیز منا کر لئے۔ اس طرح کرنے کی وجہ سے وہ غلتی جسے کیا ہی نہیں ہے اس کا سزا سب بھوگتے جیسا ہوا۔ اللہ نے قرآن گرنتھ میں چند جملوں میں بہت ہی کھلے طریقہ سے بیان کر رہا ہوں ، بہت ہی تفصیل سے بتا رہے ہیں، کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں (تا کہ تم اسے سمجھ سکو) اس طرح اللہ نے کہا تھا۔ اس کے باوجود یہ معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ اتنی چھوٹی سی بات لوگوں کو کیوں سمجھ میں نہیں آیا۔ ایسا سمجھ میں آ رہا ہے کہ ایک طرح سے یہاں سب لوگوں کو خود اللہ نے ہی جان بوجھ کر غلت راہ پکڑا دیا یعنی گمراہ کیا۔

سورح ۲ کی آیت ۱۸۷میں جس بات سے شروع کیا وہ ایسا ہے کہ سب کو سمجھ میں آ جائے گا۔ پورا جملہ جس بات سے شروع کیا وہی بات بتایا۔ جملہ کے آخر میں بھی شروع کی ہوئی بات کے بارے میں بتاتے ہوئے آیت کو ختم کیا۔ اس جملے میں ایسا کچھ نہیں ہے جو چھپا کر ہو یا ڈھانک کر کہا ہو۔ اوپر سے یہ علمِ باطن (متشابہات) بھی نہیں ہے۔ جملے میں جو بھی کہا گیا وہ تمام علمِ ظاہر (محکمات) ہی ہے۔ ایسی صورت میں جب ،وہ جملے کے معاملے میں پورا سماج یعنی چند کروڑوں کے تعداد میں اللہ نے کہی ہوئی بات کو چھوڑ کر، اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جو اس سے تعلق ہی نہیں رکھتی۔ اس طرح وہ بات پورے سماج میں پھیل جانے کی وجہ سے سب کو پسند ہو یا نہ ہونے پر بھی وہ کنڈشن (condition) پر چلنا پڑا۔ اس ڈر سے کہ وہ اللہ کا حکم یا فرمان ہے سب ویسے ہی چل رہے ہیں جیسے اپنے بڑوں نے کہا۔ ایسے چلنے سے اللہ کے معاملے میں کچھ فائدہ ہے کیا؟ اگر اس بات پر غور کریں تو جو بات اللہ نے نہیں کہی اس پر عمل

کرنے کی وجہ سے اور اللہ نے جو فرمایا اس بات کو چھوڑ دینے کی وجہ سے اللہ کی علم کی اور اللہ کی بات کی خلاف برتاؤ کئے جیسا ہو رہا ہے۔اس وجہ سے اللہ کے قریب ہونے کی بجائے اللہ سے دور ہونا ہو رہا ہے۔جب علمِ ظاہر میں ہی اتنی بڑی بھول ہوئی ہے تو علمِ باطن میں اور بھی بڑی بھول ہونے کا موقع ہے۔

یہ سب ہمیں اس لئے کہنا پڑا! کیوں کہ ہم اس مقصد سے کہ 'ہمارا' 'تمہارا' کہنے کا مذہبی زکر کئے بغیر سب انسان ایک ہی ہے اور سب کا اللہ بھی ایک ہی ہے، وہ کوئی بھی مذہب کیوں نہ ہو جنہوں نے اللہ کی بات کو ٹھیک سے نہ سمجھا ہو، انہیں جاگ اُٹھا کر تم نے یہاں پہ غلت سمجھا ہے اس طرح کہنا ہی ہمارا فرض یا ذمہ داری کی طرح رکھ لئے۔لہذا، ہم تین گرنتھوں کی باتیں تفصیل کے ساتھ، علمی طریقے سے اور عقلی طور پر بتا رہے ہیں۔کہنے تک ہی ہماری ذمداری ہے۔ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جنہوں نے سنا وہ سب میری بات پر چلے۔جن لوگوں نے اللہ کی علم کو سنا ان کا راہِ علم میں جانا یا راہِ جہالت میں جانا اس بات کا فیصلہ تو اللہ خود کرے گا جسے وہ پسند کرتا ہے ان لوگوں کو راہِ علم میں بھیجتا ہیں، جسے وہ پسند نہیں کرتا انہیں راہِ جہالت میں بھیجتا ہیں۔اس معاملے میں کسی بھی انسان کا شمولیت (involvement) نہیں رہتا۔پورا اللہ کی مرضی پر ڈپینڑ (depend) ہو کر رہتا ہے۔انسان کی شردھا اور عقل کے مطابق ہی اللہ اس پر رحم کرتا ہے۔

ہمارے یہاں نہ مذاہبوں میں فرق ہے نہ فرقوں میں۔اسی لئے ہم نے ایک اشتہار میں کہا کہ " **مذاہب منع ہے، حرام ہے۔فرقے بے بنیاد، اَشاستریے(ashastreey)**

ہے۔جن کے ارادے یا خیالات فرقے بازی اور مذاہبوں سے پرے ہیں وہ ہمارے انجمن ''پرابودھا محفلِ خدمت'' میں شامل ہو جائیے''۔ کئی لوگ جنہوں نے ہمارا علم سنا ہمارے پاس آنا ہوا۔اسی لئے سب مذاہب والے ایک رسی پر اصلی اللہ کی علم میں ہے۔

سوال: مسلمان اور عیسائی اس طرح پوچھ سکتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا نا! کہ اگر اللہ کی علم کو ٹھیک سے سمجھ کر اس کے مطابق چلیں گے تو علم کی آگ میں کرم یعنی گناہ جل جائیں گے۔اور یہی بات آپکی علم کے پاس صاف ظاہر ہو رہی ہے۔تو کیا ہم صحیح علم کے راستہ پر چلیں گے تو ہم کو بھی ایسی طاقت حاصل ہو سکتی ہیں؟اور ہمارے اندر کے اعمال بھی جل جائیں گے کیا؟اس طرح تو ہمارے قرآن میں ہو یا ہماری بائبل میں ہو کہیں بھی نہیں کہا گیا۔تو آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

جواب: اچھا سوال پوچھا آپ نے۔اور اس کا جواب بھی بہت اچھا ہے، دیکھیئے۔قرآن گرنتھ میں کئی موقعوں پر فرمایا گیا کہ اللہ تمہارے اعمال معاف کرنے والا ہے۔اتنا ہی نہیں بلکہ سب لوگوں کو یہ بات یاد رہنے کے لئے قرآن میں ہر سورح کے شروعات میں **''شروع ہے اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے''** رہتا ہے اور بڑا رحم والا، بڑا معاف کرنے والے اللہ کے نام سے شروع ہے ایسا ہر ایک قرآن میں رہتا ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ اگر ہم اللہ سے طلب کریں تو وہ ضرور ہمارے گناہ معاف کر سکتا ہے۔یہی نہیں بلکہ قرآن گرنتھ میں سورح ۳۹ کی ۵۳ آیت میں بھی معافی کے بارے میں کہا ہے۔**(۳۹-۵۳) ''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی روحوں پر ذیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔**

بے شک اللہ سارے گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔'' اسی طرح سے کئی آیات میں کئی موقعوں پر فرمایا تھا کہ اللہ رحمان ہے اور غفور ہے۔

اس کے مطابق یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تمام مسلمانوں کو جو زمین پر ہے اللہ نے بھروسہ دیا کہ میرے علم پر چلنے والے لوگوں کے گناہوں کو میں ختم کر دوں گا یا معاف کر دوں گا۔ اور معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کی علم کو معلوم کر کے اگر اس پر عمل کر سکے تو چاہے کتنے بڑے گناہ گار کیوں نہ ہو اللہ انہیں معاف کر دیگا۔ اور معلوم ہو رہا ہے کہ ویسے شخص کو اللہ کی علم گناہوں کو جلا دیتی ہے۔ یہ بات اللہ نے کہا ہے۔ لہذا، وہ بات تمام لوگوں پر لاگو ہوتی ہے۔ ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی ہے۔ اللہ کا علم تمام لوگوں پر لاگو ہوتا ہے۔ صرف لوگوں کو یاد دلانے کے لئے ہی تینوں گرنتھوں میں گناہوں کی معافی کے بارے میں کہنا پڑا۔ لیکن ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ الگ الگ مذاہبوں میں الگ الگ بخشش (معافی) ہوتی ہے۔ چاہے کونسی بھی اللہ کی گرنتھ کی بات ہو وہ تمام انسانوں پر لاگو ہوتی ہے یعنی تمام لوگوں کے لئے ہے۔

دوسری اللہ کی گرنتھ میں بھی یعنی بائبل میں بھی خاص کر چار خوشخبریوں میں اللہ نے کہا کہ وہ گناہوں کو معاف کرے گا۔ وہاں پر کہی ہوئی بات کو بھی عیسائی ٹھیک سے نہیں سمجھے۔ اللہ کا جملہ ایک قسم کا علم بیان کیا تو انسان اللہ کی اس بات کو نہ سمجھ سک کے الگ قسم سے بیان کر لے رہے ہیں۔ متّی خوشخبری باب ۲۶ جملہ ۲۸ میں اس طرح سے ہے، دیکھئے۔ **(متّی ۲۶-۲۸)** **''یہ میرا خون ہے جو بہتیروں کے گناہوں کے معافی کے لئے بہایا جا رہا ہوا عہد کا خون ہے''**

۔اس جملہ میں **عیسیٰ** یا یسوع نے میرا ''**عہد کا خون**'' کہا تو اس کو عیسائیوں نے وہ خون سمجھا جو عیسیٰ کے جسم کے اندر ہے۔اس جملہ میں صاف طور پر بہتیروں کے لئے بہایا جارہا عہد کا خون کہنے کے باوجود وہ اس جملے کو غلت راہ میں سمجھ لئے۔جس طرح قرآن گرنتھ کی (۲-۱۸۷) آیت میں رات کے وقت کھاؤ، پیئو اور صبح کے وقت روزہ رکھو، یہ ایک جملہ جس طرح پورے آیت کو گمراہ کر دیا اسی طرح 'بہایا جارہا ہوا' یہ ایک لفظ سارے عیسائیوں کو گمراہ کر دیا۔آج عیسائیوں میں بھی بہت سے عقل مند موجود ہیں۔پھر بھی ان کی وہ عقل صرف دنیوی چیزوں میں استمال ہو رہی ہے مگر اللہ کی جملے میں استمال نہ ہوسکی۔'' بہایا جا رہا ہوا ''اس طرح حال(present tense) کے جملے کو کہا تو اسے ماضی میں یعنی گزرا ہوا زمانہ کے جملہ کی طرح سمجھ لئے۔ یہ بات جب کہا تھا تب نہ یسوع کو صلیب ڈالا گیا تھا نہ ان کا خون بہا تھا۔انگور (grape) کا رس دے کر یہ آپ کے لئے تین سالوں سے بہایا جارہا ہوا عہد کا خون ہے کہا تھا۔ عہد کا خون میں جو عہد ہے اس کو تلگو زبان میں **نِ بندھن**(nibandhan) کہتے ہیں۔**نِ بندھن کا خون** سے مراد یہ ہے کہ یہ وہ علم ہے جس پر کوئی قید یا پابندی نہیں ہے۔

اس جملے میں یہ کہا کہ تین سالوں سے لوگوں کے واستے اس (علم) کو بہا رہا ہوں۔ عیسائی اس جملے میں 'عہد یا **نِ بندھن**' کہلانے والی لفظ کو پورا چھوڑ کر صرف **عیسیٰ** کے خون کے بارے میں بیان کر رہے ہیں۔اس نے (عیسیٰ نے) میرے علم سے تمہارے گناہ معاف ہوں گے کہا تو وہ لوگ ان کے خون سے ہی گناہ معاف کئے جائیں گے کہہ رہے ہیں۔اس طرح ہر مذہب میں بھی اللہ کے جملوں کو غلت سمجھ لئے۔اس طرح عیسائیاں یسوع کہی ہوئی علمِ باطن کو ظاہر سے سمجھ لئے تو مسلمان ظاہری آیات کو ظاہر سے بھی صحیح معنی سے نہیں سمجھ پائے۔اس طرح

غلت معانی سے سمجھ کر اللہ کی علم کو غلت راہ میں عمل کریں گے تو کیسے علم کی طاقت آئے گی ؟ اور اعمال کیسے جل جائیں گے؟۔

اللہ نے انسانوں کے لئے اپنی علم کو تین طریقوں سے بتا کر ،اسی (علم) کو تین گرنتھوں کی طرح بنا کر دینا ہوا۔اللہ براہِ راست (directly) کسی سے بات (کلام) نہیں کرتا۔اسی لئے ایک بار آسمانی آواز (آکاش وانی) کے ذریعے اپنا علم کہلوایا۔اس طرح بتائی گئی علم ''جَ پَ رَ(Japara)'' نام سے تین یوگوں تک انسانوں کے درمیان باتوں کی صورت میں اور گانوں کی صورت میں رہتی تھی ۔جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ویسے ویسے لوگ اس (علم) کو بھول کر،غلت عمل کرنا شروع کر دئے یعنی یگن کرنا،خیرات کرنا ،وید کا پارا ین کرنا ،تپ یا تپسیا کرنے کی آدت ڈال لئے۔ویسی حالات میں اللہ اپنا بھیس بدل کر خدا کی صورت میں آکر ،ابتدا میں جو علم آسمانی آواز کے ذریعے کہا تھا وہی علم کو'' **بھگوت گیتا** '' کی شکل وصورت میں ہندوستان میں کہنا ہوا۔پھر تین ہذار سال کے بعد اسرائیل ملک میں اللہ ہی پھر سے بھیس بدل کر آکے اپنا علم بتایا۔لیکن اسکو ایسا نہیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ نے خود انسانوں سے بات کیا کیوں کہ یہاں پر اللہ،اللہ کی طرح نہیں بلکہ انسان کے مانند الگ بھیس میں آکر بولا ہے۔اس طرح ایک آواز (وحی)،دوسرا رسول یا فرشتہ کے جیسا آکر کہا تو آخری تیسرے طریقہ میں پردہ کے پیچھے سے جبرائل کے ذریعے اپنا علم کہلوانا ہوا۔بعد میں کبھی بھی علم کہیں تو بھی یہی تین طریقوں کے ذریعے ہی کہنا چاہئے ۔یہ تین طریقوں کے ذریعے ہی میں اپنا علم بتاؤں گا کہہ کر اللہ نے'' **آخری اللہ کی گرنتھ** '' میں سورح ۴۲ کی آیت ۵۱ میں فرمایا تھا۔

اس طرح اللہ نے کائنات کے ابتدا سے لیکر کلِ یوگ تک ایک بار،بعد میں کلِ یوگ

میں، اب سے ۵۰۰۰ سال پہلے ایک بار، پھر ۲۰۰۰ سال پہلے ایک بار، پھر ۱۴۰۰ سال پہلے ایک بار اپنا علم بتا کر، وہی علم کو گرنتھ کی شکل وصورت میں دیا تھا۔کل یوگ میں تین بار بتائی گئی علم کو تین گرنتھوں کی طرح دیا تو انسان اسے ٹھیک سے نہ سمجھ سک کے، اپنے آپ کو بڑے علم والے (عالم) سمجھ کر، تین مذاہبوں میں بدل جا کر، اللہ نے کہی ہوئی ایک ہی علم کو پکڑ کے ہمارا علم الگ ہے، تمہارا علم الگ ہے کہہ رہا ہے۔اللہ کا مقصد تو صرف لوگوں کو علم بتانا ہی ہے۔اسی وجہ سے وہ اپنے تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کے ذریعے لوگوں کے بیچ آ کر، خراب ہوئی یا بگڑی ہوئی اپنی علم کو صحیح کرنے کے لئے وہ (لوگوں سے) اس طرح کہے گا کہ تم لوگ اس طرح سے یہاں پر (اس آیت میں یا شلوک میں یا جملے میں) غلت سمجھ رہے ہیں وہاں (اس آیت میں یا شلوک میں) اللہ نے اس مطلب یا معنی سے نہیں کہا جیسا تم لوگ سمجھ رہے ہو۔ایسا بتانے کے باوجود بھی وہ لوگ مذہب کو آڑھے رکھ کر ایسا کہتے ہیں کہ ہمارا علم بولنے کے لئے تم کون ہوتے ہو؟ ہمارا علم ہم خوب جانتے ہیں۔اس طرح انسان ایسی جہالت کی حال پر پہنچ گیا کہ وہ اللہ کی ہی مخالفت کر رہا ہے۔پھر بھی اپنے مقصد پر ڈٹے رہنے والے وکرمارک(vikramark) کی طرح اللہ اپنی علم کو زمین پر بتا کر ہی جائے گا۔جس نے اس کو پہچانا یا سمجھا وہ مبارک (خوش قسمت) ہے، جس نے نہیں پہچانا وہ بدنصیب ہے۔جب ایسے لوگ موجود ہیں جو اللہ کی بات کی ہی انکار کرتے ہیں تو ہمیں اس بات پر امید نہیں ہے کہ وہ ہماری بات مانیں گے۔پھر بھی میں جو علم جانتا ہوں اس علم کو بتانا ہی میرا فرض ہے اور میرا دھرم بھی۔

حال ہی میں 31-7-2015 اس دن، اللہ کے نشان کے بارے میں ہمارا بیان تقریباً دو گھنٹے چلا۔جنہوں نے بیان سنا وہ لوگ باہر بول لئے تو ایک مسلم نے ہمیں ''فیس بک''

پر اعتراض کرنا ہوا۔ان کی اعتراض اور ہمارا جواب دونوں کو نیچے شامل کر رہے ہیں، دیکھئے۔

(شک وشبہ) قادر:-(یہ پیغام فیس بک کے ذریعے بھیجے تھے) ترائت سدھانت کی تبلیغ کرنے والے اللہ کی نشان کو قرآن کی روشنی میں سابت کرنے کا قدم اٹھا کر بہت بڑی غلتی کی ہے۔سورح ۲۲ کی ۳۱ آیت میں ایسا ہے کہ ’’اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا آسمان سے نیچے گرا ہوا شخص کے برابر ہے۔اب یا تو اسے پرندے آچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی ‘‘۳۲ آیت اس طرح ہے کہ

’’(جب اللہ کی توحید کو ماننا ہی حق ہے تو) ‘‘اگر کوئی اللہ کی نشانیوں کی عزت وحرمت کر رہے ہیں تو وہ صرف ان کی قلبوں کی پرہیز گاری کی وجہ سے ہی‘‘۔

نوٹ: اللہ کے نشانات یعنی اللہ کی عطات اور بلندی کو بتانے والے احکام سمجھا جاتا ہے۔وہ حج ہے۔اس میں حج کے متعلق احکام دئے گئے۔حج کے احکام میں کعبہ اور طواف ہے۔صفا اور مروۃ کے درمیان سئی ہے۔اور قربانی ہے۔اسی لئے کعبہ، صفا اور مروۃ پہاڑ، قربانی جانور یہ سب اللہ کے نشانوں کی طرح قرار کئے گئے۔ان کی عزت کرنا ہیں۔

ترائت سدھانت کی تبلیغ کرنے والوں کی دماغی حالت کیا ہے وہ اس ۲۲-۳۱ جملے میں ہے۔وہ اس حالت کی اثر کے وجہ سے ہی کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہے۔اور کہتے ہیں کہ اللہ نازل ہوگا یعنی زمین پر آئے گا۔اور وہ اللہ ہی شری کرشن ہے کہتے ہیں۔اللہ کے نبی موسیٰ ہی شری کرشن ہے کہتے ہیں۔کہتے ہیں کہ ’بھگوت گیتا‘ پڑھئے۔اور ’آخری اللہ کی کتاب قرآن میں علمی جملے‘ پڑھئے۔وہ نشان جو انکے پیشانی پر ہوتا ہے اس کو اللہ کا نشان کہتے ہیں۔کہتے ہیں کہ

وگرہ (vigraha) اور پرتما (pratima) الگ ہے ۔ ان لوگوں کو مینٹل کہتے ہیں جو عقلی طریقے سے ان کی مختلف عقائد کو کاٹتے ہیں ۔جس طرح تیز ہوائے زمین پر پڑے ہوئے چیزوں کو اُدھر ادھر اُڑا لے جاتے ہیں اسی طرح وہ اصلی معبود کو چھوڑ کر، شری کرشن ہی اللہ ہے کہہ کر سابت کرنے کی بے بنیاد کوشش میں کنفیوزن (confusion) میں پڑے ہیں۔ان لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں جو علم نہیں رکھتے ۔۲۲-۳۱ جملے کے روشنی میں ان کے دماغی حالت پر ترس آتا ہے۔ چلئے ،ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ اِن لوگوں کو حق کو سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔اس طرح انہوں نے لکھا۔اب اس پر ہمارا جواب دیکھئے۔

شک وشبہ کا دور کرنا: اسی مقصد سے ہم نے چند آیات تفسیر کی کہ جہاں پر لوگوں نے اللہ کی گرنتھ میں اللہ کی بات کو صحیح سے نہیں سمجھا وہاں پر صحیح سمجھ دلا کر، اللہ کی بات پر چلنا چاہئے ۔تمام دنیا کے لئے ایک ہی مالک (اللہ) ہے سوائے اس کے کوئی دوسرا اللہ نہیں ہے۔گھر کا مالک ایک ہی ہے۔ وہ اللہ ایک ہی ہے جو پورے کائنات کا مالک اور حکمران ہے۔یہی طریقہ ہم تعلیم دے رہے ہیں اس کے سوا ہم نے کہیں پہ بھی نہیں کہا کہ دوسرا کوئی اللہ ہے۔زمین پر انسان اپنی نادانی کی وجہ سے چند سماجوں (قوموں) کی طرح الگ ہو گئے ۔چاہے لوگ کتنے بھی قوموں کی طرح رہے سب کا اللہ تو ایک ہی ہیں۔تو بعض قوم (socities) اس بات کو مانتے ہے یا قبول کرتے ہیں اور بعض قوم قبول نہ کرتے ہوئے ان کی نادانی سے اللہ کے کئی روپ اور کئی نام بیان کر رہے ہیں ۔ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ '**اللہ ایک ہی ہے**' ان کو ہمارے تعلیمات سے کچھ کام نہیں ہے کیوں کہ وہ حق جانتے ہیں اسی لئے ان کو ہم بتانے کی ضرورت نہیں ہیں ۔ جو لوگ زمین پر اللہ ایک ہی نہیں ہے کہتے ہیں ان لوگوں کو اللہ ایک ہی ہیں کہتے ہوئے اور وہ اللہ نے کہی ہوئی

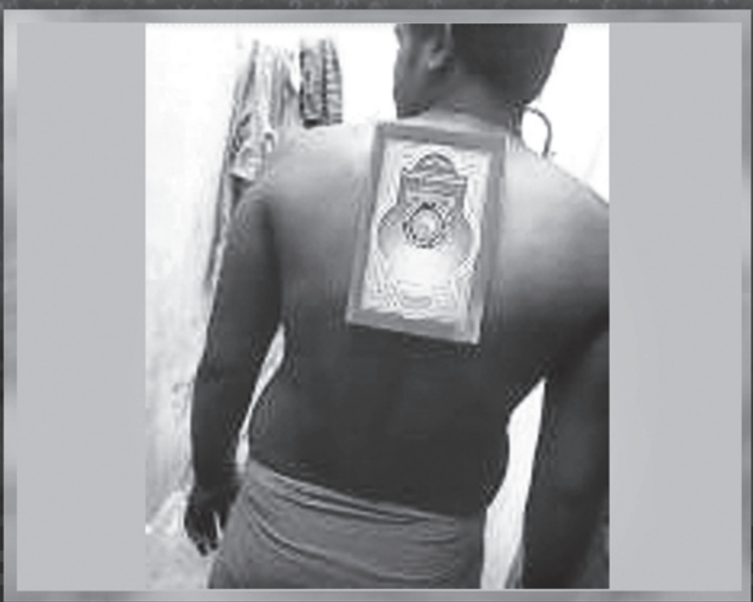

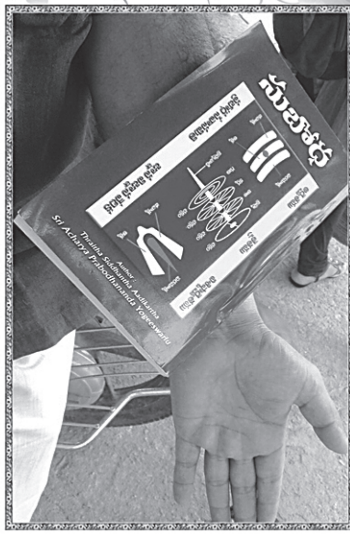
Author:
Thraitha Siddhantha Aadikartha
Sri Acharya Prabodhananda Yogeeswarulu

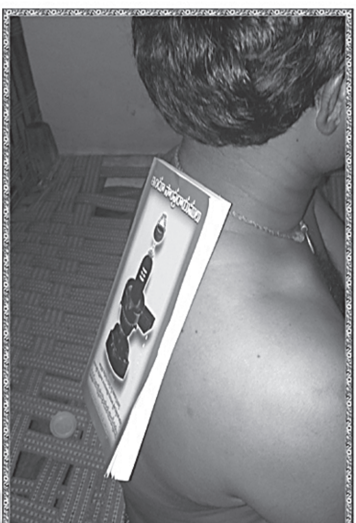

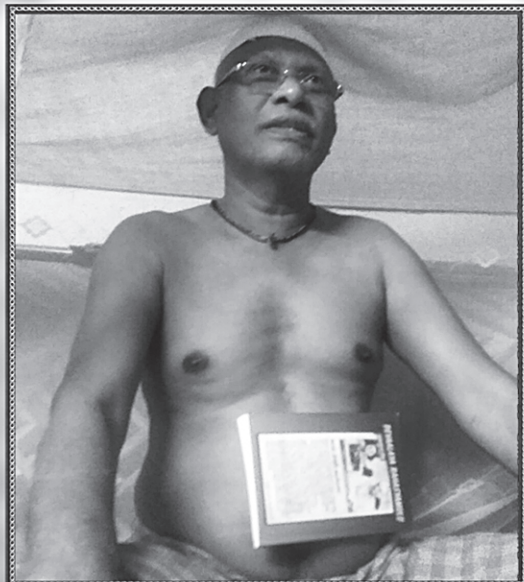

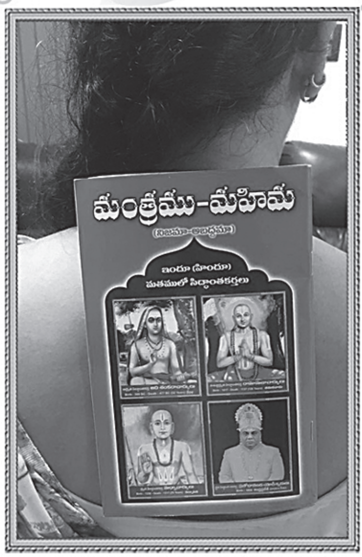
మంత్రము-మహిమ

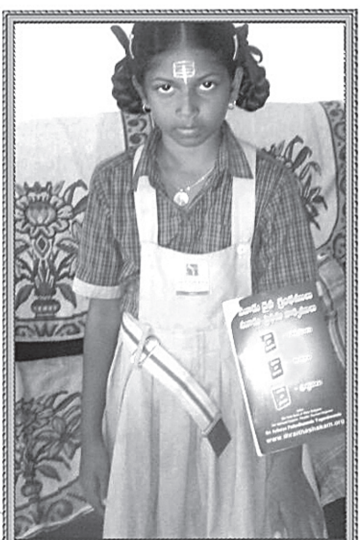

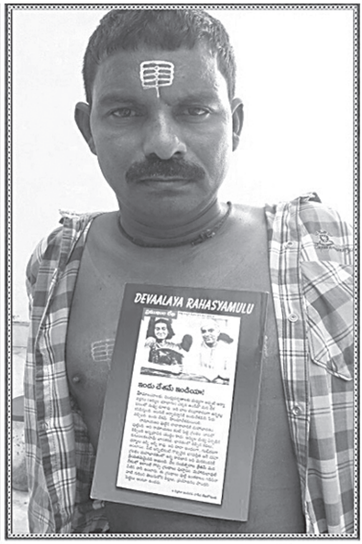
DEVAALAYA RAHASYAMULU

అంతిమ

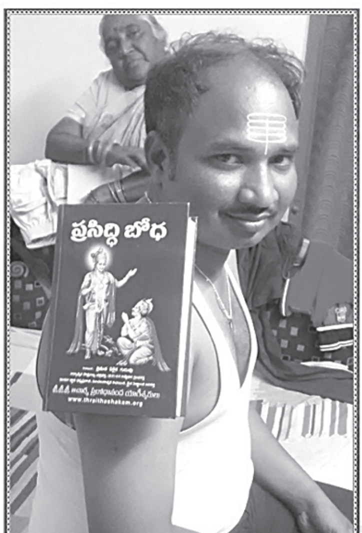
ప్రసిద్ధి బోధ
www.thraithashakam.org

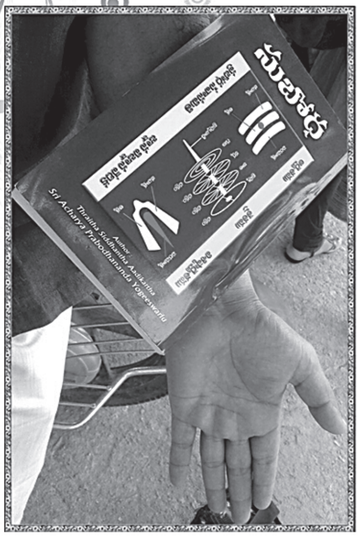
Author:
Thraitha Siddhantha Aadikartha
Sri Acharya Prabodhananda Yogeeswarulu

శ్రీకృష్ణుడు
దేవుడా! భగవంతుడా!!

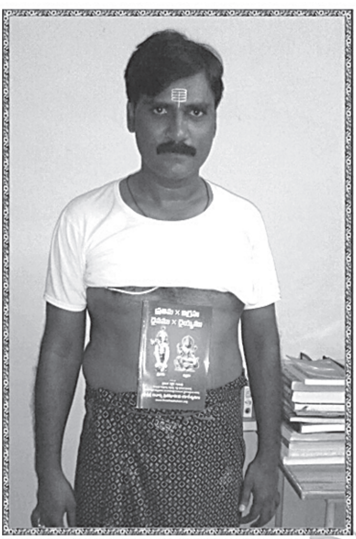

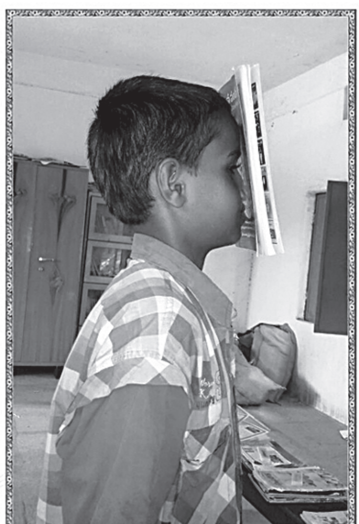

కల్వరి టెంపుల్
నేడు రక్షకుడు మీ కొరకు పుట్టియున్నాడు.
2015

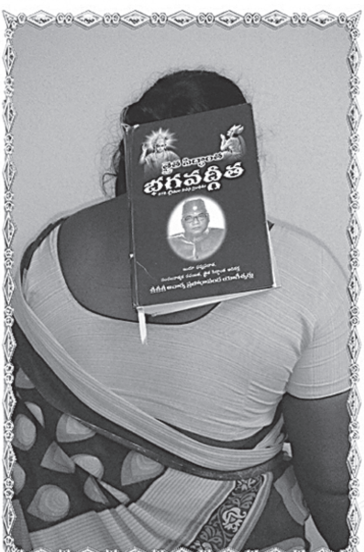
భగవద్గీత

దేవుని ముద్ర

ప్రసిద్ధి బోధ

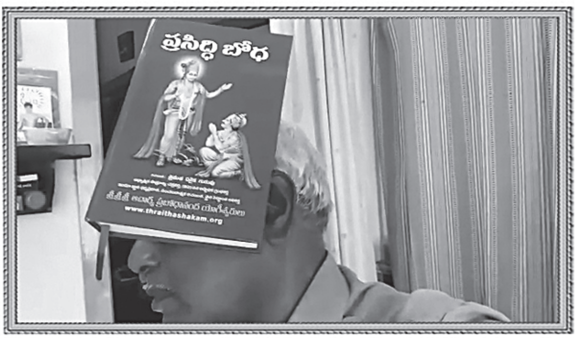
ప్రసిద్ధి బోధ
www.threithashakam.org

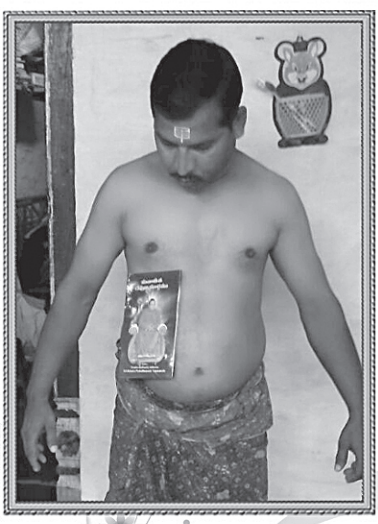

భగవద్గీత
www.thraithashakam.org

అంతిమ
దైవగ్రంథములో
జ్ఞాన వాక్యములు
www.thraithashakam.org

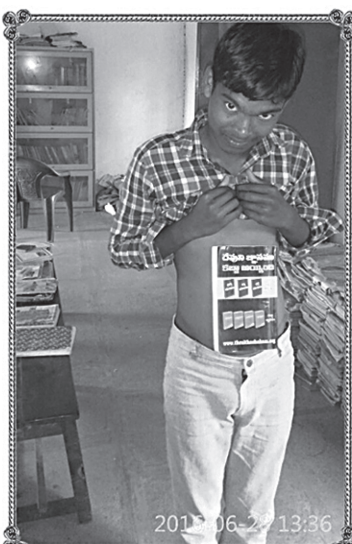

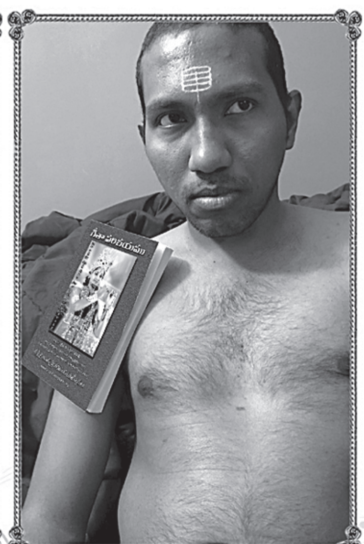

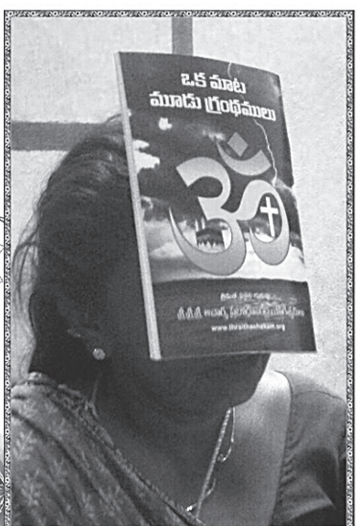
ఒక మాట
మూడు గ్రంథములు

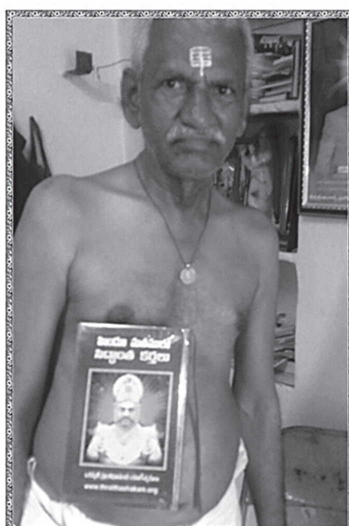

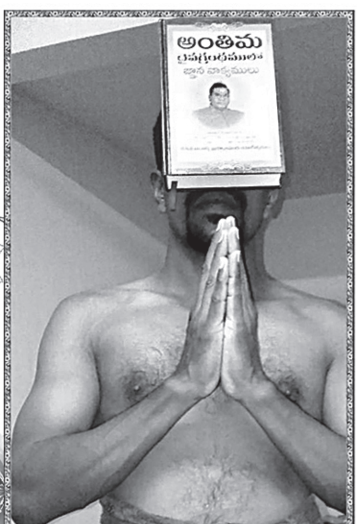
అంతిమ

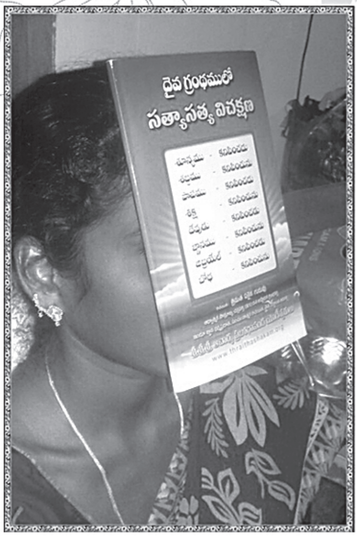
దైవ గ్రంథములో
సత్యాసత్య విచక్షణ

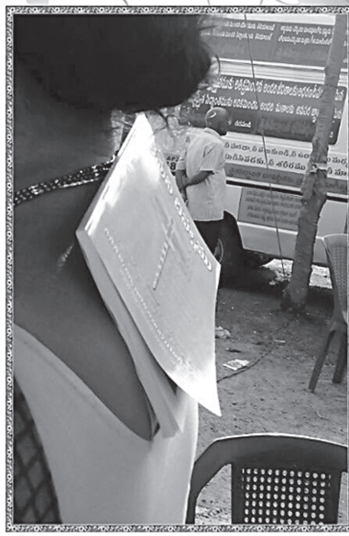

గురు ప్రార్థనామంజరి

الہی جملوں کو جن لوگوں نے صحیح طریقے سے نہیں سمجھا انہیں اللہ کی علم کی بلندی کو بتانے کے لئے ہم نے ''**بھگوت گیتا کو**'' سمجھایا۔لیکن وہ ہندو جنہیں ہماری تفصیل سمجھ میں نہیں آئی (ہمیں) کہا کہ تم ہندو ہی نہیں ہو، ہندو کے جیسا رہتے ہوئے بھگوت گیتا کے پردہ میں دوسرے مذاہبوں کا تبلیغ کر رہے ہو کہہ کر ہم پر الزام لگائے۔ ہندوؤں نے بہت اعتراض کیا۔ وہاں گیتا میں ہم نے اللہ کی وحدانیت اور اس کے متعلق علم ہی بیان کیا تھا۔ ہمارے علم میں ریشنالٹی (سمجھداری) ہے اور اس کے لائق علمی دلیل ہے۔

پھر تھوڑا وقت گزر جانے کے بعد ہندو مذہب کے بعض عالم (جو اللہ کی علم رکھتے ہیں) ہمارے ہاتھ لکھی گئی بھگوت گیتا پڑھ کر، اس علم کی تشریح دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ پھر وہ ہمارے پاس آکر ''اِندو علمی پلیٹ فارم'' کے نام سے ایک انجمن تیار کر لے کے ہم نے جو علم کہا اسی کو اعلی کہتے ہوئے تبلیغ کر رہے ہیں۔ میں خاص طور پر کہنا یہ چاہتا ہوں کہ! میری پیدائش ہندو مذہب میں ہوئی لیکن میرے لئے مذہب اہم نہیں ہے صرف اللہ کا علم ہی میرے لئے اہم ہے۔ سب مذاہبوں میں بھی ایسے کئی لوگ موجود ہیں جو اللہ کے لئے اور اللہ کے علم کے لئے تڑپ رہے ہیں ۔ ان لوگوں کو اللہ نے جو علم دیا وہ معلوم نہیں ہوا ہے سو ایسے لوگوں کو اللہ کی علم کیا چیز ہے بتانے کے لئے ہم نے قرآن گرنتھ کی چند آیات کی تفصیل لکھنا ہوا۔ اسلام سماج میں سب لوگ اس بات پر گہرا یقین وایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اللہ کی یکتائی پر ایمان رکھنے والوں میں سے مسلمان پہلے والے ہیں۔ اس لئے اُنہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ 'اللہ ایک ہی ہے'۔ لیکن اگر وہ ایک بات ہی لوگوں کو ضرورت ہے تو اللہ کو اُتنی بڑی قرآن کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تو قرآن گرنتھ کے آیات بعض مذہب کے بزرگوں کے

علاوہ باقی لوگ نہیں جانتے ۔ہم نے اس مقصد سے **"آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے"** نہیں لکھا کہ اللہ کے جملے مسلمانوں میں بعض لوگوں کو بتانا چاہئے بلکہ باقی ہندواور عیسائیوں کو بھی آخری اللہ کی گرنتھ قرآن کی علم کی مذہ معلوم ہونا چاہئے (اس مقصد سے ہی اس کتاب کولکھنا ہوا)۔تو بعض مسلمان جنہوں نے وہ گرنتھ پڑھی خوش ہوکر،ان کےسوسائٹی کے ذریعے چھاپا ۔**"خدا اسلامک سپر چیول سوسائٹی"** کے ذریعے انہوں نے گرنتھ پبلش کی۔وہ سوسائٹی کے خواہش یا طلب کے مطابق ہم نے اور بھی چند گرنتھ لکھ کر دینا ہوا۔بعض مسلم بزرگوں نے تو کہا کہ ہرطرح سے ہمارے تعلیمات بہت ہی بڑھیا ہیں اور کہیں بھی اللہ کے خلاف ہو یا قرآن کے خلاف بالکل نہیں ہیں۔تو بعض لوگ جو ہمارے گرنتھوں کی علم نہیں سمجھ پائے وہ بغیر فارورڑتھنکنگ (forward thinking) کے،صرف انہی کے سوچ کے دائرے میں ہمارے تحریروں کوغلت پکڑرہے ہیں۔ہم جو بتارہے ہیں اگراس کوتھوڑا صبر سے پڑھیں گےتو وہ بھی ضرور مان جائیں گے۔**ہم جو کہہ رہے ہیں وہ آج،کل اور ہمیشہ کے لئے حق ہے**۔سو،سب لوگوں کو اِسی راہ پر آنا ہوگا،امید کرتے ہیں کہ ضرور آئیں گے۔

میں ایک مذہب کا مرشد نہیں ہوں۔میں تو صرف اللہ کے جملے سمجھا کر،سنانے کے لئے آیا ہوا شخص ہوں۔میں نے ایسا بھی نہیں کہا کہ سب لوگوں کو میری بات ہی ماننا پڑے گا۔ اللہ تم لوگوں کو جدھر چلاتا ہے اُدھر جا سکتے ہو۔جو عیسائیاں میرے تعلیمات سنیں وہ میرے پاس آکر بائبل کی صرف چار خوشخبریوں کی علم سن سکے۔انہوں نے کہا کہ ہمارے کہنے کے بعد ہی خوشخبروں کا حقیقی علم معلوم ہوا ہے۔پھر وہ خوس ہوکر،عیسائیوں میں بعض لوگ **"خوشخبری عیسائی سوسائٹی"** کے نام سے ایک سوسائٹی بنا کر اس کے ذریعے جو علم ہم نے کہا اس کو گرنتھوں کی شکل

میں چھاپ کر وہ خود تبلیغ کر لے رہے ہیں۔ وہ تین مذاہبوں کے لوگ جنہوں نے ایک جب ہمارے تعلیمات کے خلاف بات کی بعد میں ہمارے تعلیمات کی حقیقت سمجھ کر یہی صحیح علم ہے کہتے ہوئے آج اسی علم کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ الٰہی کتابیں بھگوت گیتا، بائبل اور قرآن میں جو اللہ کا علم ہے اس کے خلاف نہ ہم نے کہیں کہا اور نہ لکھا۔ ہمارے تعلیمات عقلی ہے اور علمی بھی ہے۔ (یہ بات یاد رکھیں کہ) اگر اللہ کی آیت کے خلاف لکھیں یا کہیں تو اللہ اور فرشتے سب لعنت بھیجتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ یا پاپ لگتا ہے کہہ کر قرآن گرنتھ (۲-۱۶۱) آیت میں اللہ نے ہی فرمایا ۔ اور اللہ کی علم کے خلاف بات کرنے والے کو یہ یوگ (yug) میں ہو یا آنے والے یوگوں میں ہو گناہ کی بخشش (معافی) نہیں ہے کہہ کر بائبل کی متّی خوشخبری باب ۱۲ جملہ ۳۲ میں کہا ہے۔ اور بھگوت گیتا میں بھی دیئواسر سم پدو بھاگ یوگ (daivasur sampadwibhaga yog) باب کی شلوک ۲۰ میں اللہ نے کہا کہ وہ شخص جو اللہ کی علم کے خلاف ہے اور غلت مطلب یا معانی بتا تا ہے اس کو جاہلوں کی طرح پیدا کر کے، ہر جنم جنم میں بر باد کر کے، اس کے ساتھ ایسا کروں گا کہ اسے میرا علم کا کنارا تک نہیں ملے گا۔ یہ سب کچھ جاننے والے ہم جہاں غلت مطلب ہے وہاں اسے ٹھیک (صحیح) کر کے، تفصیل سے سمجھا کر باقی لوگوں کو جہالت کی راہ میں جائے بغیر بتانا چاہئے سمجھے تھے۔

آج ہم نے تین گرنتھوں کی علم کو گرنتھ کی شکل میں لکھے ہیں۔ اس طرح لکھنے کی وجہ سے کونسی گرنتھ میں (اصل میں) کیا بتایا گیا ہے یہ بات ہر ایک مذہب والے کو معلوم ہو جائے گا۔ ہمارے ہاتھ لکھی گئی **''آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے''** اس قرآن گرنتھ کی علم کو دس ہذار ہندو پڑھ پائے۔ جن لوگوں نے پڑھا وہ لوگ اس بات سے تعجب ہو رہے ہیں کہ قرآن میں اتنی

عظمت والی علم ہے کیا! اور اس کو دیکھ کر وہ خوش ہو رہے ہیں۔تو بعض لوگ بدنصیبی کی وجہ سے ہمارے علم کو پورا دیکھے بغیر، ہم جو کہہ رہے ہیں اس کو سمجھے بغیر ہی، انہیں ایسا لگا رہا ہے کہ ہمارے خلاف ہم جہالت کی تعلیم دے رہے ہیں۔فی الحال ہم آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں سورح ۲۲ کی آیت ۳۲ میں اور سورح ۵ کی آیت ۲ میں جو پیغام ہے اس کے مطابق اللہ کے نشان کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ہم نے جو تفسیر لکھا ہے وہ مہینہ ستمبر ۲۰۱۵ میں باہر آئے گا۔تو (اس سے پہلے ہی) ہم کیا کہہ رہے ہیں اس کو دیکھے بنا ہی اور ہما ی تفصیل پڑھے بنا ہی ہمیں اعتراض کرنے والے رہنا بدقسمتی ہے۔میں نے یہ کب کہا کہ تم لوگوں کو میری بات پر چلنا چاہئے۔تم لوگوں کو میں وہی بتا رہا ہوں جو اللہ نے مجھے بتایا۔اگر تم لوگوں کو اچھا لگا تو میری بات سنو، اگر پسند نہیں آیا تو چھوڑ دو۔مسلم سماج کو معلوم ہونے کے لئے ہم نہیں لکھ رہے ہیں۔ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ خاص کر قرآن گرنتھ میں کیا ہے یہ بات عیسائی سماج اور ہندو سماج کو معلوم ہو۔

ہمارا مقصد یہی ہیں کہ اللہ کی کلام کو اللہ کی عزت شکست ہوئے بغیر دوسروں کو بتانا ۔اچھا میں ان لوگوں سے پوچھ رہا ہوں جو مجھے اعتراض (criticise) کر رہے ہیں کہ تم لوگ اپنے آپ کو اللہ کے علم کے معاملے میں مکمل جاننے والے سمجھ رہے ہو زرا ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھ لیجئے کہ وہ سچ ہے یا نہیں؟ ایسے دیکھ لینے میں تو کوئی غلتی نہیں ہے نا!۔یہ یاد کر لیجئے کہ وہ اللہ کے نشانیاں جو تم لوگ بتا رہے ہو وہ (خود) تم لوگوں نے سمجھ لیا ہیں مگر اللہ نے ان کے بارے میں کہیں بھی نہیں کہا تھا۔زرا ایک بار دیکھ لیجئے کہ تم لوگ جو چیزوں کو اللہ کے نشانیاں کہہ رہے ہو کیا وہ عبادت (بھکتی) کے نشانیاں ہے یا اللہ کے نشانیاں؟۔اور (کرشن کی بات کریں تو) ہم نے کرشن کو اللہ نہیں کہا ہے، خدا یا بھگوان کہا ہیں۔جب کہ اللہ میں اور خدا میں بہت فرق ہے تو پھر

یہ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرشن اللہ ہیں!۔ وگرح(vigraha) اور پرتما(pratima) کی بات کریں تو وگرح الگ ہے اور پرتما الگ ہے۔اور ہم نے کبھی نہیں کہا کہ پرتما یا وگرح اللہ ہے!۔ اللہ کا نشان وہ ہے جو اللہ سے تعلق رکھتا ہے مگر اللہ کے نام پر قربان کرنے والے دنیوی چیزیں ،کام اور جانوروں کو اللہ کے نشانات کہنا صحیح ہے کیا؟۔ وہ سب انسان کے عبادت یا بھکتی کے نشانیاں کہلاتے ہیں مگر اللہ کا نشان نہیں۔ مجھے اعتراض کرنے سے پہلے تم لوگ یہ کیسے سمجھ رہے ہو کہ جو علم تم جانتے ہو وہ اللہ قبول کریگا؟۔ایک بار۲-۱۸۷ آیت کو پورا پڑھ کر دیکھئے۔ پھر فیصلہ کر لیجئے کہ وہاں تم لوگ غلت سمجھ لئے یا نہیں؟۔اسی طرح ایک بار خود اپنے آپ سے سوال کر لیجئے کہ کیا۶-۹۱ آیت کی پوری جانکاری رکھتے ہیں یا نہیں؟۔ مجھے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے(آپ اپنے دل میں ہی)ہاں! ہمیں معلوم ہوا ہے! کہہ کر(تم لوگ)اطمنان پا لئے تو کافی ہے ۔ایسا ہی اگر 6-95،6-98 آیات کا بھی تفصیل معلوم ہوا تو ہم بھی خوش ہوں گے۔ اگر تمہیں یہ لگا یا سمجھ میں آ گیا ہے کہ تم نہیں جانتے ہو تو پھر اس کا حقیقی علم اللہ کے پاس ہی ہے۔اس لئے اللہ سے ہی طلب کیجئے کہ اس کے بارے میں تمہیں بتائے۔ جب نہیں جانتے ہو تو یہ مت سمجھنا کہ میں جانتا ہوں کیوں کہ(اسے)اللہ قبول نہیں کرتا۔

آخر میں ہم یہ پوچھ رہے ہیں کہ! سورح ۲۲ کی آیت ۳۱ جملے کے مطابق آپ نے ان لوگوں کے بارے میں بتایا جو آسمان سے نیچے گر گئے۔ وہ کوئی بھی ہو اسے نیچے گرنا ہی پڑیگا جسے اللہ نے نیچے دھکیل دیا ہو۔ یہاں اللہ نے جملے میں ’آسمان‘ فرمایا تو ہم آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ کو سمجھ میں آیا کہ وہ آسمان سے کیا مراد ہے؟۔اور آیت میں فرمایا کہ نیچے گرے ہوئے شخص کو آسمان کے پرندے ہو یا ہوا ہوا اڑا کر لے جائے گی۔ جو شخص آسمان میں

ہے اسے آسمان میں بسر کرنے والے پرندے، ہوا (زمین پر نیچے گرنے سے پہلے ہی) اُڑا کر لے جانے کے بجائے زمین پر گرا ہوا شخص کو ہی لے کر جانے کی وجہ کیا ہے؟۔ کیا آسمان کے پرندے، ہوا کا تفصیل جانتے ہے؟۔ علمِ باطن کو ظاہری طور پر سمجھنا ہی بڑی غلتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو ظاہری طور پر انسانوں کو پرندے اُڑا کر لے جانا، کیا ایسا کبھی ہو سکتا ہے؟

سورح ۱۵-۲۹ آیت میں **''اللہ نے ایک انسان کے پتلے کو بنا کر اس میں جب اپنی روح ہی پھونکا تو جو تیار ہوا اس کے سامنے تمام فرشتے سجدہ کیئے، تم بھی سجدہ کرو جو انسان ہو''**۔ اس طرح اللہ ہی جبرائل کے ذریعے کہا تو ہم اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے ،اس طرح کہنا اللہ کی بات کی انکار انہیں ہے کیا!۔ کیا اس کو اللہ کی علم پر چلنا کہتے ہیں؟۔ کیا ہم نے کہیں بھی اللہ کی بات کی انکار کی ہے؟ اگر اللہ کے معاملہ میں غلتی کریں تو وہ (بات) ہماری ہی کیوں نہ ہو غلتی ہی ہوگا۔ ہم یہی ارادہ یا نیت سے ہیں کہ اللہ کے معاملے میں ہم سے کوئی غلتی نہ ہو۔ اگر ہم نے کہیں بھی غلتی کیا ہو تو ہمیں ضرور بتائیگا، ہماری غلتی ہم سدھار سکتے ہیں کیوں کہ ہم اللہ کی ڈر رکھتے ہیں۔

عبدل قادر اُماری نام کے ایک شخص نے بھیجی ہوئی چند تنقیدوں (critiques) کا جواب ہم اس طرح دے رہے ہیں۔ اگر ہم تھوڑے حد تک تو جواب نہیں دیں گے تو باہر ایسا دکھنے کا موقع ہے کہ ہم نے ہی غلتی کی۔ ہم جب اللہ کی راہ میں صحیح ہے تو ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم سے سوال کرنے والے کہاں پہ غلت سمجھ لئے یہ تو ہمیں بتانا ہی پڑے گا۔

سوال: قرآن کریم ۱۴۰۰ سال پہلے تمام جہانوں کا مالک اللہ کے طرف سے آخری نبی محمدؐ پر نازل

ہوئی آخری گرنتھ ہیں۔

ہم: قرآن گرنتھ ۱۴۰۰ سال جب، جبرائل نے آسمان سے آکر کہا تو نبی ۲۳ سال سن سکے۔ ۲۳ سال کے بعد، نبی پردہ فرمانے کے بعد، پھر چند وقت کے بعد ہی قرآن گرنتھ کی شکل میں بنی۔ قرآن اللہ کی گرنتھ ہی ہیں پھر بھی کچھ بھی خود سے نازل نہیں ہوا۔ نام سے دیکھیں گے تو قرآن آخری گرنتھ ہی ہیں لیکن وہ اپنے سے پہلے، ۳۶۰۰ پہلے پیدا ہوئی اوّل اللہ کی گرنتھ 'تورات' کی علم کی ہی تصدیق کی۔ یہ بات جاننے کے لئے قرآن میں (5-43، 5-44، 5-46، 5-48، 5-68، 5-62) آیات دیکھئے۔

قادر: عیسیٰ یا یسوع خداوند ہے، اللہ کا بیٹا ہے اور پاک روح ہے اور گنہ گاروں کے لئے صلیب پر مرا ہے۔ آپ ایسی باتوں پر یقین کر کے اپنی آخرت کی زندگی برباد مت کیجئے؟

ہم: یہ صرف مذہب پر نفرت سے کہی ہوئی بات ہے۔ عیسا کے بارے میں آپ صرف اُتنا ہی جانتے ہیں۔ لیکن وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے اور کہاں گیا ہے اور ان کے پیچھے جو راز ہے وہ سب کچھ ہم صاف صاف جانتے ہیں۔ اسی لئے آپ کی بات کو علمی بات کی طرح حساب میں نہ لیتے ہوئے مذہب کے طرف سے کی ہوئی بات کی طرح قرار کر رہے ہیں۔

سوال: کیا؟ آپ کی نظر میں جنت اور دوزخ یہی ہیں؟ کیا آپ لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اصلی اللہ پر یقین رکھ کے، اس کے علم کے مطابق زندگی گزارنے والے، پریشانیوں کے بنا آرام سے جی رہے ہیں۔ کیا آپ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ خونی، بدکار، گنہ گار، حق پر نہ چلنے والے یہاں پر تکلیف کی زندگی جی رہے ہیں؟۔ لیکن یہاں پر تو نیک انسان تکلیف اٹھا رہے ہیں، اور گنہ گار عیش و آرام کی زندگی جی رہے ہیں؟

ہم: یہ حق ہے کہ جنت و دوزخ یہی پر ہے۔اور یہ بھی سچ ہے کہ علم والے (عالم) اور نیک انسان تکلیفیں اٹھانا اور گنہ گار خوشی سے جینا۔انسان نے پچھلے جنم میں جو کیا تھا وہی وہ اِس جنم میں بھگت رہا ہے۔یہ جنم میں جو کیا اس کا نتیجہ آنے والے جنم میں بھگتے گا۔یہی بات قرآن میں ایسا لکھا ہوا ہے دیکھئے۔(54-52,53) (52)**''یہ جو کچھ کرتے ہیں وہ سب اعمال نامہ (کرم پتر) میں درج ہیں''،(53)''اسی طرح ہر چھوٹی بڑی بات بھی لکھی ہوئی ہے''(41-46)''اگر کچھ نیک کام کرے تو وہ اس کا بھلا کرتا ہے۔اگر کچھ برا کام کیا تو اس کا گناہ کا اجر بھی اسی پر گرے گا۔تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے''۔**

(57-22)''انسان پر آنے والی ہر مصیبت چاہے وہ زمین میں آئی ہوئی ہو یا خود تمہارے جانوں پر آئی ہوئی ہو تمہیں پیدا کرنے سے پہلے ہی وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔یہ کام اللہ پر آسان ہیں''۔یہاں پر ان آیات کو دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہو رہا ہے ہیں کہ انسانوں کو عمل (کرم) کے بارے میں صحیح سے سمجھ میں نہیں آیا۔زمین پر اللہ کو معلوم ہوئے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے۔اور یہ بات جان لیں کہ اگر ایک نیک شخص تکلیفیں اٹھا رہا ہے اور گنہ گار عیش و آرام پا رہا ہے تو وہ سب (یعنی وہ سکھ دکھ) اسکے پیدا ہونے سے پہلے پچھلے جنم میں درج کئے گئے اعمال کے وجہ سے ہی ہے۔اور اسی کے مطابق ہی اب (یعنی اس جنم میں) نیک انسان کو بھی مصیبتیں آسکتے ہیں۔جو پنر جنم پر ایمان نہیں رکھتے انہیں کرم کے بارے میں سمجھ میں نہیں آئے گا۔''**پنر جنم کا راز**'' گرنتھ پڑھئے جو ہم نے لکھا ہے۔اور بھی بہت کچھ ہیں جو آپ کو سیکھنا ہے اور قرآن گرنتھ سے سمجھنا ہے۔

قادر: کیا آپ یہ یقین کرتے ہیں؟ کہ بائبل گرنتھ میں متّی خوشخبری 34-10 میں اس طرح ہے۔ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرنے آیا ہوں، تلوار ہی ہوں مگر صلح کرانے میں نہیں آیا ہوں۔ یسوع نے تلوار کا زکر کیوں کیا؟

ہم: ہم کیوں یقین نہیں کرتے (بے شک اس بات پر ایمان رکھتے ہیں)!۔ جن کو وہ جملے کی معنی صحیح سے سمجھ میں نہیں آیا ان کو یہی لگے گا کہ یسوع نے فساد کا بڑھاوا دیا۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بہت علم بسا ہوا ہے جنہیں وہ جملہ صحیح معنی کے ساتھ سمجھ میں آیا۔ تلوار کا معنی کاٹنے والی کے ہے۔ یسوع نے جس تلوار کا زکر کیا وہ عام تلوار نہیں ہے۔ وہ علم کی تلوار ہے۔ عیسیٰ نہ وہ خواہشات یا منّتیں پورا کرنے کے لئے آئے جو انسان طلب کرتے ہیں نہ انکی صلح کرنے کے لئے آئے ۔ وہ تو وہ علم کی تلوار لوگوں کو دینے کے لئے آئے تھے جو بھو بندھنوں (bhavabandhan یا جنم یا کرم کے بندھن) کو توڑتی ہے اور گناہوں کو کاٹ دیتی ہے۔ مگر انسان کے خواہشات، دعائیں پورا کرنے نہیں آئے تھے۔ تو ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ آپ نے (اس جملے کے معنی کو) ایسا کیوں نہیں سمجھا کہ لوگوں کو دنیوی خواہشات اور ان کے اعمال سے چھوڑا کر، ان کے اپنے اعمال کاٹنے کی علم کی تلوار دینے کے لئے یسوع آیا ہے۔

قادر: لوکا خوشخبری 49-12 میں اس طرح ہے۔ میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں۔ اگر بھڑک چکی ہوتی تو اچھا ہوتا۔ کیا آپ مانتے ہے کہ یسوع انسانوں میں آگ لگانے آیا ہے؟

ہم: وہ کہتے ہے نا کہ چور کو چوری کی فکر، طوائف کو فاحشگی کی فکر اس طرح آپ کیوں آگ کہتے ہی ظاہری آگ سمجھ رہے ہیں؟ ایسے کیوں نہیں سمجھ سکتے کہ وہ علم کی آگ ہے۔ یسوع نے اس

طرح چاہا کہ اب تک ہی انسانوں میں علم کی آگ بھڑک کر لوگ اپنے اعمال کو جلا لینا چاہیئے۔

قادر: قرآن یا بائبل ان دونوں میں اللہ کی گرنتھ کونسی ہے؟۔ مسلمان تو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ زبور، تورات اور انجیل اللہ کے گرنتھ ہیں۔ اور قرآن اس سے پہلے آئے ہوئے گرنتھوں کی تصدیق کرتی ہیں۔ ان گرنتھوں کی پیغام کو حق کہتی ہے۔

ہم: قرآن کریم، بائبل پاک اور پاک بھگوت گیتا یہ تین بھی اللہ کے گرنتھ ہی ہیں۔ آپ نے خود کہا کہ 'تورات اور انجیل کو قرآن تصدیق کرتی ہیں' کیا آپ کو یہ نہیں معلوم کہ انجیل یعنی بائبل اور تورات یعنی بھگوت گیتا ہے؟۔ اور زبور، گرنتھ نہیں ہے۔ زبور، اللہ کا تعلیم ہے جو گرنتھ کی شکل میں نہیں لکھی گئی۔ یہ معلوم ہونے کے لئے پچھلے کی تاریخ معلوم ہو کر رہنا ضروری ہے۔ اگر تاریخ نہ جانتے ہوئے کسی نے یوں ہی کہہ دیا تو اس بات کو سننا نہیں چاہیئے یا یقین نہیں کرنا چاہیئے۔

قادر: قرآن کریم میں کئی مرتبہ اس طرح فرمایا کہ یہ گرنتھ تمام جہانوں کے مالک اللہ کے طرف سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن بائبل میں ایسا کم از کم ایک جگہ بھی زکر نہیں آیا کہ وہ نازل ہوئی گرنتھ ہے۔ اوپر سے اس کو تحریر کہا ہے۔

ہم: قرآن گرنتھ کو جبرائیل نے جو بڑے علم والے ہیں، محمدؐ کو ۲۳ سال کہنا ہوا۔ نازل ہونا کا معنی یہ ہے کہ ایک ہی بار پیدا ہونا یا ایک ہی بار آنا ہے۔ بائبل گرنتھ کو انسان کہنے پر بھی اس میں سے چار خوشخبریں یسوع نے خود کہا۔ وہ چار خوشخبریں جو یسوع نے کہا چار شخصوں نے لکھا تھا۔ جس طرح شہنشاہِ اکبر بھیس بدل کر پھرا تھا، اسی طرح جب اللہ اپنا بھیس بدل کر زمین پر پھرتا ہے تو اس کو 'اللہ' نہیں کہنا چاہیئے۔ سورح 89-21,22 آیات میں کہا کہ 'اللہ نازل ہوتا ہے' یا اللہ زمین پر اُترتا ہے۔ اللہ زمین پر اللہ کی طرح نازل نہیں ہوتا ہے، خدا کی صورت میں نازل (پیدا)

ہوتا ہے۔کرشن اور عیسیٰ (یسوع) دونوں کے جنم (پیدائش) خدا کے جنم ہی ہے۔وہ انسان جیسے دکھتے ہیں لیکن وہ انسان نہیں ہے ویسے بول کر وہ اللہ بھی نہیں ہے۔وہ نہ انسان ہے نہ اللہ ان دونوں کے درمیان صرف خدا کی طرح رہتے ہیں۔خدا الگ ہے اور اللہ الگ ہے۔

قادر: بھگوت گیتا کہتی ہے کہ بُت پرستی یا مورتِ پوجا جاہلیت ہے اور بائبل کہتی ہے کہ بتپرستی اللہ کے غصے کے حق دار بناتی ہے۔اور قرآن کہتی ہے کہ معاف نہ کئے جانے والی گناہ تپرستی ہے۔بدپرستی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ہم: بُت پرستی کی مخالفت کرنے میں آپ سے پہلے ہم ہیں۔تو پرتما (pratima) کی عزت کرتے ہیں مگر ہم نے کہیں بھی نہیں کہا کہ پرتما اللہ ہے۔خدا کی ہو بہ ہوشکل کو پرتما کہتے ہیں۔زمین پر خدا کے اوتار دو ہی ہے۔ایک شری کرشن اور دوسرا عیسیٰ۔عیسیٰ کو عیسائیاں بھی پرتما کی طرح نہیں رکھ لیتے۔اس لئے صرف کرشن کی صورت ایک ہی پرتما ہے۔پرتما بھی انسانوں کے ہاتھ ہی بنائے جانے پر بھی اور وگرہ (vigraha) کے مانند پتلے کی طرح رہنے پر بھی پرتما میں اور وگرہ میں بہت فرق ہے۔پرتما میں دیوتائے نہیں رہتے۔لیکن وگرہ میں دیوتائے زندہ رہتے ہیں۔زمین پر اللہ کی علم کے مطابق روپ والا پرتما، خدا کا نشان ہے۔بلا روپ والا لنگ، اللہ کا نشان ہے۔لنگ، پرتما بھی نہیں ہے۔اس کا تو کوئی روپ ہی نہیں ہے۔

قادر: قرآن پاک میں (3-7) آیت میں کہا کہ جن کے قلبوں میں کجی ہے وہ متشابہات آیات کے بے معانی لیتے ہیں۔اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

ہم: یہ سچ ہے کہ اللہ نے کہا کہ اپنے گرنتھ میں متشابہات جملے ہیں۔اور ہاں! یہ بھی سچ ہے کہ اس نے کہا کہ بعض لوگ جن کے دلوں میں کجی ہیں وہ ان آیات کے بے معانی کہیں گے۔یہاں اللہ

نے جن کے دلوں میں کجی ہے ان کی بات سننے سے منا کیا ہے مگر اللہ نے یہ تو نہیں کہا کہ ان آیات کو معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان کو تم چھوڑ دو (ایسا بھی تو اس نے نہیں کہا تھا نا)۔ یہ بات بھولنا نہیں چاہئے کہ اللہ نے اسی آیت میں جو شخص عقل منداور عقدت مند ہے وہ میری تعلیم کو سمجھ سکتا ہے یہ بھی تو اس نے کہا تھا۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ ہم متشابہات آیات میں دخل نہیں کریں گے اور وہ ہم کو ضرورت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کا علم آدھے سے اوپر نہیں جانتے ہیں۔ وہیں پر، اسی آیت میں کہا تھا نا کہ غیب کا علم یعنی متشابہات آیات کا علم سوائے اللہ کے کوئی انسان نہیں جانتا، تو پھر جب جو شخص انسان نہیں ہے اور انسان کے مانند ہے وہ آ کر کہنے کے باوجود بھی نہیں سننے والا آگے نہیں بڑھ سکتا اور عالم نہیں بن سکتا۔

قادر: پرتما الگ ہے، وگرہ الگ ہے۔ اور کرشن کی پرتما خدا ہے، چھوٹے دیو یا دیوتائے وگرہ نہیں ہے کہتے ہوئے، اس طرح سچ کو جھوٹ سے ملا کر عام لوگوں کو کیوں گول مال کرتے ہیں؟ آپ کی کوشش سے آپ اپنی آخرت کی زندگی برباد مت کر لیجئے۔

ہم: ایسا تو ہم نے کہیں نہیں کہا کہ چھوٹے دیو یا دیوتائے وگرہ نہیں ہے۔ اور ہم تو یہی کہہ رہے ہیں کہ چھوٹے موٹے دیوں کی عبادت مت کرو۔ آپ کو اللہ بولے تو صرف اوپر اوپر سے معلوم ہے لیکن اللہ کی پوری حقیقت نہیں جانتے۔ اللہ کا پہلا (primary) دھرم ایک ہے۔ اس کو کوئی بھی پار نہیں کرنا چاہئے یا اس دھرم کا خلاف ورزی نہیں کرنا چاہئے۔ **"اللہ وہ ہے جس کا نہ کوئی روپ و شکل ہے نہ نام ہے نہ کام ہے"** یہ اللہ کا خاص دھرم (صفت یا attribute) ہے۔ ہم پہلے سے یہی بتا رہے ہیں کہ جس کا روپ و شکل ہوتا ہے اور نام ہوتا ہے اور کام کرتا ہو وہ اللہ نہیں ہے۔ آپ کو سمجھ میں نہ آنے سے کنفیوز (confuse) ہو رہے ہیں۔ کرشن، جس کا روپ ہے

،نام اور کام ہے وہ تو صرف خدا یا بھگوان ہے۔خدا سے مراد خود آنے والا اور بھگوان سے مراد بھگ سے پیدا ہونے والا۔ماں کے پیٹ یا گربھ کو بھگ کہتے ہیں۔بھگ سے پیدا ہونے والا کوئی بھی ہو بھگوان ہی ہوتا ہے۔کیا آپ سوائے کرشن اور عیسیٰ کے زمین پر کوئی ایسا شخص کو دکھا پائیں گے جو ماں کے گربھ سے پیدا ہوا ہو؟۔یعنی کرشن اور عیسیٰ کے سوا کوئی بھی ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا۔ ہر ایک بات بھی علمی طور پر یا علمی طریقے سے ہونا چاہئے کہہ کر قرآن میں سورح ۴۰ کی آیت ۳۵ میں کہا گیا **''کسی دلیل کے بغیر ہی وہ اپنے پاس آئی ہوئی اللہ کے نشانیوں کے معاملے میں ضد سے بات کرتے ہیں یا جھگڑتے ہیں''**۔اُسی طرح سے آپ بھی ہر جگہ بغیر روشن دلیل کے (بغیر اللہ کے گرنتھ کے) بات کر رہے ہیں۔ ہر کوئی یہی سمجھ رہا ہے کہ ہم ماں کے پیٹ یا گربھ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پہلے وہ سچ ہے یا نہیں دیکھ لیجئے۔دنیا میں سوائے اللہ کے کوئی بھی خدا کی طرح ماں کے گربھ میں پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اللہ کا فرمان ہے۔

قادر: قرآنِ پاک میں سورح ۵۰ کی آیت ۲۱ میں'' ہانکنے والا ، گواہ دینے والا'' کہہ کر ہے۔اگر آپ حق کی تلاش کرنے والے ہے تو ۱۸ سے لیکر ۳۰ تک زرا اطمنان سے پڑھئے۔آپ ہی کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کیا ہے۔؟

ہم: جب تک دماغ میں 'جو میں جانتا ہوں وہ دوسرے نہیں جانتے' اس طرح کا خیال رہتا ہے تب تک کوئی بھی کچھ نہیں سمجھ سکتے۔جب ہم جملے کو پڑھتے ہیں تو جس طرح آنکھوں کے سامنے منظر نظر آتا ہے اسی طرح اس (جملہ) میں جو مقصد یا مطلب ہے وہ ہم کو دکھتا رہتا ہے۔ایسا کچھ (دنیا میں) ہے ہی نہیں جو مجھے سیکھنا ہے یا جمع کرنا ہے۔بہر حال، میرے بارے میں چھوڑ دیجئے ،اب ۱۸ سے لیکر ۳۰ تک جملے پڑھیں تو سب جملوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن جملہ نمبر ۲۰

میں ''**دوبارہ اٹھایا جانے والا دن**'' کہا گیا ۔ اورآیت نمبر۱۹ میں'' **موت**'' کے بارے میں کہاہے۔کیا آپ جانتے ہے کہ موت میں (مرتے وقت) کیا ہوتا ہے؟ کیا آپ جانتے ہے کہ پھر سے اٹھایا جانے والا'**دوہرائے جانے والے دن**' سے کیا مراد ہے؟ اور وہ دن کب آئے گا؟ یہ دونوں چیزوں میں تھوڑا بھی تو ذاتی تجربہ(personal experience) ہے کیا آپ کو ؟ یا بس یوں ہی ،دوسروں کی باتیں سن کر، ان کے باتوں کے مطابق آپ بھی کہہ رہے ہیں؟۔صرف ایک بار آپ کے سینہ پر آپ کا ہاتھ رکھ کر دیکھ لیجئے کہ حقیقت میں آپ کیا جانتے ہیں۔ہم نے''**جنن مرن سدھانت(janana marana siddhanth)**'' لکھا ہے وہ گرنتھ پڑھیئے۔معلوم ہو جائے گا کہ موت کیا چیز ہے۔قرآن میں ہے کہ قیامت کے وقت انسان دوبارہ (پھر سے) اٹھائے جائیں گے۔قرآن صاف اور سچی اللہ کی گرنتھ ہے۔ وہ سب کچھ حق کے ساتھ ہے۔معلوم ہوگیا کہ جس قیامت کے وقت کے بارے میں اس میں زکر کیا گیا اس کو آج تک کسی نے نہیں سمجھا۔ یہ بات سچ ہے کہ قیامت میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔لیکن وہاں جس ''قبر'' کا زکر کیا اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا آپ جانتے ہے کہ 'قبر یا سمادھی' کا حقیقی معنی کیا ہے؟ (نوٹ:قبر کو تلگو زبان میں سمادھی کہتے ہیں) ۔اگر وہ کھڑے یا گوریاں قبر ہے جس میں انسان کو دفنایا جاتا ہے تو سپوز (suppose) انسان کو دفنائے بغیر ہی جنگل میں جانوروں نے کھالیا تو جب کونسے قبر سے آٹھائیں گے؟ اور وہ کہاں سے اٹھے گا؟۔اگر اچانک آگ میں جل کر راخ ہو کر وہ راخ بھی بارش میں گُھل (مل) گیا سمجھو تو جب ویسا شخص کہاں سے اٹھ کر آئے گا؟۔اللہ نے تو انسان کو ایسی علم عطا کی کہ جس کا سامنا کوئی نہیں کر سکتا۔لیکن انسان، پوچھا گیا سوال پر بلا جواب کا علم بتا کر، اللہ کی کلام کی بے عزتی کر رہے

ہیں۔ یہ نہ جانتے ہوئے ہی کہ موت کیا ہے؟اور قبر کیا چیز ہے؟ آپ حق کو معلوم کرنے کی بجائے ہمیں ہی حق معلوم کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ جو سچ میں جانتا ہوں وہ معلوم ہوا مگر کیا آپ میرے سوالوں کا جواب **علمی** طریقے سے دے پائیں گے؟۔علمی طریقے سے بتانے کے لئے تو یہ معلوم ہو کر رہنا ضروری ہے کہ موت میں (موت کے وقت) کیا ہو رہا ہے اور پیدائش میں (پیدائش کے وقت) کیا ہو رہا ہے۔تب ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ قبر کیا چیز ہے اور قیامت کیا چیز ہے۔ابھی بھی دیری نہیں ہوئی ہے۔اللہ نے جو حق کہا ہے وہ جاننا ہے تو اس سے پہلے یہ جان لیں کہ قرآن گرنتھ کا ہر جملہ یا آیت حق ہے اور وہ کسی کو بھی جواب دے سکتی ہے۔وہ گرنتھ ''**قبر (سمادھی)**''،''**جنن مرن سدھانت**''،''**موت کا راز**''،''**پنر جنم کا راز**'' پڑھئے جو ہم نے لکھا ہے۔تب سمجھ میں آئے گا کہ قرآن گرنتھ کتنی بلند مقام پر ہیں۔جب قرآن کی ہر جملہ کو حق کے ساتھ الگ کر کے بتا سکتے ہیں۔

سورح ۵۰،آیت ۲۱ میں جو پیغام ہے وہ تین روحوں کے بارے میں ہے۔یہی بات بھگوت گیتا گرنتھ میں پُرُشوتم پراپتِ یوگ(purushottam prapti yog) میں ۱۶،۱۷ اشلوکوں میں جن کو کشر(kshar)،اکشر(Akshar)،پُرُشوتم (purushottam) کہا ہے ۔انہی کے بارے میں بائبل گرنتھ میں متی خوشخبری میں ۲۸ باب کی ۱۹،۲۰ جملوں میں باپ، بیٹا، پاک روح کہا ہے۔یہی بات پاک قرآن گرنتھ میں سورح ۵۰،آیت ۲۱ میں ''**چلایا جانے والا (بھاگنے والا)، ہانکنے والا (چلانے والا)، گواہ کی طرح رہنے والا**'' کہا ہے۔ یہ تین گرنتھوں کی بات کو ایک ہی بات کی طرح سمجھ سکتے ہیں۔بھگوت گیتا میں کشر یعنی

فنا ہونے والا (ناش ہونے والا)، اکشریعنی فنا نہ ہونے والا (ناش نہ ہونے والا یا لا فانی) ، پُرُشوتم یعنی دونوں پُرُشوں سے اُتم (اعلی) ہے، اس طرح پُرمعنی کے ساتھ بتائے ہیں۔ جوعلم بھگوت گیتا گرنتھ میں ہے وہی علم باقی دوگرنتھوں میں سمجھ داری سے کہا گیا۔ بھگوت گیتا میں لوک میں دونوں پُرُش ہیں ، انہی کو کشر (kshar) اور اکشر (Akshar) کہتے ہیں۔ اور کشر تمام مخلوقات میں اس نفس کی طرح ہے جو فنا ہوتا ہے۔ اکشر فنا نہ ہونے والے روح کی طرح ہے اور وہ روح نفس کے ساتھ ہی رہتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کہا کہ ان دونوں پُرُشوں سے یعنی کشر ، اکشر سے اعلی ترین پُرُش اور ایک ہے اور اسی کو پُرُشوتم (اللہ) کہتے ہیں۔ کشر ، اکشر ، پُرُشوتموں کو تینون کا زکر بائبل متی خوشخبری کی آخری میں کہتے ہوئے کشر کو بیٹا ، اکشر کو باپ اور اللہ جو پُرُشوتم ہیں اسے پاک روح کہا ہے۔ یہی بات کو آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں اللہ نے بڑی سمجھ داری کے ساتھ یا عقل مندی سے نفس کو چلایا جانے والا ، روح کو ہانکنے والا (چلانے والا) اور اللہ کو گواہ یا شہادت کہا ہیں۔ یہ تین روحوں کی بات بھگوت گیتا کو سمجھانے والے سوامیوں کو ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ تین روحوں کی تفصیل کسی بھگوت گیتا میں بھی نہیں ہے سوائے ہمارے ہاتھ سے لکھی گئی ''**ترائت سدھانت بھگوت گیتا**'' کے۔ جب اوّل اللہ کی گرنتھ بھگوت گیتا کا علم ہی ہندوؤں میں سوامیوں کو ہی سمجھ میں نہیں آیا ہے تو مذہب کی دیوانگی میں ڈبے ہوئے باقی لوگوں کو سمجھ میں آنا بہت ہی مشکل ہے۔ جو یوگی (عارف بندے) جسم کا نظام جانتے ہیں یا اس کی علم رکھتے ہیں ان کے سوا باقی لوگوں کو تین روحوں کی تفصیل سمجھ میں آنا ، ناممکن ہے۔ ایسی صورت میں ، معلوم نہیں اِدھر عیسائیوں کو اُدھر مسلمانوں کو کیا سمجھ میں آ گیا! تین روحوں کی علم کو ''**ترائت سدھانت**'' نام رکھ کر ہم تفصیل کے ساتھ سمجھا رہے ہیں تو بھی نہ سمجھتے ہوئے ، اوپر سے ہمیں چڑھانے

والے لوگوں کو یہ کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ گواہ کون ہے، چلانے والا کون ہے اور چلایا جانے والا کون ہے؟۔اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ (ہاں!) میں (تین روحوں کے بارے میں) جانتا ہوں تو وہ صرف دھوکا دینے کی کوشش کے علاوہ حق نہیں ہے۔اُتنے دور تک کیوں ابھی آپ ہی نے تو کہا تھا کہ ۱۸ سے لیکر ۳۰ تک پڑھنے کے لئے۔میرے بارے میں چھوڑ دیجئے ،اچھا ٹھیک ہے ایسا سمجھ لیجئے کہ میں نہیں جانتا ہوں تین روحوں کے بارے ۔کیا آپ جانتے ہیں؟ ایک بار زرا خود چیک (check) کر لیجئے۔اگر جانتے ہیں تو اللہ سے کہہ لیجئے۔کیوں کہ اگر آپ کا علم سچا یا صحیح ہے تو اللہ آپ لوگوں کو اپنے نذدیک کرلیگا۔اگر آپ کا علم صحیح نہیں ہے تو وہ آپ لوگوں کو اپنے سے دور دھکیل دے گا۔

قادر:اے میرے پیارے بھائیوں! قرآن کے تعلیمات بہت ہی صاف یا واضح طور پر ہے۔اس میں کسی طرح کا کجی نہیں ہے۔سو اسے پاک من کے ساتھ پڑھئے۔حق کو سمجھئے۔سمجھ میں نہ آنے والے ذات (tatwa gyan) کے پیچھے پڑکر،اپنی ذندگی خراب مت کر لیجئے۔

ہم: (بے شک) قرآن کے تعلیمات میں کوئی کجی نہیں ہے مگر ان لوگوں کے دل میں کجی ہے جو مذہب کو سر پر رکھ کر ہر پل اسی کی خیال وفکر میں باتیں کرتے ہیں۔ہم بھی جانتے ہیں کہ قرآن کے تعلیمات واضح طور پر ہیں۔اگر اس کی وضاحت (clarity) آپ جانتے ہیں تو (زرا یہ بتائیں کہ) ایک جگہ اللہ نے فرمایا کہ کائنات بنانے کے لئے اس نے چھ دن محنت کر کے ساتوے دن آرام کیا۔پھر اور ایک جگہ اس نے کہا کہ اللہ کچھ نہیں کرتا، اگر وہ کہیں کہ 'ہو جا' تو ہوجاتا ہے۔تو اب آپ تفصیل کے ساتھ علمی طریقے سے کیا یہ بتاسکیں گے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات سچ ہے۔کیا وہ بات سچ ہے جس میں اللہ نے کہا کہ اس نے چھ دن کام کیا؟ یا پھر وہ

بات سچ ہے جس میں اس نے کہا کہ اللہ کچھ نہیں کرتا صرف ہوجا کہتا ہے تو بس وہ ہوجاتا ہے؟۔آپ ہی نے تو کہا تھا نا کہ پاک من کے ساتھ پڑھیئے اور حق کو سمجھئے!۔تو کیا اس بات کی حقیقت کو آپ نے پہچانا یا سمجھا؟۔اور آپ نے مشورہ بھی دیا تھا نا کہ سمجھ میں نہ آنے والے باتوں کے پیچھے پڑ کر زندگی خراب نہ کرے۔آپ کے مشورہ کے مطابق، کیوں کہ اللہ کی چھ روز کی تخلیق اور کچھ نہ کرنے کا طریقہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے اس لئے (ان باتوں کو) چھوڑ دینے کے لئے کہیں گے کیا آپ؟۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ اگر پاک من کے ساتھ پڑھیں گے تو صاف سمجھ میں آجائے گا، اس طرح کہہ کر جب بات سمجھ میں نہیں آرہی تو اسے چھوڑ دو کہنا کیا آپ کو ٹھیک لگتا ہے؟۔

آخری اللہ کی گرنتھ قرآن میں مجھے جو سورح بہت ہی پسند ہے وہ ہے سورح ۱۱۲۔اس میں صرف چار آیات ہی ہیں۔وہ چار آیات اللہ کے بہت ہی قریب ہے۔ہم نے پہلے ہی بتایا کہ قرآن میں آدھے سے اوپر باطن علم سے بھرے ہوئے جملے ہی ہے۔پھر بھی بہت جگہ بہت ہی تفصیل سے بتا رہے ہیں بھی کہے تھے۔7-3 میں ہی کہا تھا کہ عقدت مند اور عقل مندوں کو میرے جملے سمجھ میں آتے ہیں۔لیکن اس بات پر کسی نے غور نہیں کیا۔آج بہت سے مسلم کے بزرگ جو ٹیڑھی عقل رکھتے ہیں اس جملہ کو آڈھے رکھ کر، باقی مسلمانوں سے یہ کہہ کر انہیں وہم میں رکھ رہے ہیں کہ ان آیات میں دخل نہیں کرنا چاہیئے ۔اگر ان جملوں کی ضرورت نہیں ہے تو قرآن گرنتھ میں ان (آیات) کی زکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے نا!۔اللہ پر محبت سے، عقل کا استمال کر کے دیکھیں تو اس کے شردھا کے مطابق اس کے عقل کو اللہ علم سمجھ میں آئے جیسا کرتا ہے۔جسے شردھا نہیں ہے اس کی عقل کو علم سمجھ میں نہیں آتی ہے۔اللہ

پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ پر بھکتی رہتی ہے۔ اللہ ہے، اس بات کا یقین کرنا ہی ایمان ہے۔ اللہ ایک ہی ہے کہنے والی وہ یقین، اللہ کی علم جاننے کے لئے ایمان کی ضروری نہیں ہے۔ **''شردھا وان لبھ تے گنان'(shradhavan labhate gnan)' بھگوت گیتا کی** (اس) جملہ کے مطابق جو شخص شردھا رکھتا ہے اسے اللہ کا علم ملتا ہے۔ مسلمانوں کو اللہ پر ایمان تو ہے مگر شردھا نہیں ہے۔ شردھا نہ ہونے کی وجہ سے ہی آپ نے یہ کہا نا کہ سمجھ میں نہ آنے والے باتوں کے پیچھے مت پڑو، ان کو چھوڑ دو۔ علم کو جاننے کی شردھا رکھنے والے اس طرح نہیں کہتے ، ہے نا!۔

خاص کر کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ایمان یا یقین کے وجہ سے اللہ پر بھکتی پیدا ہوتی ہے۔ بھکتی اور ایمان دونوں ایک گروپ (group) کے ہیں۔ شردھا رکھنے والے کو علم حاصل ہوتا ہے۔ شردھا اور علم دونوں ایک گروپ کے ہیں کہہ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو اللہ پر ایمان سو کے سو فیصد ہے مگر اللہ پر شردھا اور اللہ کی علم پر شردھا بہت ہی کم ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کا علم قرآن گرنتھ میں مکمل طور پر رہنے کے باوجود بھی وہ انہیں سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ گرنتھ کو پڑھنے پر بھی، پورا علم غلت مطلب سے سمجھ میں آنا ہی نہیں بلکہ، چاہے کوئی بھی کہیں نہ سنے جیسا کر کے وہ جو علم جانتے ہیں وہی صحیح ہے لگتا ہے۔ اسی لئے خود اللہ ہی اُتر کر آ کے، ان لوگوں سے کہیں تو بھی وہ نہیں مانیں گے۔ اوپر سے اللہ کو بھی اس طرح جواب دیں گے کہ ہمارا علم تم نہیں جانتے مگر اس بات کا زرا بھی خیال نہیں کرتے کہ آگے والا (یعنی بولنے والا) کتنا بڑا (اعلی) ہے۔

اللہ پر ایمان بھکتی کو بڑھاتی ہے۔ ایسا ہی اللہ پر شردھا علم کو بڑھاتی ہے۔ مسلمان ایمان رکھنے کی وجہ سے، سب سے اللہ پر بھکتی زیادہ رہتی ہے۔ اسی لئے ایسے مسلمان ہیں جو ہر

دن پانچ بار دعا (نماز) اس طرح کرتے ہیں کہ باقی مذاہب کے لوگ کوئی بھی اس طرح دعا (نماز) نہیں کرتے۔ لیکن قرآن گرنتھ کو وہ کتنی بھی عزت سے دیکھ لیں، انکو اس میں کی علم سمجھ میں نہیں آئی ہے یہ کہنے کے لئے سبوت کے طور پر ایک بات کو دیکھتے ہیں۔ کہا تھا نا! کہ میرا پسندیدہ سورح ۱۱۲ ہے۔ اسی میں **"اس کو اولاد نہیں ہے"** یہ جملہ ہے۔ وہ بات سچ ہی ہے، پھر بھی وہی گرنتھ میں ہی سورح ٦ آیت ۱۰۱ میں ایسا ہے۔ (6-101) **"وہی ہے جس نے آسمان کو اور زمین کو بنایا۔ جب اللہ کو بیوی نہیں ہے تو اولاد کیسے ہوگی؟ اس نے ہر چیز کو بنایا ایسا ہی ہر مخلوق کو بنایا۔ وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے"**۔ اس جملے میں اس نے ہر مخلوق کی جب تخلیق کی ہے تو، اگر اس کی بیوی نہیں ہے تو اولاد کیسے ہوگی کہہ کر، اس نے جو مخلوقات پیدا کیا ان کو اللہ کی اولاد کہتے ہوئے، (اس نے) سوال کیا کہ بیوی نہیں ہے تو اولاد کیسے ہوگی؟۔ لیکن وہاں ۱۱۲ سورح میں کہا تھا نا! کہ "اس کو اولاد نہیں ہے"، بیوی بھی نہیں ہے۔ اس طرح (ان سے) پوچھنے پر اس کا جواب دئے بغیر ٹال دینا ہی نہیں بلکہ کہا کہ وہ ایسا ہی ہے اللہ نے جو کہا اسے سننا چاہئے لیکن سوال نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہاں ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ بھی سمجھ میں آ رہا ہے کہ اِن آیات کا اُن کے پاس کوئی علم نہیں ہیں۔ یہ سب کی وجہ دیکھیں تو معلوم ہو رہا ہے کہ ان کو اللہ کی علم پر شردھا نہ ہونا ہی (اس کی وجہ) ہے۔ لیکن وہ اس بات کا خیال نہ کرتے ہوئے کہ اپنے پاس علم نہیں ہے او پر سے اپنے آپ کو مکمل علم والے سمجھتے ہوئے دوسروں کو تنقید کر رہے ہیں۔ تو اللہ سب غور کر رہا ہے۔

قادر: آپ کیوں قرآن پاک کے جملوں کی غلط تعبیر کرتے ہوئے تعلیم دے رہے ہیں؟

ہم: ہم قرآن کے جملوں کی عزت کرر ہے ہیں۔قرآن تمام انسانوں کے لئے کہی گئی گرنتھ ہونے کی وجہ سے اس پر ہمیں بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ لوگوں کو ہیں۔اللہ سب کا مالک ہے۔اسی طرح الٰہی گرنتھ قرآن بھی سب کا گرنتھ ہے۔قرآن ایک مذہب کے لئے نہیں ہے۔یاد رکھیں کہ تین مذاہبوں کے لوگوں کے لئے **''نصیحت نامہ''** ہے۔

قادر: آپ پاک قرآن کی پیغام کو سمجھے ہوتے تو وگرہ(vigraha) کی پرتشٹھا(قائم) نہیں کرتے؟

ہم: قرآن کا علم جہاں غلت مطلب کا شکار بنا وہاں اسے ہم صحیح کرر ہے ہیں۔اصلی مطلب بتا رہے ہیں۔اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اصلی اللہ تو ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی تمام کائنات کا مالک ہے اور حکمران ہے۔ہم نے وگرہوں کا پرتشٹھا (قائم) نہیں کیا۔ہم نے جو پرتشٹھا کیا ہے وہ صرف شری کرشن کا پرتما ایک ہی ہے۔وہ خدا ہونے کے وجہ سے وہ کام کرنا پڑا۔گرہ(graha) کا معنی جنات کے ہے(جنات کو تلگوزبان میں دَیّم کہتے ہیں)۔وگرہ(vigraha) کا معنی بڑی جنات کے ہے۔ ہم جنّات کی پوجا کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔

قادر: آپ نے جو لکیریں(پیشانی پر) رکھ لئے اس کو اللہ کا نشان کہا تھا۔کیا آپ یہ دکھا سکتے ہیں کہ قرآن کے کونسے جملے میں کہا گیا کہ اس طرح لکیریں لگانے کے لئے؟

ہم: ہم نے لیکریں نہیں رکھ لئے۔اللہ کی نشان کو رکھ لئے۔ہم نے جو رکھ لیا ہیں وہ چار چکر ہیں۔چار چکر والی نشان کا قرآن گرنتھ میں خاص معنی ہے۔وہی بات کو یہ گرنتھ میں لکھے ہیں۔جس طرح راماین کے سارانش(essence،اصل) کو باندھا، مارا، لایا یہ تین باتوں میں کہا تھا اسی طرح اللہ کے علم کا پورا سارانش کو مختصر طور پر فٹ(fit) کر کے دکھایا گیا نشان ہی چار چکر کا نشان ہے۔اللہ کی علم سے جڑی ہوئی ہونے کی وجہ سے یہ چار چکروں کو **''اللہ کا نشان یا اللہ کی علامت''** کہہ رہے ہیں۔اللہ کی نشان کی عزت کرنے کے لئے سورح ۲۲ کی آیت ۳۲ میں اس طرح کہا ہے، دیکھئے۔**(22-32)**

''اللہ کے نشانیوں کا کوئی عزت کر رہا ہے تو وہ ان کے قلبوں میں جو تقوٰی

(بھکتی) ہے اسی کی وجہ سے ہے''۔اتنا ہی نہیں بلکہ (5-2) ''اے لوگوں جنہوں نے ایمان لایا! اللہ کے نشانیوں کی اور حرمت والے مہینہ کی بے عزتی مت کرنا' 'اس طرح ہے۔اللہ کے نشانیوں کا عزت کرنا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں اعلیٰ مقام پر رکھ لینا ہی (ان کی عزت کرنا ہے)۔اس سے بڑھ کر عزت کیا ہوسکتی ہے (یعنی وہی بڑی عزت ہے)۔

قادر: قرآن میں کہا گیا کہ موت کے بعد اللہ کے دربار (یعنی وہ مقام ہے جہاں انصاف کیا جائے گا) میں اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔لیکن آپ تو پنر جنم کا سدھانت تبلیغ کر رہے ہیں؟

ہم: موت کے بعد اللہ کا دربار رہنا سچ ہی ہے۔لیکن وہاں سوال کرنا، پوچھنا نہیں رہتا۔جس نے جو عمل کیا اس کے مطابق اس کا نتیجہ یا اجر فیصلہ کر کے بھیجنے کے سوا وضاحت (explanation) پوچھنے کا کچھ نہیں رہتا۔مرا ہوا شخص کچھ بھی کہے سننے والے نہیں رہیں گے۔اسے بولنے کا موقع تک نہیں رہے گا۔مرتے ہی فوراً اس کے عمل کا نتیجہ یا عمل کا اجر ایک پل کے دسواں حصہ کا وقت (tenth part of a second) میں طے کیا جاتا ہے۔پھر وہی پل کے اندر ہی وہ واپس (پھر سے) پیدا ہوتا ہے۔(یہ کام میں) دیری، آرام اس طرح کے باتیں ہے ہی نہیں رہتے۔یہ بات آپ کے لئے نیا ہونے پر بھی یہی حقیقت ہے۔

قادر: آپ کون ہے؟

ہم: آپ مجھے کون سمجھ رہے ہیں، وہی ہم ہے۔

قادر: آپ کے کیا عقائد (beliefs) ہیں؟

ہم: ہمارے کوئی عقائد نہیں رہتے۔ہمارے پاس جو ہے وہ صرف ایک ہی ایک اللہ کا علم اور اس پر شردھا (محبت)۔

قادر: آپ کونسی گرنتھ پر یقین رکھتے ہیں؟

ہم: اللہ کے گرنتھ بھگوت گیتا، بائبل میں چار خوشخبریں، قرآن میں اللہ کے جملوں پر یقین رکھتے ہیں۔

قادر: پورادرھم برھم لگ رہا ہے۔ حقیقت کو ماننے والے اس طرح باتوں سے لوگوں کو کنفیوز (confuse) نہیں کرتے۔

ہم: سچ کہوں تو میں تم لوگوں کو کنفیوز کرنے کے لئے ہی آیا ہوں۔تب تو کم از کم اصلی اللہ کی علم جان لیجئے۔

سوال: ''آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے'' اس گرنتھ پر غیر مسلم کا فوٹو کو کیسے چھاپ دیا؟ ہمیں اس سے اعتراض ہے؟

جواب: اللہ پر ایمان رکھنے والے کو 'مسلم' کہتے ہیں لیکن اللہ کے علم کے پاس مذہب نہیں رہتا۔ میں مسلم مذہب والا نہیں ہوں، میں مذہب کے اعتبار سے ہندو ہوں پھر بھی ایمان میں پکا مسلم ہوں۔ایسا نہیں ہے کہہ سکتے ہیں کیا آپ؟۔ میں نے ''**آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے**'' مسلم مذہب والوں کے لئے نہیں لکھا۔ ہندوواں پڑھنے کے لئے اور قرآن کی عظمت معلوم ہونے کی مقصد سے لکھے ہیں۔گرنتھ پر ہمارا فوٹو رہنے کی وجہ سے مجھ پر محبت سے اور عزت سے کم از کم دس ہزار (10000) ہندو لوگ گرنتھ کو پڑھ پائے۔ پڑھنے کے بعد قرآن میں اتنی عظیم علم ہے کیا! کہہ کر تعجب ہوئے۔میرے تصویر کے وجہ سے اور بھی دس ہزار ہندو ''آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے'' یہ گرنتھ کو پڑھ سکتے ہیں ایسا پڑھنے کے لئے آپ کو اعتراض ہے کیا؟

سوال: آپ مسلم گرنتھوں کو لکھنا خوشی کی بات ہی ہے لیکن مسلم علماؤں کی اجازت لیکر لکھنا چاہیئے؟

جواب: کیا یہ آپ کا دنیوی مال ہے یا آپ کا دنیوی جائیداد!۔ یا تو کسی اللہ نے آپ کو پٹا (patta) لکھ کر دیا ہے؟ قرآن گرنتھ اللہ کا گرنتھ ہے وہ لوگوں کا، سب کا دولت ہے۔کوئی کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو اچھا کام ہم کر رہے ہیں اسے دیکھ کر خوش ہونے کی بجائے اس طرح کوئی پوچھتا ہے کیا؟۔ بتایئے زرا کہ کون ہے علماء۔تب جا کر ان کا اجازت لیں گے۔اللہ کا علم سمندر جیسا ہے دنیوی معاملوں میں علماء رہ سکتے ہے مگر اللہ کے علم میں خود اللہ ہی عالم ہیں۔ وہ اللہ جو علماؤں کا عالم ہے اسی نے کچھ بھی نہ جاننے والے ہمارے ہاتھ اس

(گرنتھ) کولکھ وایا ہے۔اگر آپ کو ہاتھ ہوا تو (ہمت ہے تو) خود اللہ سے ہی پوچھئے کہ ہم لوگوں کی اجازت لئے بغیر کیوں تم نے اس شخص سے لکھوایا؟۔جب پیسا تیرا خود کا ہو تو کیا فائینانس منسٹر(Financeminister) سے پوچھ کے خرچ کرتے ہو؟(نہیں نا) جس طرح وہ نہیں ہے اسی طرح یہ بھی ضرورت نہیں ہے۔مذہب کہنے والی دیوانگی چھوڑ کر سب کا حکمران اللہ ہے اور سب اس کے قابو میں رہنے والے ہی ہے کہہ کر نہیں بھولنا چاہئے۔

سوال:''آخری اللہ کی گرنتھ میں علمی جملے''اس گرنتھ میں آخری صفحات میں پردہ کے تفسیر میں ایسا ہے کہ پردہ نکال(ہٹا) دیجئے؟

جواب: ہمارے گرنتھ میں 'پردہ' کس طرح آیا ہے، کب آیا ہے اور کیسے آیا ہے بتایا گیا ہے مگر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نکال (ہٹا) دو۔وہ آپ کے قوم کے لئے اللہ نے دی ہوئی 'حفازت' ہوسکتی ہے یا 'سزا' بھی ہوسکتی ہے۔ویسے بھی، اللہ نے دی ہوئی کسی بھی چیز کو نہیں کہنا چاہئے نا!۔

سوال:''قرآن میں چھپے ہوئے موتیاں''اس گرنتھ کے پیچھے دوسرے گرنتھ کی فوٹو ہے جس پر تین مذاہبوں کے نشانیاں ہیں۔ہمارے گھر میں اس کو دیکھتے ہی اس طرح کہا کہ 'اوم' تصویر رہنے والی کاگز بھی ہمارے گھر میں نہیں آنا چاہئے۔اگر ایسا آیا تو اللہ غصہ ہو جاتا ہے، کیا یہ سچ ہے؟ اور تلگوں زبان میں اللہ کو دیوڈو (Devudu) کہتے ہیں۔تو مجھے کہا گیا کہ دیوڈو کو 'اللہ' نام سے ہی پکارنا چاہئے 'دیوڈو' نہیں کہنا چاہئے۔(میرا سوال ہے کہ) دیوڈو کو اللہ کے نام سے ہی کیوں پکارنا چاہئے؟ میرا عمر ۱۶ سال ہے، مجھے کچھ نہیں معلوم۔محربانی کر کے بتایئے؟

جواب: جو اللہ کی علم رکھتے ہیں وہ اس طرح کے باتیں نہیں کہتے۔اگر کوئی بھی اس طرح کے باتیں کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں اللہ کا علم نہیں معلوم ہے۔ایک شخص ایسا کہتا تھا کہ ہم مسلم ہے اس لئے واٹر(water) کو واٹر نہیں کہنا چاہئے پانی کہنا چاہئے۔تو جب وہ صفر میں دوسرے گاؤں گیا تو پانی کی پیاس لگی۔جب اس نے وہاں پوچھا کہ پانی پانی (چاہئے)۔وہ علاقے کے لوگوں کو اُردو زبان نہیں آتی اسی لئے جب اس نے پانی کہا تو کسی نے پروا نہیں کی۔آخر میں جب اس نے واٹر

کہا تب اسے پانی ملا۔آخر میں اسے پانی کو water ہی کہنا پڑانا !اوراس نے کہا بھی۔ایسا ہی god کوتلگوزبان میں دیوڈو کہتے ہیں۔اوراردوزبان میں اللہ کہتے ہیں۔جب تک کہ انسان مذہب کا پاگل پن نہیں چھوڑتا،عالم (علم والا) نہیں بن سکتا۔تب تک دنیوی مایا میں پھس کر رہنا ہی پڑے گا۔ابھی بھی دیری نہیں ہوئی ہے۔چلئے سب مذاہبوں کا عزت کرتے ہیں۔جب سب مذاہب اللہ ہی نے بنایا تو انہیں دیکھ کر حسد کرنا مناسب ہے کیا؟۔باپ کے لئے تو آگے پیچھے پیدا ہوئے سب بیٹے برابر ہی ہے۔ایک ہی باپ سے پیدا ہوئے (بڑے چھوٹے) بھائیوں سے کوئی نفرت کرتا ہے کیا (نہیں نا!)۔ایسا ہی ان سب مذاہبوں سے محبت کرتے ہیں جوایک ہی اللہ کی تخلیق ہے۔تب اللہ کا رحم حاصل کر سکتے ہیں جوسب کا باپ ہیں۔

اللہ نے موسیٰ کو’تورات‘ گرنتھ دی (اللہ نے کرشن کے ذریعے بھگوت گیتا کو کہلوایا)۔تو قرآن (6-91)میں’’جب اللہ نے کسی انسان پر اپنا علم نہیں پسارا کہا تو یہ لوگ جو ایمان نہیں لائے اللہ کو اُس طرح نہیں سمجھا جس طرح سمجھنا چاہئے تھا‘‘۔(یہ جملے کے مطابق معلوم ہورہا ہے کہ موسیٰ عام انسان نہیں ہےاورموسیٰ کے بارے میں انسان کو اپنا علم نہیں دیا ہے

اور جب یہ کہا کہ موسیٰ کوتورات گرنتھ دیا ہوں تو انسانوں نے اللہ کوٹھیک سے نہیں سمجھا)۔’’ان سے پوچھو کہ وہ تورات گرنتھ کوکس نے نازل کی جسے موسیٰ لیکرآیا‘‘ وہ گرنتھ ایک نور ہےاورلوگوں کے لئے ہدایت ہے آپ اس کو الگ الگ کاگزوں کی طرح (الگ الگ گرنتھوں کی طرح) تقسیم کر کے دکھا رہے ہیں۔کئی باتیں چھپارہے ہیں‘‘۔(یہاں تک کے جملے سے معلوم ہورہا ہے کہ’تورات‘اللہ کی علم کی نور ہے۔اسی کوتین گرنتھوں کی طرح تقسیم کر کے تین مذاہب بنالئے۔اس میں جوعلم کے باتیں ہیں ان کوبعض لوگوں نے چھپایا۔)۔’’اس میں ایسے کئی باتیں بتائی گئی جو نہ تم جانتے ہو نہ تمہارے بڑے(باپ دادا)۔تورات کوجس نے نازل کیاوہ اللہ ہی ہے۔‘‘اس کے مطابق معلوم ہورہا ہے کہ وہ موسیٰ جس نے تورات کے بارے میں کہا وہ خدا ہے جو اللہ کا ساکار روپ(saakar roop) ہے۔یہ آیت پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نظر نہ آنے والا اللہ ،نظر آنے والے

شخص (انسان) کی طرح آئے گا۔ یہ آیت ہی اس بات کی گواہ ہے۔ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ جملے میں اللہ نے دی ہوئی تورات کو (بھگوت گیتا کو) تین الگ الگ گرنتھوں کی طرح پھاڑ یا چیر لئے اور وہ ہی بھگوت گیتا، بائبل اور قرآن ہے۔ وہ مسلم بہت ہی علم والے ہیں جنہیں قرآن سے اس آیت کے بارے میں معلوم ہوا اور ان کا فرض ہے کہ باقی مذہبی لوگوں کو بھی یہ بتائے کہ ہم سب ایک ہی تورات کی علم کو سہارا بنا لے کے ہیں۔ وہ مسلم جو یہ بات جانتے ہیں کہ تورات گرنتھ کو ہی تین گرنتھ بنا لئے، وہ باقی دو گرنتھوں کو بھی عزت سے دیکھنا چاہئے۔ جو عزت قرآن کو دی ہے وہی ان کو بھی دینا چاہئے۔

یہ سب مسلموں سے ہی اس لئے کہہ رہے ہیں کیوں کہ قرآن میں 91-6 آیت میں یہ پورا راز ہے۔ اس لئے مسلموں سے ہی یہ بات کہہ رہے ہیں۔ مسلم اپنے پاس وہ علم رکھنا چاہئے جو دوسرے مذاہبوں میں نہیں ہے اور مسلم اپنے اندر وہ مذہب کا یکسانیت رکھنا چاہئے جو دوسروں کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اس معاملے میں مسلمان پورے خلاف ہیں۔ اپنے قرآن گرنتھ کو تلگو میں چھاپ کر مفت میں بانٹ رہے ہیں تا کہ ہندو پڑھے۔ اگر اس ارادے سے کہ دوسروں کو بھی قرآن کی علم معلوم ہونا چاہئے (قرآن کو) دے رہے ہیں تو اس سے بڑھ کر نیک کام کچھ نہیں ہے۔ لیکن وہ، اس ارادہ کے بغیر ہندو قرآن پڑھ کر، ان کے مذہب میں داخل ہونے کے لئے دے رہے ہیں۔ وہ گرنتھ جس پر مکہ کا تصویر، چاند، تارے کا تصویر ہے اس کو دئے تو ہندو اسے عزت سے لے کر، ہاتھ ہوا تو پڑھ رہے ہیں نہیں تو نہیں۔ وہی اگر کوئی (ہندو) اپنے گرنتھ کو مسلمانوں کو دئے تو اسے چھونے کے لئے بھی پسند نہیں کرتے۔ ایک واقعہ بھی ہوا تھا۔ ایک ہندو عورت نے بھگوت گیتا گرنتھ کو ایک مسلم عورت کو دی۔ وہ گرنتھ گھر میں رہا تو اس کے شوہر نے وہ دیکھ کر اپنی بیوی کو گالیاں دیکر کہا کہ 'اوم' حرف کی گرنتھ کو گھر میں آنے ہی نہیں دینا چاہئے۔ اور گیتا گرنتھ کو سڑک کے باہر گندے پانی کے نالے میں ڈال دیا۔ مسلموں نے دی ہوئی قرآن کو ہندو پڑھے یا نہ پڑھے عزت سے اعلی مقام پر ہی رکھ لئے تو مسلم بھگوت گیتا کو اور 'اوم' تصویر سے نفرت کرتے ہوئے باہر پھینک دینے سے سمجھ میں آ رہا ہے کہ بھگوت گیتا سے کس قدر نفرت کرتے ہیں۔ قرآن کہہ رہی ہے کہ بھگوت گیتا کی علم کو میں تصدیق کر رہی ہوں

اورقرآن نے بھگوت گتا کو اعلی کہا تو بھگوت گیتا کے نسبت مسلموں نے کیوں عزت نہیں دکھایا؟ یہ سوال کی طرح بچ جائے گا۔قرآن میں (6-91) آیت میں **''اللہ نے دی ہوئی تورات کو ہی (بھگوت گیتا کو ہی) کاگزوں کی طرح پھاڑ (چیر) کر پڑھ لے رہے ہیں''** کیا یہ بات کو مسلموں نے نہیں دیکھا؟ اس کے مطابق یہ زمانہ جس میں انسانوں میں مذہب کی یکسانیت نہیں رہی، تین گرنتھوں کو پڑھ کر سمجھ کر لئے تو، کم از کم چند وقت کے بعد تو ہم صحیح راہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔

خاتمہ

جھوٹ کو ہذار لوگ کہنے پر بھی وہ سچ نہیں ہوتا

اور سچ کو ہذار لوگ انکار کرنے پر بھی وہ جھوٹ نہیں ہوتا

اللہ کا نشان

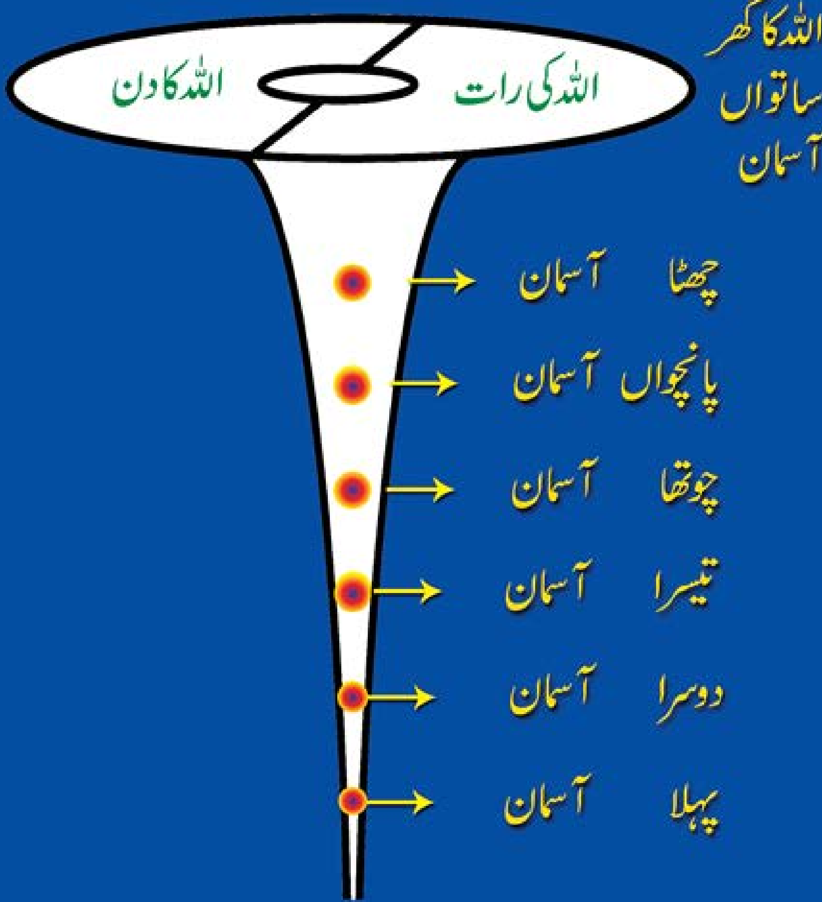

سات آسمان

یہ تمام مذاہب والوں کے لئے

www.khudaislamicspiritualsociety.org